بسم اللہ الرحمن الرحیم

صِرَاطَ الَّذِينَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ (القرآن)

راستہ ان کا جن پر تُو نے احسان (انعام) کیا

تصفیہ قلوب، جِلاءِ اذہان، نورِ عیون اور تزکیہ نفوس کا انمول مرقع

صراط الصالحین
لاصلاح المریدین

رشحاتِ قلم

مولانا ابوالمعاذ پیر محمد اطہر القادری ایم اے

مکتبہ جمال کرم لاہور

دربار مارکیٹ، لاہور

042-7324948, 0321-4300441

Marfat.com

جملہ حقوق محفوظ ہیں

98141

نام کتاب: صراط الصالحین لاصلاح المریدین

مصنف: پیر ابوالمعاذ صوفی محمد اطہر القادری

باہتمام: ایم احسان الحق صدیقی

اشاعت: باردوم فروری 2009ء

ناشر: مکتبہ جمال کرم

تعداد: 1100

قیمت: روپے

ملنے کے پتے

مکتبہ جمالِ کرم، دربار مارکیٹ لاہور، 7324948

حسنین پبلی کیشنز، ۴۷ راجپوت پارک شاد باغ لاہور۔فون: 7281621

شعبہ نشرواشاعت، مرکز الحافظ جامع مسجد مدینہ محافظ ٹاؤن، ملتان روڈ لاہور

Marfat.com

فہرست عنوانات

قرآن صحیفہ انقلاب	۱۸
حروف مقطعات اسرار قرآن ہیں	۱۹
کنز الایمان فی ترجمۃ القرآن	۲۳
تلاوت قرآن کے فوائد	۲۷
صاحب قرآن سے محبت	۲۹
تعظیم رسول پہلے ذکرِ خدا بعد میں..... کیوں؟	۳۰
محبت رسول میں شہادت	۳۱
ضرورت مرشد کامل	۳۵
مرشد کامل کی شرائط	۳۹
عالم ربانی کی پہچان	۴۳
داڑھی منڈوانے کی ممانعت	۴۷
آداب پیر کامل	۴۹
تصور مرشد	۵۲
افادیت عبادت اور اسکے ارکان	۵۴
نماز روزہ اور صدقہ کی روح	۵۵
ممنوعات سے بچنا زیادہ ضروری ہے	۵۵
عبادات سے روکنے والے عوامل	۵۷
دنیا و مافیہا	۵۷
مخلوق سے میل جول	۵۹
شیطان کی مکاریاں	۶۰
شیطان کے غلبہ کی مثال	۶۱

Marfat.com

شیطان سے مناظرہ	۶۲
حکایت شیطانی دھوکہ	۶۴
چار قسم کے خطرات	۶۵
نفس اور اسکی حقیقت	۶۶
چار آزمائشیں	۶۹
معاملہ رزق بڑا فتنہ ہے	۷۰
شیطان کی شکست	۷۱
فراخی رزق کا وظیفہ	۷۴
اللہ تعالیٰ پر توکل کیوں ضروری ہے؟	۷۵
توکل سے محروم کا چہرہ کعبہ سے پھر گیا	۷۶
قضا پر راضی ہونے کی وجہ	۷۷
صبر کی ضرورت	۷۹
کوئی اور رب تلاش کر لے	۷۹
اللہ تعالیٰ ماں سے زیادہ مہربان	۸۱
امتحانات اسباب راحت ہیں	۸۲
صبر کی بدولت سات بیٹے ملے	۸۳
خوف ورجا کی اہمیت	۸۶
خوف سے متعلق واقعات	۸۶
رجاء سے متعلق چند واقعات	۸۷
ریا اور عجب کی مذمت	۹۰
ریا کار شہید، سخی اور قاری جہنمی ہیں	۹۳
حضرت عطاء کی آہ زاری	۹۴
عجب کی حقیقت اور معنی	۹۵
عبادت پر فخر نہ کرنے کی وجہ	۹۶
توبہ کی ضرورت	۱۰۰
تائب محبوب الٰہی ہے	۱۰۱

Marfat.com

آدم علیہ السلام دوسو برس تک روتے رہے ۱۰۲
حصول تقویٰ کا طریقہ ۱۰۳
آنکھ کے بیان میں ۱۰۳
کان کے بیان میں ۱۰۵
زبان کے بیان میں ۱۰۶
دل کے بیان میں ۱۰۸
طول امل (لمبی امیدیں) کا بیان ۱۱۰
حسد اور اسکی دوا ۱۱۱
حاسد کے نقصان کی مثال ۱۱۲
جلد بازی کے نقصانات ۱۱۵
تکبر کا بیان ۱۱۶
شکم کی حفاظت کے بیان میں ۱۱۸
زیادہ کھانے کے نقصانات ۱۱۹
واقعہ حضرت یحییٰ علیہ السلام اور شیطان ۱۲۰
کھانے کے آداب ۱۲۲
پانی پینے کے آداب ۱۲۴
بھوک کے فوائد ۱۲۵
تلاوت قرآن سے زیادہ پڑھی جانے والی حدیث ۱۲۷
آدمی ہوا میں ٹھہر گیا ۱۳۲
شکر کی حقیقت ۱۳۴
شرک کی مذمت ۱۴۰
والدین کی نافرمانی ۱۴۴
زنا کی مذمت ۱۴۶
اغلام بازی زنا سے بدتر ہے ۱۴۸

Marfat.com

قتل کی قباحت	۱۵۱
شراب کی حرمت	۱۵۳
چوری لعنت ہے	۱۵۴
اسلامی سزاؤں کی حکمت	۱۵۴
سود کی ممانعت	۱۵۵
سود سے بچنے کا حیلہ	۱۵۶
جوئے کا بیان	۱۵۸
معمہ ولاٹری شرعاً ناجائز ہیں	۱۵۸
حلال کی فضیلت اور حرام کی مذمت	۱۶۰
غلہ مہنگا بیچنے کا سبق آموز واقعہ	۱۶۲
حرام چارہ کھلانے سے گھوڑا نافرمان	۱۶۲
جھوٹ کا بیان	۱۶۳
ترک جھوٹ سے تمام برائیاں ختم	۱۶۳
اپریل فول	۱۶۵
توریہ کا بیان	۱۶۵
گالی گلوچ، چغلی اور غیبت کی مذمت	۱۶۶
بے جا غصہ کی ممانعت	۱۶۸
جوش کے وقت غصہ کا علاج	۱۶۸
معاشرتی رسم ورواج	۱۷۰
اولاد کے حقوق والدین پر	۱۷۱
بچوں کے نام رکھنا	۱۷۲
علی المرتضیٰ اور صحابہ کی محبت	۱۷۲
الو اور طوطے کی حکایت	۱۷۴
پتنگ بازی کی قباحت	۱۷۶
ویلنٹائن ڈے	۱۷۸

Marfat.com

قبر میں لاش تبدیل ہوگئی ۱۷۸
برزخ میں منہ پر سانپ ۱۸۱
سگریٹ نوشی کی وبا ۱۸۳
منت کا بیان ۱۸۳
منگنی، مہندی، مائیوں اور نکاح ۱۸۴
عورت کیلئے پردہ کی اہمیت ۱۸۵
حق مہر ۱۸۸
جہیز، ولیمہ اور بارات ۱۸۸
بیٹیوں کو وراثت سے محروم کرنا ۱۸۹
مرگ کی رسومات ۱۹۰
جسم کے غیر ضروری بال اور ناخنوں کا بیان ۱۹۱
غسل، وضو اور تیمّم کا بیان ۱۹۲
تحیۃ الوضو اور تحیۃ المسجد ۱۹۴
عمامہ سے دس ہزار نیکی ۱۹۴
نماز کی افادیت ۱۹۵
بے نمازی کا حکم ۱۹۶
باطنی امور جو تکمیل نماز کا ذریعہ ہیں ۱۹۷
نماز میں حضوری کیسے حاصل ہوتی ہے ۱۹۹
نماز میں وسوسے دور کرنے کا طریقہ ۱۹۹
برائیوں کی جڑ دنیا کی محبت ہے ۲۰۱
نماز تہجد ۲۰۲
نماز اشراق ۲۰۳
نماز چاشت ۲۰۳
صلوٰۃ التسبیح ۲۰۳
نماز حاجت ۲۰۴
نماز اوابین ۲۰۴
نماز استخارہ ۲۰۴

Marfat.com

شب برات	۲۰۴
یوم عاشورہ	۲۰۵
جمعۃ المبارک	۲۰۵
نماز جنازہ	۲۰۵
ایصال ثواب پر چالیس حج وعمرہ کا ثواب	۲۰۷
بسم اللہ کی برکت سے بخشش	۲۰۷
زیارت قبور اور ایصال ثواب کا طریقہ	۲۰۸
صلحاء کے مزار پر حاضری کا طریقہ	۲۰۸
زکوٰۃ کا بیان	۲۱۰
اونٹ گائے اور بکری کا نصاب	۲۱۰
زکوٰۃ کے مصارف	۲۱۲
زکوٰۃ کے اسرار	۲۱۲
روزہ کا اصل مقصد	۲۱۵
نفلی روزے	۲۲۰
عید الفطر	۲۲۱
حقیقی عید کے تقاضے	۲۲۲
عید نماز پڑھنے کا طریقہ	۲۲۳
قربانی کے ضروری مسائل	۲۲۴
قربانی کا طریقہ	۲۲۵
حج کے اسرار	۲۲۷
عام اور حقیقی حج میں فرق	۲۲۸
جہاد کی افادیت	۲۳۰
دفاع کے لیے	۲۳۱
مظلوم مسلمانوں کی امداد	۲۳۲
فتنہ وفساد کا انسداد	۲۳۲
منافقین اور عہد شکن لوگوں کا خاتمہ	۲۳۳

Marfat.com

ظالم حاکم کے خلاف	۲۳۳
ایک مسلمان پر دوسرے مسلمان کے حقوق	۲۳۵
ہمسایوں کے حقوق	۲۴۴
اپنا احتساب اسطرح کرو	۲۴۴
اللہ کے لیے باہمی محبت کی اہمیت	۲۴۶
نیکی کی ترغیب اور برائی سے روکنا	۲۴۸
حالات حاضرہ کی پیش گوئی	۲۴۸
اٹھارہ ہزار متقی ہلاک ہو گئے	۲۴۹
فرشتے گناہ نہیں لکھتے	۲۵۰
برائی سے کس طرح روکا جائے؟	۲۵۰
علماء سو کی مذمت	۲۵۰
مجلس ذکر و علم کی فضیلت	۲۵۲
دنیا آخرت کی کھیتی ہے	۲۵۲
مسنون وظائف اور دعائیں	۲۵۵
درود و سلام کی فضیلت	۲۶۲
الاوراد القادریہ الرزاقیہ	۲۶۵
شجرہ طریقت	۲۶۶
نمازوں کے اوقات کا نقشہ	۲۶۹

تمت بالخیر

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مقدمہ

اسلام ایک مکمل ضابطہ حیات ہے اور انسانی زندگی کا کوئی پہلو اور کائنات کا کوئی گوشہ ایسا نہیں جو اس جامع اور ہمہ گیر نظام سے باہر ہو۔ اس نظام زندگی کا سب سے بڑا مقصد اور اہم تقاضا یہ ہے کہ اس کرۂ ارض پر ایسی فضا قائم ہو جسمیں خلق خدا اس دنیاوی زندگی میں پرسکون، مطمئن اور خوش رہ کر یوں زندگی گزارے کہ دنیا کے ساتھ ساتھ آخرت بھی سنور جائے اور خالق و مالک کی رضا اور خوشنودی حاصل ہو۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو بلا مقصد پیدا نہیں فرمایا۔ جیسا کہ قرآن مجید میں فرمانِ باری تعالیٰ ہے۔

اَفَحَسِبْتُمْ اَنَّمَا خَلَقْنٰکُمْ عَبَثًا

ترجمہ: ''کیا تم یہ سمجھتے ہو کہ ہم نے تمہیں بے کار پیدا کیا ہے۔''

بلکہ جن و انس کی پیدائش کا مقصد قرآن پاک میں یوں بیان کیا گیا ہے۔

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنَ

ترجمہ: ''ہم نے جنوں اور انسانوں کو عبادت کیلئے پیدا کیا ہے۔''

عبادت کا مفہوم مختصراً یہ بیان کیا جا سکتا ہے کہ ہر کام (دینی، دنیوی) اللہ کے حکم کے مطابق سرانجام دینے کا نام عبادت ہے۔ اپنا ہر کام اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق اور حضورﷺ کی سنت کے مطابق سرانجام دینا نہ صرف عبادت الٰہی ہے بلکہ تقرب الٰہی کا بھی سبب ہے۔ کیونکہ اسلام میں حضورﷺ کے سوا اور کچھ نہیں عبادات ہوں یا معاملات، عقائد ہوں یا ایمانیات، معاشیات ہوں یا اخلاقیات ان سب کا مرکز و ماخذ حضورﷺ کی ذات ہے۔

عصرِ حاضر سائنسی، علمی، فنی، معاشی اور مادی ترقی کے ارتقاء کا دور ہے۔ اس مادی دور میں ہر چیز نئے نئے رنگ و روپ و اسلوب کے ساتھ شہود پر جلوہ آرا ہو رہی ہے اور آج کا مسلمان اسی مادی ترقی کی دوڑ میں اپنی تخلیق کے مقصد کو فراموش کر چکا ہے۔ اپنی تخلیق کے مقصد کو جاننے کیلئے ضروری ہے کہ اولیائے کرام کی کتب ہائے تصوف اور سیرتوں کا مطالعہ کرے تاکہ انسان اپنی تخلیق کے مقصد کو جان سکے۔ اور اپنے آپ کو پہچان سکے۔

آج کے دور کی سب سے بڑی ضرورت اسلام ہے۔ جو فکر و نظر کی ہر الجھن کو دور اور ہر

Marfat.com

عقدے کو حل کرتا ہے۔ اسلام کی ترقی کیلئے بزرگان دین اور صوفیائے کرام کی جملہ مساعی آج بھی انسانیت کیلئے مشعل راہ ہیں۔ موجودہ وقت میں شیطان اور طاغوتی طاقتیں پوری قوت کے ساتھ دائیں بائیں آگے پیچھے برسرِ پیکار ہیں اور اسلام اور اہلِ اسلام کو دنیا سے مٹانے کے درپے ہیں۔ آج ہر انسان خواہ کسی بھی مکتبہ فکر سے تعلق رکھتا ہو ذہنی پریشانیوں میں گھرا ہوا ہے۔ کسی فرد کو بھی روحانی مسرت حاصل نہیں۔ یہ حالت صراط مستقیم سے بھٹکنے کا سبب ہے کیونکہ خدا اور بندے کے درمیان جو رشتہ ہے جب وہ ٹوٹ جاتا ہے تو رحمتِ خداوندی ہم سے منہ موڑ لیتی ہے۔

آفرین ہے ایسے لوگوں پر جو اس گئے گزرے زمانے میں بھی اس بات کیلئے کوشاں ہیں کہ بندوں کو حق سے جوڑنے کے اسباب پیدا کیے جائیں تاکہ دنیا کے مسلمان پھر سے اپنا کھویا ہوا مقام حاصل کر کے دنیا کو امن و آشتی کے نور سے منور کریں۔ اسی سلسلے میں قادری سلسلہ کے ایک بزرگ صوفی باصفا پیر طریقت رہبر شریعت ابوالمعاذ محمد اطہر القادری نے ایک ایسی کتاب تصنیف کی ہے جو آج کے تقاضوں سے ہم آہنگ ہے یہ ایسی جامع پر کشش اور موثر کتاب ہے کہ اگر سالکانِ راہ طریقت، حقیقت کے متلاشی اس کتاب کو حرزِ جان بنائیں گے اور اس کے مطالعہ کو اپنا معمول بنائینگے تو بہت جلد دینی دنیاوی کامیابیوں سے ہمکنار ہوں گے اور اپنے گوہرِ مقصود کو حاصل کر سکیں گے۔

مؤلف نے کتاب ہذا میں سالکانِ راہ طریقت و شریعت کی رہبری و راہنمائی کو بڑی باریک بینی سے بیان کیا ہے اور پھر ان سے بچاؤ کے تمام طریقے قرآن و حدیث کی روشنی اور بزرگوں کے حالات و واقعات کی روشنی میں بڑے احسن انداز میں بیان کیے ہیں۔ جنہیں پڑھ کر ایک قاری متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکتا۔ آپ نے اس میں نفس اور اسکی حقیقت، نفس کو زیر کرنیوالی چیزیں ضرورتِ شیخ، اعضائے جوارح کا صحیح استعمال اور مقرب الٰہی ہونے کے تمام طریقے بیان کر دیئے ہیں اس کتاب کی سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ مصنف نے اس کو عام فہم اور ایسی شرح و بسط سے تحریر کیا ہے جو بآسانی ہر شخص کی سمجھ میں آ سکتا ہے اس میں نہایت سادہ اور سلیس اسلوب اختیار کیا گیا ہے کہ معمولی پڑھا لکھا شخص بھی اس کو بآسانی سمجھ سکتا ہے اور اس سے مستفیض ہو کر اپنی منزل مقصود حاصل کر سکتا ہے۔ اس کتاب کو بے شمار عنوانات کے ساتھ مزین کیا گیا ہے۔ ہر شخص اپنی پسند کے موضوع کے بارے میں حتمی، ٹھوس اور حقیقی معلومات حاصل کر کے اپنی پیاس اور ظرف کے مطابق سیرابی حاصل کر سکتا ہے۔

حضور ﷺ کی امت کے ایک گوہر نایاب جنہوں نے اسلام کی سربلندی اور لوگوں کو راہ حق کی طرف بلانے کا عزمِ صمیم کیا ہوا ہے۔ وہ ہیں پیکر صدق و وفا صوفی باصفا، اخلاق حسنہ کی مجسم تصویر،

Marfat.com

اپنے پرائے کی نظروں میں یکساں مقبول، جناب ابوالمعاذ پیر محمد اطہر القادری، جن کی سابقہ کتب کے بعد تعارف کی زیادہ ضرورت نہیں رہ جاتی۔ آپ نے مذکورہ کتاب لکھ کر اسلام اور اہل اسلام کی جو خدمت کی ہے وہ ہمیشہ یادر ہے گی۔ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا ہے کہ حضور ﷺ اور حضور غوث صمدانی میراں محی الدین شیخ سید عبدالقادر جیلانی کے صدقے آپ کی اس خدمت کو منظور فرمائے، آپ کے درجات بلند فرمائے اور آپ اسی طرح دین کی خدمت کر کے عنداللہ ماجور ہوں اور جو بھی قاری اس کتاب کو پڑھے اللہ تعالیٰ اسے دین و دنیا کی نعمتوں سے نوازے۔ آمین

نیاز مند

پروفیسر حافظ محمد یعقوب
صدر شعبہ علوم اسلامیہ
گورنمنٹ ایم اے او کالج لاہور
چیف ایڈیٹر ماہنامہ ''نوائے اساتذہ'' لاہور

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

راہ ورسم منزل

اس دنیا میں عام طور پر دو قسم کے لوگ پائے جاتے ہیں۔ایک وہ جو دنیوی زندگی ہی کو اپنا سرمایہ کل سمجھتے ہیں۔موت اور آخرت کی یاد کیلئے ان کے ذہن کا کوئی دریچہ وانہیں ہوتا۔ذکر الٰہی کے لیے تو گویا ان کے پاس وقت ہی نہیں۔دوسرے وہ لوگ ہوتے ہیں جن کا ہر قدم جادۂ زیست پر سوئے منزل اٹھتا ہے۔درحقیقت یہی لوگ کان کا نمک اور پہاڑی کا چراغ ہوتے ہیں۔بقول ضیاء الامت پیر محمد کرم الازہری رحمتہ اللہ علیہ ..... یہی نفوس قدسیہ فخر روزگار ہیں اور انسانیت کی آبرو ہیں۔کائنات کی کوئی چیز ان کی ہمسری کا دعویٰ نہیں کر سکتی۔ان کا دل پاک نگاہیں پاک، نیت پاک، عزم بلند، شوق فرداں اور منزل اونچی، اتنی اونچی کہ کوئی نوری فرشتہ بھی پر نہیں مار سکتا۔بہشت کے سدا بہار باغات انہی کے لیے چشم براہ ہیں۔وہاں بہنے والی ندیاں انہی کے شوق دید میں گرم سیر ہیں۔وہاں کا ہر پھول، ہر کلی، ان کی محبت کے رنگ رنگی ہوئی ہے وہ وہاں رہیں گے تا ابد رہیں گے جنت کی ساری رونقیں، ان کے دم قدم سے ہیں یہ وہاں نہ رہیں تو شگفتگیاں اداسیوں میں بدل جائیں، بہاریں بھی روٹھ جائیں۔"

انہیں خوش نصیب لوگوں میں ایک نمونہ اسلاف، عالم باعمل پیر طریقت ابوالمعاذ محمد اطہر القادری دامت برکاتہم العالیہ بھی ہیں۔آپ کا وجود اس دور زوال میں بلا شبہ غنیمت ہے۔انداز اصلاح و تبلیغ بڑا دلنشین اور قابل تقلید ہے۔سرکار دو عالم ﷺ اور محبوب سبحانی رضی اللہ عنہ سے محبت کا کرشمہ عیاں ہے۔

دور حاضر میں تاریک ماضی کے پیش نظر اپنے علاقہ سے دور جا کر اور آلودہ باطنی کو جبہ قبہ میں چھپا کر پیری مریدی کا ڈھونگ رچانا کچھ مشکل نہیں۔دریں صورت پیر صاحب کا جبے قبے سے بے نیاز ہونا اور اپنے ہی علاقہ میں معزز ہونا مجھے انوکھا نظر آتا ہے۔علامہ اقبال رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا تھا۔

گلہ تو گھونٹ دیا اہل مدرسہ نے تیرا

Marfat.com

پیر صاحب بھی ایک سکول ٹیچر ہیں۔اگر علامہ رحمتہ اللہ علیہ کو آپ جیسے اہل مدرسہ کا پتہ چلتا تو ضرور اپنے نکتہ نظر پر نظر ثانی فرماتے ۔ پیر صاحب نے اپنے شاگردوں میں وہ روحانی پاکیزگی پھونکی ہے کہ وہ ضمیر پاک ، خیال بلند اور ذوق لطیف کے مظہر نظر آتے ہیں۔آپ ایک خاصے زمیندار خاندان سے تعلق رکھتے ہیں۔ایک سکول کی ملازمت کی کوئی ضرورت نہ ہوگی۔افسران بالا کی ارادتمندی کے باوجود اپنی ذمہ داریوں کو خوب نبھایا ہے اور ایک سکول سے وہ کام لیا ہے جو بڑی بڑی خانقاہوں کے مسند نشینوں اور درسگاہوں کے صدر نشینوں نے اپنی خانقاہوں اور درسگاہوں سے نہیں لیا۔ یہی وجہ ہے کہ نوجوانوں کے بڑی تعداد آپکے ارادتمندوں میں شامل ہے۔

زیر نظر کتاب بنیادی طور پر مریدوں کی رہنمائی کے لیے ترتیب دی گئی ہے۔شریعت و طریقت کے مسائل کا حسین گلدستہ ہے۔راہ ورسم منزلہا میں ایک چراغ کی حیثیت رکھتی ہے۔

سالکین راہ طریقت وشریعت کے نصاب کی حیثیت سے آپ کی دیگر نگارشات کی طرح یقیناً مقبولیت پائے گی ۔مجھ جیسے ہیچمدان کا کچھ کہنا مصنف یا کتاب کے لیے نہیں بلکہ اپنے لیے باعث فخر ہے۔

اللہ تعالیٰ اپنے حبیب ﷺ کے صدقے آپ کی خدمات کو قبولیت بخشے اور حائل رکاوٹوں کو کافور فرمائے۔

ایں دعا از من جملہ جہاں آمین باد

پروفیسر محمد احمد اعوان

پرنسپل گورنمنٹ ہاشمی میموریل کالج لاہور

چیئرمین مجلس شوریٰ انجمن اساتذہ پاکستان

مہتمم جامعہ شیخ الاسلام ایچ بلاک سبزہ زار لاہور

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

عرضِ مصنف

اللہ رب العزت جل جلالہ کے اس احسان عظیم پر ہر مسلمان کی گردن زیر بار ہے کہ اس قادر مطلق نے محض اپنے فضل وکرم سے اسے امت مصطفےٰ علیہ افضل الصلوٰۃ والثناء میں پیدا فرما کر اپنی اطاعت اور اپنے حبیب نبی علیہ ﷺ کی اتباع کا حکم دیا جسمیں نہ صرف مسلمان بلکہ بنی نوع انسان کی فلاح و کامیابی مضمر ہے۔ اطاعت خداوندی اور اتباع مصطفوی ایسے جوہر نایاب کے حصول کے لیے علماء ملت اسلامیہ اور صلحاء امت نے درسگاہی اور خانقاہی نظام مرتب کیا جہاں ظاہری تعلیم و تربیت کیساتھ ساتھ اخلاقی اور روحانی ترقی کے اسباب بہم پہنچائے گئے۔ درسگاہ سے ظاہر کو عبادات و معاملات سے آراستہ کرنے کا کام لیا جاتا ہے۔ جبکہ خانقاہ میں باطن کی صفائی اور روح کی بالیدگی کی طرح ڈالی گئی۔ خانقاہی نظام کا کردار تعمیر انسانیت میں اکلیدی حیثیت کا حامل ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اہل بصیرت ان خانقاہوں پر جاروب کشی کو امراء کے ہاں صدر نشینی سے بہتر گردانتے ہوئے خانقاہ کے شیخ کامل کے دست حق پرست پر بیعت کی سعادت حاصل کرتے ہیں جنکا دعویٰ ہے کہ

ہم فقیروں سے دوستی کر لو
گر سکھا دیں گے بادشاہی کے

صراطِ طریقت کا راہرو چونکہ حلقہ ارادت میں داخل ہی اس مقصد کے لیے ہوتا ہے کہ اسکو اتباع مصطفوی کا خوگر بنا کر معرفت وقربت الٰہیہ کی منزل پر فائز کیا جائے اسلیے اس سالک کو اُسکے مقصود اصلی تک پہنچانا اسکے شیخ طریقت کا فریضہ منصبی ہے۔ بعض مشائخ اور اکثر مریدین کا خیال ہے کہ سلسلہ طریقت کے بزرگوں سے تلقین ہونے والے اوراد و وظائف میں ہی طلسماتی طاقت ہوتی ہے۔ جو ایک سالک کے ظاہر و باطن کو مستنیر کر دیتے ہیں۔ یا پھر چلہ کشی اور مجاہدات میں وہ قوت ہے کہ اس سے منزل مقصود بآسانی میسر آجاتی ہے۔

اوراد و وظائف کے فوائد اور چلہ کشی کی تاثیر اپنی جگہ مسلمہ مگر جب تک اتباع نبوی کی روشنی میں کردار سازی اور روح پروری پر توجہ تام نہ دی جائے گوہر مقصود کا ملنا انتہائی مشکل ہے بقول اقبال:

صوفی کی طریقت میں فقط مستی احوال
مُلا کی شریعت میں فقط شوخی گفتار

Marfat.com

وہ مرد مجاہد نظر آتا نہیں مجھ کو
ہو جسکی رگ وپے میں فقط مستی کردار

اس عظیم مقصد کے حصول کے لیے حقوق اللہ اور حقوق العباد کی ادائیگی کے ساتھ ساتھ مہلکات مثلاً تکبر، حسد، غیبت، چغلی، رزق حرام، حب جاہ، عجب، بے جا غصہ اور بخل وغیرہم سے مکمل اجتناب اور منجیات مثلاً صبر، توکل، رضا، اخلاص، توبہ، خوف ورجا، ایثار، شکر اور امر بالمعروف ونہی عن المنکر وغیرہم کو اپنانا ازحد ضروری ہے۔ نیز مادہ پرستی اور جاہ طلبی نے جو دور حاضر میں انسانیت کا سب سے بڑا المیہ ہے۔ جہاں انسانی زندگی کے تمام روشن گوشوں کو مکدر کر دیا ہے وہاں درسگاہی اور خانقاہی نظام پر بھی منحوس نقوش ثبت کیے ہیں۔ ان ناپاک نقوش کو محو کرنے اور خانقاہی نظام کے اصلی خدوخال کو اُجاگر کرنے کے لیے ہمارے اسلاف نے ہر دور میں مثالی کردار ادا کرتے ہوئے اس حقیقت کو آشکارا کیا ہے کہ

عرفان کی قدریں تو بدل سکتی ہیں لیکن
مُلا کبھی رتبے میں شکر گنج نہ ہو گا

زیر نظر کتاب میں انہی اسلاف کے طرز فکر کو اپناتے ہوئے ہر دو طریق یعنی درسگاہی اور خانقاہی نظام کے ان چیدہ دریچوں کو وا کرنے کی سعی کی گئی ہے۔ جو بدقسمتی سے بند ہو رہے ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ قرآن وحدیث سے مسنون دعائیں۔ صبح وشام پڑھے جانے والے نوافل، روزمرہ کے وظائف اور نفلی روزے، مخصوص راتوں کی عبادات اور آداب زندگی۔ سے متعلق مفید معلومات اور ہدایات کا اجمالی خاکہ بھی پیش کیا گیا ہے۔ تاکہ قارئین بالعموم اور مریدین بالخصوص ان پر عمل کر کے دین ودنیا کی سعادتوں سے بہرہ مند ہو سکیں۔

اے عزیز! ان تمام دعاؤں اور اوراد و وظائف اور ضروری مسائل کو یاد کر کے حسن نیت اور اخلاص سے ان پر عمل پیرا ہو اور اپنے تمام احباب و متعلقین کو بھی ایسی ہی ترغیب دے، یہ خدمت دین بھی ہے اور آپکی شخصی تعمیر کے لیے ضروری بھی کیونکہ حسن نیت اور اخلاص سے کیا ہوا عمل تیرا اصل سرمایہ ہے۔

عمل سے زندگی بنتی ہے جنت بھی جہنم بھی
یہ خاکی اپنی فطرت میں نہ نوری ہے نہ ناری ہے

احقر اس کتاب کو کبھی مکمل نہ کر سکتا اگر اللہ رب العزت کا فضل حضور نبی اکرم ﷺ کی نگاہ کرم والدین کی دعائیں اور آفتابِ طریقت پیر سیّد علی حسینی، ماہتابِ شریعت پیر سیّد محمد یعقوب شاہ صاحب

Marfat.com

آف پھالیہ، غزالی زماں حضرت سیّد احمد سعید کاظمی آف ملتان، حضرت مولانا فضل الرحمٰن مدنی ابن مولانا ضیاء الدین رضوی قطبِ مدینہ، حضرت مولانا شاہ احمد نورانی، حضرت مولانا عبدالستار نیازی، حضرت مفتی محمد عبداللہ قصوری رحمتہ اللہ علیہم کی صحبت میسر نہ ہوتی گو وہ مختلف مواقع پر چند ساعتوں پر ہی مشتمل تھی مگر

یک زمانہ صحبت با اولیاء
بہتر از صد سالہ اطاعت بے ریا

کا مصداق تھی۔

اس موقع پر ناانصافی ہوگی اگر ان احباب کا شکریہ ادا نہ کیا جائے جنہوں نے اس سعی خیر و برکت میں مخلصانہ کردار ادا کیا محترمی جناب لیفٹیننٹ کرنل محمد اشفاق صاحب آف کراچی جنہوں نے تمام مسودۂ کتاب کو پڑھ کر قیمتی آراء سے نوازا، مشفق من جناب پروفیسر محمد احمد اعوان صاحب جنہوں نے اپنی پی ایچ ڈی کی تیاری کو بالائے طاق رکھتے ہوئے ''راہ رسم منزل'' کے نام سے اجمالی مگر انتہائی مفید تبصرہ تحریر فرمایا، محبی ومکرمی جناب پروفیسر حافظ محمد یعقوب صاحب نے نفیس اصلاحی ''مقدمہ'' بصورت گلہائے رنگارنگ پیش کیا جس کی خوشبو سے اذہان قارئین فرحت محسوس کریں گے مخلصم جناب محمد جاوید ایکسین صاحب اور قاری عبدالرشید کلیم صاحب جنہوں نے تیاری مسودۂ میں مدد فرمائی برادرم طارق جمیل قادری صاحب کی مساعی قابل داد ہیں جنہوں نے نہ صرف مسودۂ کتاب کو ٹائپ کیا بلکہ کئی مرتبہ تغیر وتبدل کو بخوشی ایڈجسٹ کیا اور اپنی طرف سے بھی فقرات اور ہیڈنگ کے حسن و قبح کے متعلق قیمتی مشورہ جات سے نوازا۔ مکتبہ رزاقیہ کے منتظمین عزیزم محمد جمیل قادری اور محمد صدیق قادری صاحب نے کمپیوٹر کتابت، ایڈیٹنگ اور پرنٹنگ میں قابل قدر خدمات انجام دیں۔ عزیزی اللہ رکھا وسیم قادری، محمد سرور قادری، حاجی میاں خلیل احمد نمبردار اور حاجی محمد یوسف القادری نے بھی وقتاً فوقتاً طباعت میں کردار ادا کیا۔ شاگرد رشید محمد ریاض نے اپنے مرحوم والد تاج دین مغفور کی روح کو ایصال ثواب کیلئے مالی معاونت کی اللہ تعالیٰ ان تمام احباب کو ان کی نیت اور اخلاص کے مطابق اجر عطا فرمائے۔

اہل علم و دانش سے بصد نیاز التماس ہے کہ جہاں غلطی یا کمی محسوس کریں آگاہ فرمائیں تاکہ آئندہ ایڈیشن میں تلافی ہو سکے اللہ رب العزت جل جلالہ کی بارگاہ بیکس پناہ میں دعا ہے کہ اس سعی کو قبول فرمائے اور ہم سب کا حامی و ناصر ہو۔ آمین! بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم

خاکِ رہ صلحاءِ امت
محمد اطہر القادری عفی عنہ

Marfat.com

قرآن صحیفہ انقلاب

اے عزیز! دنیا و آخرت میں کامیابی کے لیے قرآن مجید کی تعلیمات پر عمل ہر حال میں ضروری ہے۔ قلبی و روحانی سکون کے لیے اس کی تلاوت ہی ضروری نہیں بلکہ اس کو سمجھنا اور اس پر غور کرنا کامیاب انسانی زندگی کے لیے از حد ضروری ہے۔ دراصل یہ کتاب انسانی فطرت کے عین مطابق انسان کی رہنمائی کرتی ہے اور یہ حقیقت میں صحیفہ انقلاب ہے۔

اتر کر حرا سے سوئے قوم آیا
اور اک نسخہ کیمیا ساتھ لایا
رہے اس سے محروم آبی نہ خاکی
ہری ہو گئی دم میں کھیتی خدا کی

قرآن مجید کا یہ چیلنج پوری مخلوقات کے لیے آج بھی قائم ہے۔ فرمایا: اگر تمہیں کچھ شک ہو اس میں جو ہم نے اپنے ان خاص بندے پر اتاری ہے تو اس جیسی سورت تو لے آؤ اور اللہ کے سوا اپنے سب حمایتیوں کو بلا لو اگر تم سچے ہو۔ (سورہ بقرہ)

یعنی ایسی سورت بنا کر لاؤ جو فصاحت و بلاغت اور حسن نظم و ترتیب اور غیب کی خبریں دینے میں قرآن پاک کی مثل ہو۔

آج چودہ سو سال گزر چکے اقوام عالم کے بڑے بڑے دانشور اور مفکر اس چیلنج کے سامنے بے بس نظر آتے ہیں اور ایسا کیوں نہ ہو جبکہ اس کی سچائی کی سب سے بڑی دلیل یہ ہے کہ چودہ صدیاں گزرنے کے باوجود اس کے ایک نقطہ، زیر، زبر اور پیش تک میں تبدیلی نہیں ہوئی۔ اللہ تعالےٰ نے اس کی حفاظت کا ذمہ خود لیا ہے۔

ہے قول نبی ہے قول خدا فرمان نہ بدلا جائے گا
بدلے گا زمانہ لاکھ مگر قرآن نہ بدلا جائے گا

ارشاد ربانی ہے:

عنقریب ہم ان کو اپنی نشانیاں آفاق میں دکھائیں گے اور ان کے اپنے نفس میں بھی یہاں تک کہ ان پر یہ بات کھل جائے گی کہ یہ قرآن واقعی حق ہے۔ (حم السجدہ)

مطلب یہ کہ قرآن مجید نے جو حقائق بیان کئے ہیں وہ ہر دور میں آشکار ہوتے رہیں گے۔

Marfat.com

آج ''فنگر پرنٹس بیورو'' کا محکمہ ہے جو سائنس کے اس اصول پر تشکیل دیا گیا ہے کہ کسی انسان کی انگلیوں کی پوروں کے نشان کسی دوسرے انسان سے نہیں ملتے اس لیے مجرموں کی انگلیوں کے نشانات محفوظ کر لیے جاتے ہیں۔ قرآن مجید صدیوں پہلے یہ وضاحت فرما چکا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ قیامت کے دن تمہاری انگلیوں کے پور پور ٹھیک بنا دیں گے۔ (القیامہ) بلکہ سورۃ یٰسین میں فرمایا کہ آج ہم ان کے مونہوں پر مہر کر دیں گے اور ان کے ہاتھ ہم سے بات کریں گے اور ان کے پاؤں ان کے لیے گواہی دیں گے۔ آج مجرموں کے پور اگر جرم کی نشاندہی کرنے میں معاونت کر رہے ہیں تو قرآن مجید نے واضح فرمایا کہ کل قیامت کے دن اسی طرح خدائی مجرموں کے ہاتھ اور پاؤں ان کے کیے ہوئے جرائم کا پورا پورا پتہ دیں گے۔

دور حاضر کے سائنس دانوں کا موقف ہے کہ کائنات کا پورا نظام ایک حسابی ضابطہ اور اصول کے تحت چل رہا ہے۔ اب وہ اس حسابی اکائی کو دریافت کرنے میں مشغول ہیں۔ اس ضمن میں مشہور زمانہ سائنس دان آئن سٹائن کی تھیوری سے بھی کافی حد تک مدد لی جا رہی ہے۔ اور کمپیوٹر کی دریافت بھی حسابی اکائیوں کے نظام کی ایک بہت بڑی مثال ہے۔

اسی اصول اور ضابطے کو پیش نظر رکھ کر ''مصر'' کے ایک مشہور عالم رشاد خلیفہ نے ۱۹۷۶ء میں قرآن مجید پر تحقیق کر کے جو انکشافات کیے وہ ناقابل تردید ہی نہیں بلکہ امت مسلمہ کے لیے حق الیقین کی حد تک اس پر اعتماد کی بنیادیں مہیا کرتے ہیں۔ وہ فرماتے ہیں۔

حروف مقطعات اسرار قرآن ہیں

قرآن مجید کے حسابی نظام کا محور اس کی پہلی آیت مقدسہ بسم اللہ الرحمن الرحیم ہے۔ اس میں ۱۹ حروف ہیں۔ بسم اللہ میں چار الفاظ اسم، اللہ، الرحمٰن اور الرحیم ہیں۔ لفظ اسم قرآن مجید میں ۱۹ مرتبہ آیا ہے جو انیس پر ایک دفعہ تقسیم ہوتا ہے۔ لفظ اللہ قرآن مجید میں ۲۶۹۸ دفعہ آیا ہے جو ۱۹ پر ۱۴۲ دفعہ تقسیم ہوتا ہے۔ تیسرا لفظ الرحمٰن ۵۷ دفعہ آیا ہے جو ۱۹ پر تین مرتبہ تقسیم ہوتا ہے۔ چوتھا لفظ الرحیم ۱۱۴ دفعہ آیا ہے جو ۱۹ پر چھ دفعہ تقسیم ہوتا ہے۔ اب سوچیں کہ کسی بھی کتاب کے پہلے فقرے کے جتنے الفاظ جتنی دفعہ اس کتاب میں آئے ہوں وہ اس فقرے کے اعداد سے تقسیم ہوتے ہوں ایک یا دو تو ممکن ہے کہ ہو سکیں لیکن سب کے سب تقسیم ہوتے ہوں، ایسا ہونا مشکل ہی نہیں ناممکن ہے۔

قرآن مجید کی ۲۹ سورتوں میں ۲۸ حروف ابجد میں سے ۱۴ حروف کے ۱۴ مختلف سیٹ حروف

Marfat.com

مقطعات کی شکل میں نازل ہوئے ہیں۔غور فرمائیں، یہ بھی ۱۹ پر تقسیم ہورہے ہیں یعنی
۲۹+۱۴+۱۴=۵۷ جو ۱۹ پر تین دفعہ تقسیم ہوتا ہے۔

حروف مقطعات کے متعلق اہل اسلام کا نظریہ یہ ہے کہ ان کے معانی اللہ تعالےٰ اور اس کے حبیب مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا کوئی نہیں جانتا یا جس کو اللہ تعالےٰ بتادے۔

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ ہر کتاب میں ایک بات منتخب ہوتی ہے اور قرآن کی چیدہ و برگزیدہ چیز حروف مقطعات ہیں۔حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ ہر کتاب میں ایک راز ہوتا ہے اور قرآن پاک کا راز حروف مقطعات ہیں۔

امام شعبی رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد ہے۔حروف مقطعات قرآن حکیم کے اسرار ہیں۔

میان طالب و محبوب رمزیست
کراماً کاتبین را ہم خبر نیست

اب ان اسرار اور رموز کے متعلق جدید تحقیق انتہائی حیران کن ہونے کے ساتھ ساتھ ایمان افروز بھی ہے کہ جتنی سورتوں کے شروع میں حروف مقطعات آئے ہیں۔ان تمام کے تمام حروف کا مجموعہ ۱۹ پر تقسیم ہوتا ہے۔مثلاً حروف مقطعات میں سے الف جتنی سورتوں کے شروع میں آیا ہے ان کا ٹوٹل ۱۷۴۹۹ بنتا ہے جو ۹۲۱ مرتبہ ۱۹ پر تقسیم ہوتا ہے۔

'ل' جتنی مرتبہ سورتوں کے شروع میں آیا ہے ان کا ٹوٹل ۱۱۷۸۰ ہے جو ۶۲۰ مرتبہ ۱۹ پر تقسیم ہوتا ہے۔

'م' جتنی دفعہ سورتوں کے شروع میں آیا ہے، ان کی تعداد ۸۶۸۳ ہے جو ۴۵۷ مرتبہ ۱۹ پر تقسیم ہوتا ہے۔

بطور نمونہ چند سیٹ بھی ملاحظہ فرمائیں۔

تمام 'ال م' ۳۷۹۶۲ مرتبہ قرآن پاک میں آئے ہیں جو ۱۹۹۸ مرتبہ ۱۹ پر تقسیم ہوتے ہیں۔

تمام 'ال م ر' = ۲۰۶۳x۱۹=۳۹۱۹۷

تمام 'ال م ص' = ۲۰۰۶x۱۹=۳۸۱۱۴

تمام 'ط س' = ۲۶x۱۹=۴۹۴

تمام 'ط ھ' = ۳۱x۱۹=۵۸۹

تمام 'ح م' = ۴۷۳x۱۹=۸۹۸۷

یہ چند مثالیں بطور نمونہ پیش کی گئی ہیں۔باقی تمام حروف اور ان کے سیٹ بھی اسی طرح ۱۹ پر

Marfat.com

تقسیم ہوئے ہیں۔خود تحقیق کی جاسکتی ہے۔

اگر 'ق' کو قرآن حکیم کا مثل تصور کیا جائے تو یہ حرف دو سورتوں کے شروع میں آیا ہے۔ سورہ الشوریٰ میں 'حم عسق' اور سورہ ق کے شروع میں 'ق' کی صورت میں۔ سورہ الشوریٰ ایک بڑی سورت ہے جو بحساب الفاظ سورہ ق سے تقریباً دوگنا ہے۔ لیکن اعجاز قرآن دیکھیں کہ دونوں سورتوں میں ''ق'' ۵۷/۵۷ مرتبہ آیا ہے۔ جو انیس پر تین مرتبہ تقسیم ہوتا ہے اور اس کا مجموعہ ۱۱۴ ہے جو انیس پر تقسیم ہوتا ہے اور قرآن پاک کی سورتیں بھی ۱۱۴ ہیں اور حیران کن راز یہ ہے کہ پورے قرآن پاک میں قوم لوط کا ذکر ۱۳ مرتبہ آیا ہے، ۱۲ مقامات پر قوم لوط کہہ کر ہی بیان کیا گیا ہے مگر سورہ ق آیت نمبر ۵۰ میں قوم لوط کی بجائے "اخوان لوط" ارشاد فرمایا گیا۔ اگر یہاں بھی قوم لوط کہا جاتا تو ایک ق کے بڑھنے سے پورے حسابی نظام میں خرابی لازم آ جاتی۔

اسی طرح سورہ الاعراف میں ایک لفظ آتا ہے۔ "بصطة" جو عربی لغت کی رو سے 'س' سے لکھا جاتا ہے مگر آپ پر وحی آئی کہ اس کو 'ص' سے لکھا جائے اس لفظ کے اوپر قرآن پاک میں چھوٹی سی 'س' بھی لکھی ہوتی ہے۔

اس سورت کے شروع میں 'ص' حروف مقطعات میں سے ہے اگر یہ لفظ 'س' سے لکھا جاتا تو ایک 'ص' کم ہو جاتا اور ۱۹ کی تقسیم غلط ہو جاتی ہے لہٰذا لفظ کی صورت بدل کر حسابی نظام کی تکمیل کر دی گئی۔

اس طرح ایک نہج پر تحقیق جو ڈاکٹر طارق السویدان نے کی صحیفہ انقلاب پر کی ہے وہ یہ ہے کہ اس میں بیان کردہ اشیا میں بھی ایک خاص نظم پایا جاتا ہے۔ مثلاً پورے قرآن پاک میں اگر لفظ دنیا ۱۱۵ مرتبہ آیا ہے تو اس کے مقابل لفظ آخرت کا ذکر بھی ۱۱۵ مرتبہ آیا گیا ہے۔

ملائکہ کا ذکر اگر ۸۸ مرتبہ آیا ہے تو شیطان کا ذکر بھی ۸۸ مرتبہ آیا ہے۔

زندگی = ۱۴۵	موت = ۱۴۵
نیکی = ۵۰	بدی = ۵۰
مصیبت = ۷۵	شکر = ۷۵
خوف = ۸	بے خوفی = ۸
تکالیف = ۱۱۴	صبر = ۱۱۴
عام لوگوں سے خطاب = ۱۸	اجتماعی خطاب = ۱۸

اسی طرح صدقہ کا ذکر ۷۳ مرتبہ کیا تو صدقہ سے جو طمانیت حاصل ہوتی ہے اس کا ذکر بھی

Marfat.com

۷۳ مرتبہ آیا ہے۔ ابلیس کا لفظ ۱۱ مرتبہ استعمال ہوا اور ابلیس سے پناہ مانگنے کا بیان بھی ۱۱ مرتبہ آیا ہے۔ گمراہ لوگوں کا بیان ۱۷ بار اور مردہ لوگوں کا بیان بھی ۱۷ بار ہوا۔ سونے کا ذکر ۸ مرتبہ آیا تو آسان زندگی کا ذکر ۸ مرتبہ آیا۔ جادو کا ذکر ۶۰ بار کیا گیا اور فتنہ کا ذکر بھی ۶۰ بار کیا ہے۔ ذہن وشعور کا بیان ۴۹ مرتبہ آیا تو اس کو جلا بخشنے والے "نور" کا بیان بھی ۴۹ مرتبہ آیا تو اس کو جلا بخشنے والے نور کا بیان بھی ۴۹ مرتبہ فرمایا۔

نیز مرد و عورت کے حقوق کی برابری کا شہرہ آج پوری دنیا میں ہے مگر قرآن پاک نے یہ نکتہ اپنے نزول کے وقت سے ہی بتا دیا چنانچہ قرآن مجید میں ۲۴ مرتبہ مرد کا ذکر آیا ہے تو ۲۴ مرتبہ ہی عورت کا ذکر کیا گیا ہے اور سب سے بڑھ کر حیران کن بات یہ ہے کہ لفظ مہینہ ۱۲ مرتبہ آیا ہے اور سال میں بارہ مہینے ہیں، لفظ دن ۳۶۵ مرتبہ آیا ہے اور یہی عیسوی سال کے حساب سے سال کے دن ہیں۔ ایسی مناسبت کیا کسی کتاب میں نظر آتی ہے۔

تحقیق مزید میں آشکار ہونے والے اسرار اپنے اپنے وقت پر آشکار ہوتے رہیں گے، ان شاء اللہ۔ یہاں اس سلسلہ کی آخری حقیقت بیان کی جاتی ہے۔ پورے قرآن مجید میں ۳۲ مرتبہ سمندر اور ۱۳ مرتبہ خشکی کا بیان کیا گیا ہے۔

اب سمندر اور خشکی کا مجموعہ ۱۳+۳۲=۴۵ بنتا ہے

خشکی اور سمندر کے فیصد کلیہ کی مدد سے نکالیں تو صورت حال کچھ اس طرح ہوگی۔

خشکی = **13/45x100 = 28.89%**

یعنی خشکی کل زمین کا **28.88** فیصد ہے۔

اسی طرح سمندر **32/45x100 = 71.11** ہے یعنی سمندر یا پانی کل زمین کا تقریباً **71** فیصد ہے اور خشکی تقریباً **29** فیصد ہے۔ اس طرح کل سمندر اور زمین **100** فیصد ہوا۔

سائنس دانوں کی تازہ ترین تحقیق یہ ہے کہ اس زمین پر ۷۱ فیصد پانی اور ۲۹ فیصد خشکی ہے جب کہ قرآن پاک نے چودہ سو سال قبل اس حقیقت کو بڑے لطیف پیرائے میں بیان کر کے اپنی صداقت کا اعلان کیا ہے۔

ان تمام تفاصیل سے یہ بات بالکل واضح اور روشن ہے کہ قرآن پاک کی مثل واقعی اور کوئی کتاب نہیں ہوسکتی کہ یہ کلام نفسی و لفظی اعتبار سے منزل من اللہ ہے یعنی دوسرے انبیاء پر وحی آتی تو معنی و مفہوم کی صورت میں آتی اور اللہ کے نبی اپنے الفاظ و معانی میں مخلوق خدا کو احکام کبریا سے آشنا کرنے کی سعی فرماتے مگر قرآن پاک کے الفاظ اور معانی دونوں ہی اللہ کی طرف سے نازل

78141

Marfat.com

ہوئے ہیں اور اس لاریب کتاب نے پچھلی تمام کتب سماویہ کو منسوخ کر کے اپنی آفاقیت اور جامعیت کا اعلان کیا ہے۔ اور جہاں جہاں بھی علم و آگہی یا دانش و عرفان کا سوتا پھوٹ رہا ہے یقین جانیں وہ تمام کے تمام حقائق اس قرآن حکیم سے اخذ کئے گئے ہیں۔

بج رہا ہے یہ علم کا جو ساز دوستو
یہ بھی اسی جرس کی ہے آواز دوستو

انسان کی اخلاقی، روحانی، معاشی، معاشرتی اور سیاسی زندگی پر جوانمٹ اثرات قرآن حکیم نے چھوڑے ہیں، وہ کسی اور کتاب نے اس شان سے نہیں چھوڑے لہٰذا ان حقائق کے پیش نظر ہر مسلمان کا اس پر ایمان حق الیقین کی حد تک پختہ ہونا چاہیے کہ اس کی تعلیمات وارشادات پر عمل میں ہی دینی دنیوی اور اخروی فوائد ہیں۔ یہ قرآن پاک کی برکت ہے کہ باوجود بے روزگاری اور غربت کے مسلمان قوم میں جرائم کی شرح خود کو مہذب کہنے والی اقوام کے مقابلے میں انتہائی کم ہے۔ سال ۲۰۰۳ء کا تقابل ملاحظہ کریں۔

نمبر شمار	جرم کی نوعیت	لاہور	نیویارک	لندن
۱	قتل	487	569	714
۲	ریپ	183	1942	934
۳	راہزنی ڈاکہ	1279	25641	15975
۴	نقب زنی، چوری	991	27593	2656
۵	کار چوری	2786	43926	11041

لہذا مایوسی اور ناامیدی کے اندھیروں سے نکل کر یہ یقین رکھنا چاہیے۔ کہ جب تک مسلمانوں کے پاس یہ کتاب موجود ہے۔ اسلام کا آفاقی پیغام نور مبین کے شکل میں کائناتِ ارضی و سماوی کو منور کرتا رہے گا۔

نہ گھبراؤ مسلمانو خدا کی شان باقی ہے
ابھی اسلام زندہ ہے ابھی قرآن باقی ہے

کنزالایمان فی ترجمۃ القرآن

قرآن عربی زبان میں نازل ہوا جب کہ ہماری زبان اردو ہے لہذا قرآن پاک کا اردو ترجمہ غور وفکر کے ساتھ پڑھنا چاہیے۔ قرآن پاک کے کئی اردو تراجم کیے گئے ہیں۔ مگر ان سب تراجم

Marfat.com

میں مستند عام فہم جامع مانع اور حقائق و دقائق سے قریب تر امام احمد رضا خاں فاضل بریلوی رحمتہ اللہ علیہ کا کیا ہوا ترجمہ کنز الایمان ہے۔جس پر تفسیری حاشیہ مفتی احمد یار خاں نعیمی رحمتہ اللہ علیہ نے نور العرفان کے نام سے لکھا۔اس کی افادیت و اہمیت مسلمہ ہے۔بطور نمونہ صرف چار مثالیں پیش کی جاتیں ہیں۔

مثال نمبرا۔ سورہ آلِ عمران کی آیت نمبر ۱۴۲ "وَلَمَّا يَعْلَمِ اللّٰهُ الَّذِيْنَ جَاهَدُوْا مِنْكُمْ" کا ترجمہ مولانا عبدالماجد دریا آبادی کرتے ہیں۔"ابھی اللہ نے ان لوگوں کو تم میں سے جانا ہی نہیں جنہوں نے جہاد کیا"

فتح محمد جالندھری نے یوں ترجمہ کیا۔"حالانکہ ابھی خدا نے تم میں سے جہاد کرنے والوں کو تو اچھی طرح معلوم کیا ہی نہیں"

اسی طرح مولوی اشرف علی تھانوی لکھتے ہیں۔"حالانکہ ہنوز اللہ تعالیٰ نے اُن لوگوں کو تو دیکھا ہی نہیں جنہوں نے تم میں سے جہاد کیا ہو"

اس آیت کے اردو ترجمہ سے یہ نتیجہ اخذ ہوتا ہے کہ نعوذ باللہ اللہ تعالیٰ علیم وخبیر نہیں اور نہ ہی وہ عالم الغیب والشہادۃ ہے۔خالق کائنات جل جلالہ کے علیم بذات الصدور ہونے کی کس دیدہ دلیری سے نفی کی جارہی ہے۔جب کہ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمتہ اللہ علیہ نے یوں ترجمہ کیا"اور ابھی تک اللہ نے تمہارے غازیوں کا امتحان نہ لیا"۔سبحان اللہ! ذات باری تعالیٰ جل جلالہ کی عظمت پر کسی قسم کا حرف بھی نہیں آیا اور قرآن کا اصلی فہم بھی واضح ہوگیا۔سچ ہے:

ترجمہ قرآں کا کر کے کنز ایماں کر دیا
اے مفسر واقف رازِ خدا پائندہ باد

مثال نمبر۲: سورہ انفال کی آیت نمبر ۳۰
"وَيَمْكُرُوْنَ وَيَمْكُرُ اللّٰهُ وَاللّٰهُ خَيْرُ الْمٰكِرِيْنَ" کا ترجمہ مولانا محمود الحسن نے یوں کیا"وہ بھی داؤ کرتے تھے اور اللہ بھی داؤ کرتا تھا اور اللہ کا داؤ سب سے بہتر ہے۔"

شاہ رفیع الدین نے لکھا"اور مکر کرتے تھے اور مکر کرتا تھا اللہ تعالیٰ اور اللہ تعالیٰ نیک مکر کرنے والوں کا ہے۔"

شاہ عبدالقادر کا ترجمہ ملاحظہ کریں"اور وہ بھی فریب کرتے تھے اور اللہ بھی فریب کرتا تھا اور اللہ کا فریب سب سے بہتر ہے۔"

Marfat.com

ان تراجم پر غور فرمائیں تو معلوم ہوگا کہ اللہ تعالیٰ مکر، داؤ اور فریب بھی کر سکتا ہے۔ نعوذ باللہ! اس سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ کی توہین کیا ہوگی کہ اُس کی طرف ایسے نازیبا افعال منسوب کر دیے جائیں۔ جو عام شریف آدمی کے متعلق استعمال کرتے ہوئے انسان شرم محسوس کرتا ہے۔ یہاں اعلیٰ حضرت رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں ''اور وہ اپنا سا مکر کرتے تھے اور اللہ اپنی خفیہ تدبیر فرماتا تھا اور اللہ کی خفیہ تدبیر سب سے بہتر ہے'' شان الوہیت بھی آشکارا ہوگئی اور قرآن کا اصلی مقصود بھی واضح ہوگیا۔

مثال نمبر۳: اللہ تعالیٰ جل جلالہ کے بعد حضور نبی اکرم ﷺ کی تعظیم و توقیر فرض قرار دی گئی ہے۔ مگر اکثر مترجمین نے ذات رسالت مآب ﷺ کی عظمت و رفعت کا لحاظ بھی ترجمہ کرتے وقت پیش نظر نہیں رکھا۔ سورۃ الضحیٰ آیت نمبر ۷ "وَوَجَدَكَ ضَآلًّا فَهَدٰى" کا ترجمہ ملاحظہ فرمائیں

شاہ عبدالقادر لکھتے ہیں ''اور پایا تجھ کو بھٹکتا پھر راہ دی''

شاہ رفیع الدین کہتے ہیں ''اور پایا تجھ کو راہ بھولا ہوا پس راہ دکھائی''

مولانا اشرف علی تھانوی یوں ترجمہ کرتے ہیں ''اور اللہ تعالیٰ نے آپ کو (شریعت سے) بے خبر پایا سو آپ کو (شریعت کا) راستہ بتلا دیا''

آیت مذکور میں لفظ "ضَآلًّا" استعمال ہوا ہے جس کے معنی گمراہی اور بھٹکنا ہیں جیسا کہ "ولا الضالین" چنانچہ ان مترجمین نے ترجمہ کرتے وقت یہ نہیں دیکھا کہ رسول اکرم ﷺ تو سید المعصومین ہیں ان کے متعلق گمراہی یا راستہ بھٹکنا ایسے الفاظ کا استعمال آپ کی عصمت کو داغدار کرتا ہے۔

ادب گاہ ایست زیر آسماں از عرش نازک تر
نفس گم کردہ می آید جنید و بایزید ایں جا

اعلیٰ حضرت رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا ''اور تمہیں اپنی محبت میں خود رفتہ پایا تو اپنی طرف راہ دی''

سبحان اللہ! ترجمہ کرنے کا حق بھی ادا کر دیا اور شان رسالت پر بھی حرف نہیں آنے دیا

تو نے اسرار حقیقت کر دیے سب پر عیاں
ہے مسلم تو جہاں میں اہلسنت کا امام

مثال نمبر۴: سورۃ المائدہ آیت نمبر ۳ "حُرِّمَتْ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةُ وَالدَّمُ وَلَحْمُ الْخِنْزِيْرِ وَمَآ اُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ" کا ترجمہ

مولانا اشرف علی تھانوی نے یوں کیا ''تم پر حرام کیے گئے ہیں مردار اور خون اور خنزیر کا

Marfat.com

گوشت اور جو جانور کہ غیر اللہ کے نامزد کر دیا گیا ہو۔"

شاہ رفیع الدین دہلوی کے مطابق "حرام ہوا تم پر مردہ جانور اور لہو اور گوشت سور کا اور جس جانور پر نام پکارا جائے اللہ کے سوا کسی کا"

حکومت سعودیہ کیطرف سے مترجم قرآن پاک جو مسلک اہلحدیث کا ترجمان ہے اور تمام حجاج کرام کو مفت دیا جاتا ہے میں اسطرح ہے "تم پر حرام کیا گیا مردار اور خون اور خنزیر کا گوشت اور جس پر اللہ کے سوا دوسرے کا نام پکارا گیا ہو"

اس آیت مقدسہ کو موضوع سخن بنا کر قرآن و حدیث کے فہم سے نا آشنا نام نہاد مفسرین نے ہر اس جانور نذر نیاز وغیرہ کو حرام قرار دے دیا جن پر اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی کا نام لیا گیا ہو مثلاً گیارہویں کی نیاز، میلاد کا تبرک، شہداء کی سبیل وغیرہ اور جو مسلمان اسطرح کی نیازیں دیتے یا کھاتے ہیں انکو بیک جنبش قلم مشرک قرار دے کر مسلمانوں کے درمیان ایسی تفریق اور انتشار پیدا کر دیا کہ جس کی تلافی شاید قیامت تک نہ ہو سکے۔ حالانکہ کافر بتوں کے نام پر جانور ذبح کرتے وقت "بسم اللات والعزی" پڑھتے تھے۔ جسکی تردید میں فرمایا گیا کہ تم بوقت ذبح اللہ تعالیٰ جل جلالہ کا نام لیا کرو۔ اگر کسی چیز یا جانور پر غیر اللہ کا نام پکارنے سے ہی وہ چیز حرام ہو جاتی ہے تو پھر عقیقہ کا دنبہ یا ولیمہ کا بکرا کہنے سے بھی وہ دنبہ یا بکرا حرام ہونا چاہیے جو کہ کسی بھی مسلمان کے نزدیک حرام نہیں۔ بلکہ "صوم داؤدی" کو نبی اکرم ﷺ نے پسند فرمایا یعنی داؤد علیہ السلام کے روزے جو کہ آپکی امت پر فرض تھے۔ یعنی ایک دن روزہ اور ایک دن ناغہ اسطرح قوم داؤد چھ ماہ روزے رکھتی تھی۔ تو نبی اکرم ﷺ نے روزے کی نسبت داؤد علیہ السلام کیساتھ کر کے نعوذ باللہ شرک کا ارتکاب کیا ہے؟

اسی طرح حدیث پاک میں "نماز والدین" کا ذکر آتا ہے جو والدین کی بخشش و مغفرت کیلئے پڑھی جاتی ہے تو کیا والدین کیساتھ نماز کی نسبت سے وہ نماز حرام ہو گئی اور نمازی نے شرک کا ارتکاب کیا؟ اسطرح تو دنیا کی کوئی چیز حلال نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ ہر چیز کی کسی نہ کسی چیز کے ساتھ نسبت ہے۔ مولوی صاحب کی کتاب، فلاں آدمی کی زمین، زید کی بیوی، بکر کی کوٹھی وغیرھم اب فرمایا جائے کیا اسطرح یہ تمام چیزیں حرام ہو گئیں العیاذ باللہ یہ قرآن پاک کی تفسیر نہیں تحریف ہے۔ اھلال کے لغوی معنی پکارنا مگر شرعی معنی ہیں ذبح کے وقت پکارنا جیسے صلوٰۃ کے لغوی معنی ہیں دعا مگر شرعی معنی ہیں نماز تو اقیموا الصلوٰۃ میں صلوٰۃ کے معنی نماز ہیں نہ کہ دُعا۔ اگر یہاں اھل کے لغوی معنی مراد ہوں تو ان آیات سے تعارض ہوگا۔ جو قرآن کریم میں بحیرہ اور سائبہ جانوروں کے

Marfat.com

حلال ہونے کا بیان کرتی ہیں۔ حالانکہ ان جانوروں کو بت نام پر چھوڑا جاتا تھا۔ اوران کی زندگی میں ان پر غیر خدا کا نام لیا جاتا تھا۔ جب ایسے جانور جو بتوں کے نام پر چھوڑے جاتے تھے ان پر بوقت ذبح اللہ کا نام لیا جائے تو وہ قرآن پاک کے مطابق حلال ہیں تو جو جانور یا چیز کسی اللہ کے مقبول ومحبوب بندے سے نسبت مجازی رکھتی ہو وہ کس طرح حرام ہو جائے گی۔ لہٰذا اولیاء اللہ کی نیاز یا ایصال ثواب کیلئے کسی بزرگ ہتی کا نام لیا جائے تو یہ عین حلال ہے۔

درج بالا بحث کے بعد اب اعلیٰ حضرت کا ترجمہ ملاحظہ فرمائیں ''اس نے یہی تم پر حرام کیے ہیں مردار اور خون اور سور کا گوشت اور وہ جانور جو غیر خدا کا نام لے کر ذبح کیا گیا''

سبحان اللہ! لغوی معنی کی بجائے شرعی معنی استعمال کر کے ہر قسم کے شرکیہ غبار کو صاف اور روح قرآن سے قاری کو آشنا کر دیا۔ جیسا کہ مفسرین چودہ سو سال سے بیان کرتے آئے ہیں اور تمام مسلمانوں کا اس پر اعتقاد رہا ہے۔ سچ ہے۔

حق سمجھایا حق فرمایا حق کے علاوہ سب ٹھکرایا
حق کی عزت حق کی رفعت حق کی نصرت اعلیٰ حضرت

درج بالا حقائق کی بنا پر ضروری ہے کہ ہر مسلمان کے گھر میں کنزالایمان موجود ہو اسکی تلاوت کی جائے اور اسکو سمجھ کر اس پر اخلاص سے عمل کیا جائے۔

تلاوت قرآن کے فوائد

● قرآن پاک کی تلاوت کرنے والے کو ہر حرف کے بدلے ایک نیکی ملتی ہے۔ اور الف لام میم یہ تین حروف ہیں لہٰذا تیس نیکیاں ملیں گی۔ فرمایا حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ تم میں سے بہترین شخص وہ ہے جو قرآن پڑھے اور پڑھائے۔ حدیث کا مفہوم ہے۔ حضور نے فرمایا، تم میں سے کون ہے جو وادی عقیق میں جائے اور دو کوہانوں والا اونٹ لے آئے۔ صحابہ نے عرض کی ہم جاتے ہیں، فرمایا مسجد میں جاؤ اور ایک آیت تلاوت کرو۔ یہ ایسے ہی ہے جیسے ایک اونٹ مل گیا اور جس نے دو آیات پڑھیں دو اونٹ لینے والے کی طرح ہے۔ ۱۰۰ آیات پڑھنے والا ایسے ہے جیسے اسے سو اونٹ ملے ہوں۔

● ارشاد نبوی ﷺ ہے کہ ''قرآن مجید کی تلاوت سے دنیا کی مصیبت اور آخرت کی سختی ہٹا دی جاتی ہے کتاب اللہ کی ایک آیت سننا سونے کی کان سے بہتر ہے۔ اور عرش کے نیچے کی تمام اشیاء سے افضل ہے''

Marfat.com

● خاتم النبیین ﷺ کا فرمان عالیشان ہے کہ بے شک مومنین کے گھر عرش تک روشن ہیں ان گھروں کو ساتوں آسمانوں کے مقرب فرشتہ پہچانتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ نور مومنین کے گھروں کا ہے جن میں قرآن کریم کی تلاوت کی جاتی ہے''

● رحمۃ اللعالمین ﷺ نے ارشاد فرمایا ''جس شخص نے خالص اللہ تعالیٰ جل جلالہ کی رضا کے لیے ایک ہزار آیات تلاوت کیں وہ قیامت کے دن انبیاء، صدیقین، شہداء اور صالحین میں لکھا جائیگا۔''

● حضرت اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ ایک شب تلاوت قرآن کررہے تھے باہر بندھا گھوڑا اچانک اچھلنے کودنے لگا۔ آپ باہر تشریف لائے دیکھا تو ایک سائبان تنا ہوا تھا جس میں قندیلیں روشن تھیں۔ اس سے ڈر کر گھوڑا اچھل رہا تھا۔ صبح کو بارگاہ سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم میں یہ واقعہ عرض کیا، ارشاد ہوا کہ رحمت کے فرشتے تھے، تیرا قرآن سننے آئے تھے۔ اگر تو باہر نہ نکلتا تو صبح دوسرے لوگ بھی ان فرشتوں کا دیدار کر لیتے۔

● نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اللہ تعالےٰ کا ارشاد ہے جس شخص کو قرآن پاک (یعنی تلاوت وتدبر) میرے ذکر اور دعا سے روک رکھے اسے میں مانگنے والوں سے زیادہ عطا کرتا ہوں اور اللہ کا کلام دوسرے کلاموں سے اس طرح افضل ہے جیسے اللہ تعالےٰ کو مخلوق پر فضیلت حاصل ہے۔

● قیامت کے دن اللہ تعالےٰ قرآن پاک یاد کرنے والے کو فرمائے گا، ایک آیت پڑھ اور اگلے درجے میں داخل ہو جا، اس طرح ہر آیت کے بدلے اس کا ایک درجہ بلند کر دیا جائے گا۔

● فرمایا ہر چیز کا ایک دل ہوتا ہے اور قرآن پاک کا دل سورۃ یٰسین ہے جس نے اس کو ایک مرتبہ پڑھا دس مرتبہ قرآن پڑھنے کے برابر ہے۔

● سورۃ ملک کی تلاوت کرنے والے کو بخشش کی نوید سنائی گئی ہے۔ فرمایا جب اس کی تلاوت کرنے والا شخص فوت ہوگا تو یہ اسکی قبر میں اچھی صورت میں آکر مردہ کی دلجوئی کرے گی۔ اور پھر اللہ تعالےٰ کے دربار میں عرض کرے گی کہ مولا اس مردہ کو بخش دے۔ توقف کی صورتمیں جھگڑا کرے گی کہ یا اللہ اگر تو نے اس شخص کو نہیں بخشا تو مجھے اپنے کلام سے خارج کر دے۔ حکم ہوگا جا اس مردے کو بخش دیا گیا ہے۔ پھر کئی طرح کے ہدایا اور تحائف لے کر دوبارہ اس کی قبر میں آئے گی اور اس کو دینے کے بعد پوچھے گی کہ میری عدم موجودگی میں تجھے کوئی پریشانی تو نہیں ہوئی؟ تجھے مبارک ہو اللہ تعالےٰ نے تیری بخشش فرما دی ہے۔

Marfat.com

صاحب قرآن سے محبت

اے مرید قادری! جب تجھے اس حقیقت سے آگاہی ہوگئی کہ قرآن مجید واقعی بے مثل کتاب ہے اور اس کی تعلیمات پر عمل میں ہی انسانیت کی فلاح و بہبود مضمر ہے۔ تو پھر سن کہ یہ قرآن مجید صاحب قرآن حضور سید عالم فخر آدم و بنی آدم جناب احمد مجتبےٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے لاتعداد اور ان گنت معجزات میں سے ایک معجزہ ہے۔ جس کے ایک معجزہ کی مثل لانے میں تمام مخلوقات عاجز و قاصر ہے۔ اس سراپا معجزہ کی عظمت و رفعت کو کون سمجھ سکتا ہے۔

اے عزیز! اس کائنات ارضی کے باسیوں کو اگر یہ چیلنج دیا جائے کہ کوئی ایسی ہستی بتاؤ جو ہر طائفہ زندگی کے انسانوں کی رہنمائی میں سند اور حوالہ کی حیثیت رکھتی ہو تو یقین جانیں تمام اقوام اس چیلنج کے سامنے بے بس نظر آتی ہیں۔ اس چیلنج کو ایک مسلمان اپنا سر بلند کر کے انتہائی فخر کیساتھ قبول کرتا ہے کہ اے اقوام عالم آؤ اس میدان میں ہم اپنے پیارے آقا و مولیٰ خلاصہ کائنات، فخر موجودات، احمد مجتبےٰ محمد مصطفےٰ علیہ افضل الصلوٰۃ و اکمل الثناء کی ذات ستودہ صفات کو پیش کرتے ہیں جنہوں نے ہر انسان کی رہنمائی کیلئے اپنی زندگی میں تعلیمات چھوڑی ہیں۔ یعنی اگر تم تاجر ہو تو بحرین و شام کے تاجر کو دیکھو، اگر تم معلم ہو تو اصحاب صفہ کے معلم کو دیکھو، اگر تم عابد شب بیدار ہو تو یٰاَیُّھَا الْمُزَّمِّلُ قُمِ الَّیْلَ اِلَّا قَلِیْلًا کے مصداق کو دیکھو۔ اگر تم تارک دنیا ہو تو غار حرا کے تنہائی پسند کو دیکھو اگر تم سپہ سالار ہو تو میدان بدر و احد کے سپہ سالار کو دیکھو، اگر تم مہاجر ہو تو مہاجر مدینہ کو دیکھو، اگر تم خاوند ہو تو سیدہ خدیجہ کے خاوند کے دیکھو، اگر تم یتیم ہو تو عبداللہ کے یتیم کو دیکھو اگر تم بھوکے ہو تو غزوہ خندق کے بھوکے کو دیکھو، اگر تم امیر ہو تو مسجد نبوی میں سونے چاندی کے ڈھیر پر تشریف فرما امیر کو دیکھو، اگر تم غریب ہو تو مدینہ کے اُس غریب کو دیکھو جس کے گھر کئی دنوں تک چولہا نہیں جلتا۔ پانی اور کھجوروں پر گذارہ ہے۔ اگر تم سربراہ مملکت ہو تو مدینہ کے حاکم کو دیکھو الغرض قیامت تک پیدا ہونے والے ہر طبقہ زندگی کے انسان کو رہنمائے کامل و اکمل کی حیثیت سے اللہ تعالیٰ جل شانہ نے اپنا پیارا حبیب ﷺ عطا فرما دیا۔

باقی مذاہب نے اپنے ماننے والوں کو تعلیم دی ہے۔ مگر اسلام نے فقط تعلیم ہی نہیں صاحب قرآن کا عمل پیش کر کے حکم دیا ہے۔

فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْکُمُ اللّٰہُ

Marfat.com

اگر اللہ تعالیٰ کے محبوب بننا چاہتے ہو تو پھر اس کے محبوب کی اتباع کرو۔ ان کے نقش قدم پر چلو۔ ان کے اسوۂ حسنہ کو اپنا لو۔ خدا تعالیٰ تمہیں اپنا محبوب بنا لے گا۔ اور حقیقت تو یہ ہے کہ صاحب قرآں نے قرآن پڑھ کر سنایا ہے اور قرآن بن کر دکھایا ہے بلکہ قرآن مجید میں صاحب قرآن کی اطاعت کو "من یطع الرسول فقد اطاع الله" کہہ کر اللہ تعالیٰ نے اپنی اطاعت قرار دیا ہے۔ لہٰذا جب تک صاحب قرآن سے نسبت محبت نہ ہوگی تب تک قرآن کی سمجھ بھی نہیں آ سکتی کہ:

نگاہ عشق و مستی میں وہی اول وہی آخر
وہی قرآں وہی فرقاں وہی یٰسیں وہی طٰہٰ

تعظیم رسول پہلے ذکر خدا بعد میں...... کیوں؟

قرآن مجید میں فرمایا ترجمہ "بیشک ہم نے آپکو شاہد، خوشخبری دینے والا اور ڈر سنانے والا بنا کر بھیجا تاکہ اے لوگو تم اللہ اور اسکے رسول پر ایمان لاؤ اور رسول کی تعظیم و توقیر کرو اور صبح و شام اللہ تعالیٰ کی پاکی بولو۔

اس آیت مقدسہ پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ پہلے ایمان باللہ اور ایمان رسول کا مطالبہ کیا گیا ہے اور اسکے بعد رسول معظم و مکرم کی تعظیم و تکریم کا حکم دیا گیا اور آخر میں اپنی تسبیح کا تقاضہ کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی تسبیح پر اپنے حبیب مکرم ﷺ کی تعظیم و توقیر کو مقدم کر کے تعظیم حبیب کی اہمیت و عظمت میں کس قدر اضافہ فرمایا ہے گویا آپ کو شاہد، مبشر اور نذیر بنا کر اسی لیے بھیجا گیا ہے کہ لوگ اللہ اور اسکے رسول پر ایمان لائیں اور رسول کی تعظیم کریں اور پھر رب تعالیٰ کی تسبیح کریں۔

پیغمبر اسلام ﷺ نے اپنی حیات طیبہ میں حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سرکردگی میں ایک لشکر روم کی جانب روانہ کیا۔ ادھر آپ ﷺ کا وصال ہوگیا۔ بہت سے لوگ دین اسلام سے پھر گئے۔ دشمن شہر مدینہ پر حملہ آور ہونے کی تیاریاں کرنے لگا کئی مالدار مسلمان زکوٰۃ کے منکر ہوگئے۔ سیاسی حالات سنگین رخ اختیار کر چکے تھے ان حالات میں صحابہ کرام نے مشورہ دیا کہ اے امیر المومنین ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ لشکر اسامہ کو واپس بلا لیا جائے۔ مگر وہ عشق ہی تھا۔ جس نے سب کے برخلاف پکار کر کہا قسم اس ذات کی جس کے سوا کوئی معبود نہیں ابو قحافہ کے بیٹے (ابوبکر) سے ہرگز یہ نہیں ہوسکتا کہ اُس لشکر کو پیچھے لوٹائے جسے اللہ کے رسول نے آگے بھیجا ہے۔ خواہ کتے ہماری ٹانگیں کھینچ لے جائیں مگر رسول اللہ کا بھیجا ہوا لشکر میں واپس نہیں بلا سکتا اور اپنے

Marfat.com

آقا کا باندھا ہوا پرچم کھول نہیں سکتا۔

عشق کا فیصلہ عقل کے فیصلے سے بالکل متصادم تھا لیکن دنیا نے دیکھا کہ جب عشق کا فیصلہ نافذ ہو گیا تو ساری سازشیں خود بخود دم توڑ گئیں۔ دشمنوں کے حوصلے شکست خوردہ ہو گئے اور سیاسی حالات کی کایا پلٹ گئی۔

محمد کی محبت ہے سند آزاد ہونے کی
خدا کے دامن توحید میں آباد ہونے کی

جنگ احد میں ایک صحابیہ کے باپ بھائی اور شوہر شہید ہو گئے انہیں شہادت کی خبر ملی تو پوچھا یہ بتاؤ رسول اللہ ﷺ کیسے ہیں؟ جب انکو بتایا گیا کہ آپ ﷺ خیریت سے ہیں تو بولیں مجھے حضور ﷺ کی زیارت کروادو آپکو دیکھ کر کہنے لگیں یا رسول ﷺ آپکے ہوتے ہوئے ہر مصیبت ہیچ ہے۔ یہ تھا محبت رسول ﷺ کا جذبہ صادق کیا اسکی نظیر مل سکتی ہے؟ بقول اعلیٰ حضرت۔

دل ہے وہ دل جو تیری یاد سے معمور رہا
سر ہے وہ سر جو تیرے قدموں پہ قربان گیا
انہیں جانا انہیں مانا نہ رکھا غیر سے کام
للہ الحمد میں دنیا سے مسلمان گیا

محبت رسول ﷺ میں شہادت

فتح مکہ سے پہلے صحابی رسول ﷺ حضرت زید رضی اللہ عنہ دشمنان اسلام کے نرغے میں آگئے۔ حضرت زید کو حرم کی حدود سے باہر مقام تنعیم پر شہید کرنے کی غرض سے لے جایا گیا۔ ابو سفیان نے جو اسوقت تک اسلام نہیں لایا تھا پوچھا زید! میں تمہیں خدا کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کیا تم پسند کر سکتے ہو کہ اس وقت ہمارے پاس تمہاری جگہ محمد ﷺ ہوں اور ہم اسکو قتل کر دیں اور تم آرام و سکوں سے اپنے اہل میں رہو؟ حضرت زید رضی اللہ عنہ نے فرمایا! اللہ کی قسم میں تو یہ بھی پسند نہیں کرتا کہ اس وقت میرے حضور جہاں کہیں بھی ہوں انکو ایک کانٹا بھی چبھے اور میں آرام و سکوں سے اپنے اہل میں رہوں۔

اعلیٰ حضرت رحمتہ اللہ علیہ نے اس کیفیت کو یوں بیان کیا ہے۔

خدا اُن کو کس پیار سے دیکھتا ہے، جو آنکھیں ہیں محو لقائے محمد
دم نزع جاری ہو میری زباں پر، محمد محمد خدائے محمد

Marfat.com

یہ سن کر ابوسفیان نے کہا میں نے ایسا کہیں نہیں دیکھا کہ کسی سے ایسی محبت کی جاتی ہو جیسی محبت محمد سے ان کے اصحاب کرتے ہیں اسکے بعد حضرت زید کو شہید کر دیا گیا۔

حضرت زید رضی اللہ عنہ نے محبت مصطفیٰ میں شہادت کو قبول کر کے آنیوالی نسلوں کو یہ سبق دے دیا کہ۔

عشق مصطفیٰ کا جب سے حاصل ہوا قرینہ
اک آنکھ میں ہے مکہ اک آنکھ میں مدینہ
نظر کرم ہے جس پر حبیب کبریا کی
مرنا ہے اس کا مرنا جینا ہے اسکا جینا

ہمیں دین ملا تو رسول اللہ کی زبان سے، خدا کی معرفت ملی تو رسول اللہ کی زبان سے، قرآن ملا تو رسول کی زبان سے، بے شک قرآن اللہ کا کلام ہے لیکن اللہ کا کلام ہونے کے باوجود وہ رسول کا کہا ہوا ہے۔ خود قرآن کہتا ہے۔

اِنَّهٗ لَقَوْلُ رَسُوْلٍ كَرِيْمٍ

یعنی قرآن کلام میرا ہے قول رسول کریم کا ہے۔ اگر رسول کریم کہہ کر نہ بتاتے تو کیسے پتہ چلتا کہ کیا ہے؟ لہٰذا خدا کے کلام کا جلوہ حضور کے کلام میں، اللہ تعالیٰ کے علم کا جلوہ حضور کا علم، اللہ تعالیٰ کی قدرت کا جلوہ حضور کی قدرت میں، اللہ تعالیٰ کی سمع کا جلوہ حضور کی سماعت میں۔ اسی لیے اے عزیز! خود صاحب قرآن کا فرمان ہے۔

لَا يُؤْمِنُ اَحَدُكُمْ حَتّٰى اَكُوْنَ اَحَبَّ اِلَيْهِ مِنْ وَّالِدِهٖ وَوَلَدِهٖ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ

اس وقت تک کوئی مومن (کامل) نہیں ہو سکتا جب تک اس کے دل میں میری محبت، اس کے والدین، اس کی اولاد اور عام انسانوں سے زیادہ نہ ہو جائے۔ بقول اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ:

اللہ کی سر تا بقدم شان ہیں یہ
ان سا نہیں انساں وہ انسان ہیں یہ
قرآن تو ایماں بتاتا ہے انہیں
ایمان یہ کہتا ہے میری جان ہیں یہ

لہٰذا اے مرید قادری! قرآن پاک کو پڑھنے، سمجھنے اور اس پر عمل کرنے کے لیے یہ اعتقاد

Marfat.com

ضروری ہے کہ

مغز قرآں روح ایماں جان دین
ہست حب رحمۃ للعالمین

اب سوال یہ ہے کہ یہ جوہر محبت حاصل کس طرح ہو۔ تو اس ضمن میں آپ کے اسوہ کامل پر عمل کرتے ہوئے اپنے جذبات و احساسات اور خیالات کا مرکز و محور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس کو بنایا جائے اور بالخصوص صحبت مرشد کامل سے یہ جوہر نایاب بآسانی میسر آ سکتا ہے کیونکہ شیخ کامل کا راستہ ہی دراصل صراط مستقیم اور منزل مقصود پر پہنچانے والا راستہ ہے۔ جس کے حصول کے لیے ہر نماز کی ہر رکعت میں اللہ تعالےٰ کے حضور دعا کی جاتی ہے کہ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ، صِرَاطَ الَّذِينَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ

اے باری تعالےٰ ہم کو سیدھا راستہ چلا۔ راستہ ان لوگوں کا جن پر تو نے احسان کیا۔ یہاں اللہ تعالےٰ فرما سکتا تھا۔ صراط القرآن یا صراط السنۃ اور اس میں کوئی شک نہیں کہ راستہ قرآن کا ہو یا سنت کا وہ بھی راہ ہدایت ہے مگر یہاں ہدایت کو بندوں سے وابستہ کر کے ان کے راستے پر چلنے کی دعا کرنے کی تلقین فرمائی گئی ہے کہ چونکہ انسانی فطرت اپنے سامنے ایک نمونہ کی متقاضی ہوتی ہے۔ جس کے قول و فعل باخلاق و عادات کی پیروی کی جائے۔ لہٰذا مرشد کامل کی شکل میں ایک راہ حق کے مسافر کو نشان منزل مل جاتا ہے اور وہ اس کے نقش قدم پر چل کر اس سے والہانہ محبت کا رشتہ استوار کر کے فنافی الشیخ کے مقام کو حاصل کر لیتا ہے اور پھر شیخ کامل اسے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں پیش کر کے فنافی الرسول کے ارفع مقام پر فائز فرما دیتا ہے۔ جس کے متعلق صوفیاء فرماتے ہیں کہ جب تک راہ سلوک کا یہ مسافر فنافی الرسول نہیں ہوتا مرشد کامل کا حاجتمند رہتا ہے لیکن جب فنافی الرسول ہو جاتا ہے تو پھر شیخ کامل کا حاجتمند نہیں رہتا بلکہ تمام عمر احسان مند رہتا ہے۔

فنافی الرسول کے مقام پر فائز ہونے والوں کی کیفیت کچھ اس طرح ہوتی ہے کہ ابوالعباس مرسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

"چالیس سال کا عرصہ گزر چکا ہے، میں ایک لمحہ بھی سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جدا نہیں ہوا۔ اگر ایک ساعت بھی میں سرکار سے علیحدہ ہو جاؤں تو اپنے آپ پر کافر ہونے کا فتویٰ لگا دوں۔

فنافی الرسول کے بعد راہ سلوک کا مسافر فنافی اللہ کا مرتبہ حاصل کر کے بقا باللہ کی منزل کا اہل

Marfat.com

ہو جاتا ہے جس کی ترغیب کسی شاعر نے یوں دی ہے کہ

فنا فی اللہ کی تہہ میں بقا کا راز مضمر ہے
جو جینا ہے تو مرنے کے لیے تیار ہو جاؤ

لہٰذا اگلے صفحہ پر شیخ کامل کی ضرورت و اہمیت بیان کی جاتی ہے۔

☆☆☆☆☆☆☆

اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام سے فرمایا:

میں نے چھ چیزوں کو چھ چیزوں میں چھپا رکھا ہے مگر لوگ اسے غیر محل میں تلاش کرتے ہیں۔

''علم'' کو میں نے ''بھوک اور سفر'' میں چھپا رکھا ہے مگر لوگ اسے ''وطن اور شکم سیری'' میں تلاش کرتے ہیں۔

''عزت'' کو میں نے ''شب بیداری'' میں چھپا رکھا ہے مگر لوگ ''سلاطین کے دربار'' میں تلاش کرتے ہیں۔

''راحت'' کو میں نے ''جنت'' میں چھپا رکھا ہے مگر لوگ اسے ''دنیا'' میں تلاش کرتے ہیں۔

''بلندی'' کو میں نے ''تواضع اور انکساری'' میں چھپا رکھا ہے مگر لوگ ''غرور'' میں تلاش کرتے ہیں۔

''دعا کی قبولیت'' کو میں نے ''لقمہ حلال'' میں چھپا رکھا ہے مگر لوگ ''لقمہ حرام'' میں تلاش کرتے ہیں۔

''تونگری'' کو میں نے ''قناعت'' میں چھپا رکھا ہے مگر لوگ اسے ''حرص'' میں تلاش کرتے ہیں۔

Marfat.com

ضرورتِ مرشد کامل

اے عزیز! یہ تمام مدارج و منازل بغیر مرشد کامل کے واسطے کے پانا ناممکن ہیں۔ شاعر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کر کے کہتا ہے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

ہتھ مرشد دے ہتھ تیرے نیں رب آکھے ایہ ہتھ میرے نیں

میں ایسے لئی مرشد کامل دے ہتھاں نوں جا کے چم لینا

شریعت کے احکام سے آگاہی اور اس پر عمل ہر مسلمان کے لیے ایسے ہی ضروری ہے جیسے جسمانی حیات کے لیے خوراک اور پانی۔ بلکہ خوراک اور پانی کے بغیر تو زندگی کا امکان ہے مگر شریعت کے احکام پر عمل کے بغیر زندگی جانوروں اور پتھروں سے بھی بدتر ہے۔ احکام شرع پر عمل کرنے سے ایک مومن کے ظاہری اعمال درست ہو جاتے ہیں مگر باطنی احوال کی درستی اور قلبی و روحانی اصلاح کے لیے راہ طریقت اختیار کرنا ضروری ہے۔ ظاہری پاکی کو طہارت اور قلبی پاکی کو طیب کہا جاتا ہے۔ اور ان دونوں کے مجموعے یعنی جسمانی اور قلبی و روحانی خیالات وغیرہ کی مکمل پاکی کو تزکیہ کہا جاتا ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کے حضور دعا کی۔

رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيهِمْ رَسُولًا مِّنْهُمْ يَتْلُوا عَلَيْهِمْ آيٰتِكَ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَيُزَكِّيهِمْ (پ ۱ رکوع ۱۵)

"اے ہمارے رب! ان میں ایک ایسا رسول مبعوث فرما جو ان پر تیری آیات کی تلاوت کرے اور انہیں کتاب وحکمت کی تعلیم دے اور ان کو پاک کرے۔"

معلوم ہوا تزکیہ نفس بہت بڑا کام ہے جس کے لیے حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنی ذریت میں نبی بھیجنے کی التجا کر رہے ہیں اور یہی تزکیہ نفس اور تصفیہ قلب مرشد کے ذریعے حاصل کیا جاتا ہے۔

چنانچہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ میں اپنے جد امجد کی دعا ہوں۔ آپ روحانیت کا آفتاب تھے۔ اور آپ کی صحبت ومحبت سے ایمان والوں کے دلوں سے میل کچیل دور ہو جاتی ہے۔ آپ کی روحانی قوت بجلی سے بھی زیادہ طاقتور تھی جو دل و دماغ کو فوراً روشن کر دیتی تھی۔ اس لیے صحابہ کرام کو زیادہ ریاضت ومجاہدہ کرنے کی بھی ضرورت محسوس نہ ہوتی تھی۔ اخلاص کے ساتھ آ کر آپ کی صحبت میں بیٹھ جاتے۔ اور قلب و باطن کو منور اور روشن کر لیتے تھے۔ یہی وجہ

Marfat.com

ہے کہ آپ کے غلام باوجود نمازی، متقی، صائم، زاہد شب بیدار، سخی، عادل وغیرہ ہونے کے شرف صحبت کی وجہ سے صحابی کہلائے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ سب سے بڑی نعمت صحبت ہے۔

اس لیے ارباب بصیرت فقہائے امت اور علماء ملت کا اجماع ہے کہ تزکیہ نفس اور تصفیہ قلوب (نفس کی پاکی اور دل کی صفائی) کے لیے مرشد کامل کی صحبت از حد ضروری ہے۔ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے۔

''اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور اس کی طرف وسیلہ ڈھونڈو۔'' (المائدہ/۳۵)

ہر نعمت کے لیے مختلف دروازے ہیں۔ خدا تعالیٰ کا قرب لینا ہو تو دروازہ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر آ جاؤ اور حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی قربت مقصود ہو تو حضرات اولیاء اللہ اور مرشد کامل کے دروازے پر آ جاؤ جو تمہیں اللہ تعالیٰ تک پہنچا دے گا۔ بقول سلطان باہوؒ:

طالب بیا، طالب بیا، طالب بیا
تا رسانم روز اول با خدا

''اے سچے طالب آ میرے پاس کہ پہلے ہی دن تجھے اللہ تعالیٰ تک پہنچا دوں۔''

ایک اور مقام پر اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔''اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور سچوں کے ساتھ رہو۔'' (توبہ/۱۱۹)

علماء تفسیر فرماتے ہیں کہ آیت مذکورہ میں سچوں کے ساتھ ملنے کا حکم ہے۔ لہٰذا ہر مسلمان کے لیے واجب ہے کہ دینی و روحانی اصلاح کے لیے ہر حال میں شیخ کامل سے بیعت کرے۔

ایمان و تقویٰ کے لیے اچھوں کا ساتھ ایسا ہے جیسے بیج کے لیے پانی اور کھاد۔ جیسے بغیر پانی اور کھاد کے بیج فنا ہو جاتا ہے ایسے ہی بغیر اچھوں اور سچوں کی صحبت کے ایمان و تقویٰ برباد ہونے کا اندیشہ ہے۔ ہم لوگوں کے اعمال گویا صفر ہیں اور سچوں کی صحبت عدد کی حیثیت رکھتی ہے۔ اگر عدد کے ساتھ صفر ملے تو ایک صفر دس گنا کر دے گا، دوسرا سو، تیسرا ہزار، چوتھا دس ہزار۔ اگر عدد نہ ہو تو سارے صفر بیکار ہو جاتے ہیں۔

صوفیاء فرماتے ہیں کہ ساری عبادت کا فائدہ صرف عابد انسان کو ہوتا ہے مگر اچھوں سچوں کی صحبت کا فائدہ جانوروں بلکہ درختوں پتھروں کو بھی پہنچ جاتا ہے۔ تل پھول کی صحبت میں پھولوں کی طرح مہکتے ہیں حتیٰ کہ ان کا تیل بھی خوشبودار ہو جاتا ہے۔ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ و منہ سے لگا ہوا رومال آگ میں نہیں جلتا تھا۔ آپ کے ہاتھ پاؤں کا غسالہ بیماریوں سے شفا تھی۔ صفا و مروہ پہاڑ حضرت حاجرہ رضی اللہ عنہا کے قدموں کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کی نشانیاں بن گئے۔

Marfat.com

بزرگوں کے ہاتھ پر بیعت اسی لیے کی جاتی ہے ان کی صحبت کی برکت سے ہم بھی سچے اور اچھے ہو جائیں۔ فرمان الٰہی ہے۔ ''جس دن (قیامت) ہر انسان (یا ہر جماعت) کو اس کے امام کے ساتھ بلائیں گے۔''

اس سے معلوم ہوا کہ دنیا میں کسی مرد صالح کو اپنا امام بنانا چاہیے تا کہ حشر ان اچھوں کے ساتھ ہو۔

اللہ تعالٰی کا ارشاد ہے۔ ''بیشک جو لوگ آپ کی بیعت کرتے ہیں وہ درحقیقت اللہ تعالٰے سے بیعت کرتے ہیں۔ اللہ کا ہاتھ ان کے ہاتھوں پر ہے۔''

تفسیر ضیاء القرآن میں ہے ..... آج کل ہم کسی ولی کامل کے ہاتھ پر بیعت کرتے ہیں وہ اسی سنت کا اتباع ہے۔

اس آیت میں تقلید اور بیعت مرشد دونوں کا ثبوت ہے۔

مشکوٰۃ شریف کی حدیث ہے۔ جو اس حال میں فوت ہوا کہ اس کے گلے میں کسی کی بیعت نہ ہو وہ جہالت کی موت مرا۔

اس قسم کی متعدد صحیح روایات ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ بیعت کرنا حضور کی سنت اور بیعت ہونا صحابہ کرام کی سنت ہے۔ لہٰذا ضروری ہے کہ شیخ کامل کی بیعت کا پٹہ گلے میں ہو۔ حضور اپنے غلاموں سے بیعت لیا کرتے تھے۔ عورتوں کو بھی اس شرف سے مشرف فرماتے لیکن ان کی بیعت کا طریقہ یہ تھا کہ پانی کے ایک پیالہ میں پہلے حضور اپنا دست مبارک رکھتے۔ اس کے بعد ان کو اس پیالہ میں ہاتھ ڈالنے کا حکم دیتے۔ حضور نے کبھی کسی اجنبیہ کے ساتھ مصافحہ نہیں کیا۔

بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ ''اے دل اگر تو اس راہ (سلوک و معرفت) پر گامزن ہونا چاہتا ہے تو پہلے کسی رہبر (مرشد) کا دامن تھام، پھر اس راہ میں آ۔''

نفحات الانس مصنفہ مولانا جامی میں ہے کہ شیخ کامل سے ملاقات فرض ہے اور احادیث کی املا (حدیث لکھنا) نفل ہے۔

کورس تو فقط لفظ سکھاتے ہیں، آدمی آدمی بناتے ہیں
جستجو ہم کو آدمی کی ہے، وہ کتابیں عبث منگاتے ہیں

''جوانمرد کو چاہیے کہ وہ جوانمردوں کی خدمت میں حاضر ہوں جو کوئی کسی جوانمرد کی خدمت حاصل کر لیتا ہے تو گویا وہ اس شیخ یا بزرگ کی بجائے حق تعالٰے کا مشاہدہ کرتا ہے۔''

ابوالقاسم قشیری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ ''مسلمان پر واجب ہے کہ کسی پیر سے تربیت لے

Marfat.com

کہ بے پیر افلاح نہ پائے گا۔" حضرت ابو علی دقاق رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ پیڑ جب بغیر کسی بونے والے کے اپنے آپ اُگے تو پتے لاتا ہے مگر پھل نہیں لاتا۔ یونہی مرید کے لیے اگر کوئی پیر نہ ہو جس سے ایک ایک سانس پر راستہ پوچھے تو وہ اپنی خواہش نفس کا پجاری ہے، راہ نہ پائے گا۔"

حضرت سید نا میر سید عبد الواحد بلگرامی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

چو پیرت نیست پیر تست ابلیس

کہ راہ دیں زدست از مکر و تلبیس

''جب تیرا پیر نہیں ہے تو تیرا پیر ابلیس ہے کہ اس نے دین کی راہ ماری ہے مکر وفریب سے۔"

سید علی ہجویری داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ اگر پاکیزہ اور مقدس لوگوں میں اپنے آپ کو شامل کرنا چاہتا ہے تو پھر مرشد کامل کی محبت کو اکسیر جان۔

حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔''انسان کے لیے ایسا پیر مربی و مرشد ضروری ہے جو اس کی رہنمائی کرے۔ اس سے بد خلقی دور کرے اور برے اعمال سے بچا کر اچھے اعمال کا خوگر بنادے۔"

حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

الف اللہ چنبے دی بوٹی مرشد من میرے وچ لائی ہو

نفی اثبات دا پانی ملیا تے ہر رگے ہر جائی ہو

اندر بوٹی مشک مچایا تے جان پھلن پر آئی ہو

جیوے مرشد کامل باہو جیں ایہ بوٹی لائی ہو

حضرت بابا بلھے شاہ قصوری رحمۃ اللہ علیہ عبادات کی قبولیت کے لیے مرشد برحق کی افادیت کا تذکرہ ان الفاظ میں کرتے ہیں۔

لوکی متیں دین بلھے نوں بلھیا جا بہو وچ مسیتی

پر وچ مسیتی کجھ نہ لبھدا جے دلوں نماز نہ نیتی

باہروں پاک ہویاں کی بنا جے اندروں نہ گئی پلیتی

بن مرشد کامل بلھیا تیری گئی عبادت کیتی

خواجہ بندہ نواز گیسو دراز رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔''ہم جو ہر ایک کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں پکڑ لیتے ہیں اور مرید کر لیتے ہیں تو اس لیے کہ ہم اس کام کے لیے بنائے گئے ہیں کہ اس بھید (محبت) سے لوگوں کو آشنا کریں۔ اگر جاہ تمہارے لیے مانع ہے تو اسے کنویں میں ڈالو اور اگر کوئی اور شے

Marfat.com

دامن گیر ہے تو اس پر بھی مٹی ڈالو اور آؤ ادھر آؤ۔

ہم فقیروں سے دوستی کر لو
گر سکھا دیں گے بادشاہی کے

یاد رہے کہ جس طرح مردوں کو اپنی اخلاقی و روحانی اصلاح کیلئے مرشد کامل کی ضرورت ہے اسی طرح عورتوں کا بیعت ہونا بھی از روئے شرع شریف نہ صرف جائز بلکہ صد با فوائد کا ذریعہ ہے۔ سورہ الممتحنہ آیت نمبر ۱۲ میں ہے ترجمہ: اے نبی (مکرم) جب حاضر ہوں آپ کی خدمت میں مومن عورتیں تا کہ آپ سے اس بات پر بیعت کریں کہ وہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں بنائیں گی اور نہ چوری کریں گی اور نہ بدکاری کریں گی۔ اور نہ اپنے بچوں کو قتل کریں گی اور نہیں لگائیں گی جھوٹا الزام جو انہوں نے گھڑ لیا ہو اپنے ہاتھوں اور پاؤں کے درمیان اور نہ آپکی نافرمانی کریں گی کسی نیک کام میں تو (اے میرے محبوب) انہیں بیعت فرما لیا کرو اور اللہ سے انکے لئے مغفرت مانگا کرو بے شک اللہ تعالیٰ غفور رحیم ہے۔

جب مکہ مکرمہ فتح ہوا اور جوق در جوق لوگ حضور ﷺ کی بیعت کر کے اسلام قبول کرنے لگے تو مکہ کی عورتیں بھی بیعت کے لئے حاضر ہوئیں حضور ﷺ نے حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کو عورتوں کی بیعت لینے پر مقرر فرمایا اور جن باتوں کا اس آیت میں ذکر ہے ان پر عمل کرنے کا ان سے پختہ وعدہ لیا اس وقت بیعت کرنے والی عورتوں کی تعداد ۴۵۷ تھی۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے عورتوں سے کئی بار بیعت لی لیکن کسی عورت کے ساتھ بیعت لیتے وقت مصافحہ نہ کیا کبھی تو زبانی ان امور کی پابندی کا وعدہ لیا۔ کبھی پانی سے بھرے ہوئے پیالہ میں اپنا دست مبارک ڈالا اور اسکے بعد بیعت کرنے والی عورتوں کو اپنا ہاتھ پانی میں رکھنے کا حکم دیا۔ کبھی کپڑا دست مبارک میں لے کر عورتوں سے بیعت لی۔

ان احادیث اور اقوال اولیاء و علماء سے یہ بات واضح ہوگئی کہ دینی اور اخلاقی اصلاح کے لیے مرشد کامل سے بیعت ہونا ضروری ہے۔ مگر یہ خیال رہے کہ شیخ کامل میں چار شرائط کا ہونا ضروری ہے۔

مرشد کامل کی شرائط

(۱) سلسلہ ارادت متصل ہو

پیر کا سلسلہ متصل ہو یعنی حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچتا ہو۔ بعض پیر زادے باپ

Marfat.com

دادا کی وراثت سمجھ کر سجادے پر بیٹھ جاتے ہیں حالانکہ خود بھی کسی کی بیعت نہیں کی ہوتی۔یا بیعت تو ہوتے ہیں مگر انہیں بیعت کرنے کی اجازت شیخ کامل سے نہیں ہوتی، ایسے پیروں کی بیعت ہونا بیل سے دودھ یا بانجھ عورت سے بچہ مانگنے کے مترادف ہے۔یہاں مثال کے ساتھ اتصال سلسلہ کی وضاحت کی جاتی ہے۔

اللہ ورسول جل جلالہ، وصلی اللہ علیہ تعالےٰ علیہ وآلہ واصحابہ وبارک وسلم کی رحمت واسعہ اور بے پایاں کرم کے محتاج محمد اطہر نے قادری سلسلہ کی خلافت بغداد شریف (عراق) سے سجادہ نشین حضور سیدنا غوث اعظم عبدالقادر جیلانی رحمتہ اللہ علیہ حضرت شیخ العرب والعجم السید یوسف گیلانی دامت برکاتہم و فیوضہم العالیہ سے بوسیلہ سیّد احمد ظفر گیلانی پائی ہے۔انہوں نے فیض خلافت حاصل کیا اپنے چچازاد بھائی سیّد عاصم گیلانی القادری سے اوران کوانوار خلافت ان کے باپ نقیب السادۃ الاشراف فی دارالسلام السید عبدالرحمٰن المحض الگیلانی القادری سے ملے ان کو یہ روحانی منصب ملا ان کے باپ اور شیخ السیّد علی القادری الگیلانی سے ان کوعظمت خلافت ملی ان کے چچازاد سیّد عبدالقادر القادری سے انہیں فضیلت خلافت ملی ان کے والد سیّد ابوبکر القادری سے انہیں سرفرازی خلافت عطا ہوئی ان کے والد سیّد اسماعیل قادری سے جنہیں خلافت پر متمکن فرمایا ان کے والد سیّد عبدالوہاب نے۔انہوں نے امانت خلافت حاصل کی اپنے والد سیّد نورالدین سے۔ انہیں تاج خلافت پہنایا سیّد محمد درویش قادری نے جن کو رفعت خلافت سے نوازا ان کے والد سیّد حسام الدین القادری نے جن کوانعام خلافت بخشا ان کے چچازاد بھائی سیّد ابی بکر القادری نے جن کو زیر خلافت سے آراستہ کیا ان کے والد سیّد یحیٰی القادری نے جن کوانشراح خلافت ہوا انکے والد سیّد نورالدین القادری سے ان کو کرامت خلافت سے نوازا ان کے والد سیّد ولی الدین القادری نے جن کونورِ خلافت ملا ان کے والد سیّد زین الدین القادری سے۔جن کو اطلس خلافت پہنایا ان کے والد السیّد شرف الدین نے جنہیں لعل خلافت ملا ان کے والد السیّد شمس الدین سے جن کو اسرار خلافت سے آگاہی دی ان کے والد سیّد محمد الھتاک نے انہیں دستار خلافت عطا فرمائی ان کے والد شیخ السیّد عبدالعزیز القادری نے جن کو خلافت میں اولی الامر فرمایا ان کے والد قطب العارفین ومرشد السالکین و قدوۃ المشائخ الکاملین القندیل النورانی و الھیکل الصمدانی الغوث الاعظم سیدی الشیخ عبدالقادر الگیلانی قدس اللہ سرہٗ نور ضریحہ و

Marfat.com

رضی اللہ عنہ (م ۵۶۱ھ) نے جنہوں نے استبشار خلافت پائی ابی سعید المخزومی (م ۵۱۳ھ) سے، ان کو اشرف فرمایا خلافت سے ابی الحسن القرشی الھکاری (م ۴۸۶ھ) نے جنہیں اعزاز خلافت بخشا ابوالفرح الطرسوسی (م ۴۴۷ھ) نے جنہیں اقبال خلافت عطا ہوا ابی الفضل عبدالواحد التمیمی (م ۴۲۵ھ) سے جنہیں خلافت سے اسعد فرمایا ابوبکر شبلی (م ۳۳۴ھ) نے جنہیں خلافت اقدس سے نوازا الشیخ جنید بغدادی (م ۲۹۷ھ) نے جنہیں جوہر خلافت حاصل ہوا شیخ سری سقطی (م ۲۵۳ھ) سے جن کو اقتدار خلافت ملا الشیخ معروف کرخی (م ۲۲۰ھ) سے جنہیں انعام خلافت عطا ہوا السید امام علی بن موسیٰ رضا (م ۲۰۳ھ) سے جن کو باکمال فرمایا خلافت سے ان کے والد امام موسیٰ کاظم (م ۱۸۳ھ) نے جنہیں فیروز خلافت ملا ان کے والد امام جعفر صادق (م ۱۴۸ھ) سے جنہیں خلافت کے لیے اصطفا فرمایا ان کے والد امام محمد باقر (م ۱۱۴ھ) نے جنہوں نے امتعہ خلافت سمیٹی اپنے والد سیدنا امام زین العابدین (م ۸۳ھ) سے جنہوں نے شرف خلافت حاصل کیا اپنے والد سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ (م ۶۱ھ) سے جنہیں اطاق خلافت میں بٹھایا ان کے والد سیدنا علی المرتضیٰ (م ۴۰ھ) نے اور انہیں انتر خلافت ودیعت فرمائے سلطان الانبیاء فخر الرسل، معدن الجود والکرم سیدنا ومولانا محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو کائنات ارضی وسماوی میں سوائے اپنے رب کے کسی کے محتاج نہیں اور مصداق ہیں۔

وَاللّٰهُ مُعْطِي وَاَنَا قَاسِمٌ (اللہ تعالےٰ عطا فرماتا ہے اور میں تقسیم کرنے والا ہوں) کے اور......

پڑھے	نہ	لکھے	حضرت	والا
شاگرد	رشید	حق	تعالےٰ	

کی تصویر ہیں۔

جس کے ہاتھ پر بیعت کی جائے اس کا سلسلہ اس طرح حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچے کہ درمیان میں ایک بھی کڑی ٹوٹتی نہ ہو اگر خدانخواستہ مثلاً گیارہ واسطوں تک سلسلہ متصل ہو اور بارہویں واسطے پہ ٹوٹ جائے اس کے بعد تیرہ سے لے کر آخر تک بھی متصل ہو تو یہ سلسلہ منقطع ہوگا، متصل نہیں کہلائے گا۔ لہٰذا پیر سے لے کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم تک کڑی کے ساتھ کڑی ملی ہوئی ہونی چاہیے۔

(۲) عقیدہ اہلسنت والجماعت ہو

پیر صحیح العقیدہ اہل سنت والجماعت ہو۔ بد مذہب، گمراہ سے بیعت کرنا حرام ہے۔ آج کل

Marfat.com

کئی بے دینوں نے پیری مریدی کا جال بچھا رکھا ہے۔ان سے بچنا انتہائی ضروری ہے۔

اے بسا ابلیس آدم روئے ہست
پس بہر دستے نباید داد دست

''بہت سے شیطان انسانی شکل میں ہیں، پس ہر ہاتھ میں ہاتھ نہیں دینا چاہیے۔''

اور بعض بے دین خود کو اہل سنت ظاہر کر کے اپنے خود ساختہ عقائد پھیلانے میں شب و روز مصروف ہیں بلکہ خود کو نقشبندی، چشتی کہلوا کر بھی عوام الناس کو گمراہ کرنے کا دھندہ کرتے ہیں۔

اس لیے ہر اس شخص کو جو خود کو اہل سنت کہلوائے، اہل سنت سمجھنا بھی غلطی ہے۔اہل سنت وہ ہے جس کے عقائد قرآن وسنت کے عین مطابق ہیں اور مشائخ وعلماء اہل سنت، صوفیاء کرام اور صلحاَ امت کی کتب میں مذکور ہیں۔طریقت کے چار مشہور سلاسل نقشبندیہ، سہروردیہ، چشتیہ اور قادریہ کے سرخیل حضور سیدنا غوث الاعظم شیخ عبدالقادر جیلانی، حضرت بہاء الدین نقشبند ومجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی، حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی اور بہاء الدین زکریا، حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری و بابا فرید گنج شکر، شیخ محقق الشیخ عبدالحق محدث دہلوی، اعلیٰ حضرت عظیم البرکت امام اہل سنت الشاہ احمد رضا خان فاضل بریلوی، سید نعیم الدین مراد آبادی اور مفتی احمد یار خان رحمہ اللہ تعالےٰ علیہم کی تصنیفات وتالیفات سے اس سلسلہ میں رہنمائی لی جاسکتی ہے کہ انہی جیسی مقدس ہستیاں جماعت ناجیہ اہل سنت کے مقتداو پیشوا ہیں۔

خدا رحمت کنند ایں عاشقاں پاک طینت را

(۳) ضروریات دین کا عالم ہو

علم فقہ اس کی ضرورت کے قابل کافی ہو اور اہل سنت عقائد سے پورا واقف ہو، ضروری مسائل جانتا ہو اور کفر واسلام وضلالت وہدایت کے فرق کو خوب اچھی طرح سمجھتا ہو۔ورنہ بد مذہب ہونے کا خطرہ رہتا ہے۔اس لیے ایک پیر کے لیے علم کی شدید ضرورت ہے۔

اللہ تعالےٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے۔''اللہ تعالےٰ سے اس کے بندوں میں وہی ڈرتے ہیں جو علم والے ہیں۔''ایک اور مقام پر فرمایا۔''تم فرماؤ کیا علم والے اور بے علم برابر ہیں اور نصیحت تو وہی مانتے ہیں جو عقل والے ہیں۔''

حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں، جس شخص کے ساتھ اللہ تعالےٰ بھلائی کا ارادہ کرتا ہے اس کو دین کا فقیہ بناتا ہے اور میں تقسیم کرتا ہوں اور اللہ دیتا ہے۔ایک اور مقام پر ارشاد فرمایا۔انسان مرجاتا ہے تو اس کا عمل منقطع ہو جاتا ہے مگر تین چیزیں کہ مرنے کے بعد بھی یہ عمل ختم

Marfat.com

نہیں ہوتے، اس کے نامہ اعمال میں لکھے جاتے ہیں۔

(۱) صدقہ جاریہ، (۲) علم جس سے نفع حاصل کیا جاتا ہو اور (۳) اولاد صالح جو اس کے لیے دعا کرتی ہے۔

جامع مسجد دمشق میں ایک شخص حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور کہنے لگا، میں مدینہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ کے پاس ایک حدیث سننے کو آیا ہوں۔ حضرت ابو درداء نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا ہے کہ جو شخص علم کی طلب میں راستے پر چلے، اللہ تعالیٰ اس کو جنت کے راستے پر لے جاتا ہے اور طالب علم کی خوشنودی کے لیے فرشتے اپنے بازو بچھا دیتے ہیں اور عالم کے لیے آسمان والے اور زمین کے بسنے والے اور پانی کے اندر مچھلیاں یہ سب استغفار کرتے ہیں اور عالم کی فضیلت عابد پر ایسی ہے جیسے چودھویں رات کے چاند کو تمام ستاروں پر اور بے شک علماء وارث انبیاء ہیں۔ انبیاء نے اشرفی اور روپیہ کا وارث نہیں کیا، انہوں نے علم کا وارث کیا پس جس نے علم کو لیا اس نے پورا حصہ لیا۔

علماء کی سیاہی شہید کے خون سے تولی جائے گی اور اس پر غالب ہو جائے گی۔

عالم ربانی کی پہچان

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، ہر ایک عالم کے پاس مت بیٹھو بلکہ اس عالم کے پاس بیٹھو کہ پانچ امور سے دوسری پانچ چیزوں کی طرف بلاوے۔

(۱) شک سے یقین کی جانب

(۲) ریا سے اخلاص کی جانب

(۳) دنیا سے آخرت کی جانب

(۴) تکبر سے تواضع کی جانب ... اور

(۵) عداوت سے خیر خواہی کی جانب

یہاں عالم کے اوصاف کا تذکرہ فرما کر اس حقیقت کو بھی آشکارا کر دیا کہ ہر عالم، عالم ربانی نہیں ہوتا اس لیے جہاں عالم ربانی کے خصائص ومناقب اور عظمت سے آشنا کیا گیا وہاں علماء سوء کی مذمت بھی زوردار طریقہ سے کی گئی ہے۔ فرمایا، قیامت کے دن بے عمل عالم کو آگ میں ڈالا جائے گا اور اس کی آنتیں نکل پڑیں گی پس ان کو لیے ایسے گھومے گا جیسے گدھا چکی کو لیے گھومتا ہے اور دوزخی اس کے گرد ہوں گے اور پوچھیں گے تیرا کیا حال ہے؟ وہ کہے گا، غیر کو کہتا تھا اور خود عمل

Marfat.com

نہیں کرتا تھا۔

اوہ بندے نیں نال گناہواں اپنے آپ نوں بھر دے
دوسریاں نوں اوہ گل کہن جہڑی خود نہیں کردے

حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ میری امت میں کچھ لوگ قرآن پڑھیں گے اور کہیں گے کہ ہم امراء کے پاس جا کر وہاں سے دنیا حاصل کر لیں اور اپنے دین کو ان سے بچائے رکھیں گے مگر ایسا نہیں ہوگا۔ جس طرح قتاد (کانٹے دار درخت) سے سوائے کانٹے کے کچھ حاصل نہیں ہوتا اس طرح امراء کے قرب سے سوا خطا کے کچھ حاصل نہیں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام فرماتے ہیں علماء بد کی مثال ایسی ہے جیسے کوئی پتھر نہر کے منہ پر رکھ دیا جائے کہ نہ وہ خود پانی پیوے اور نہ آگے جانے دے کہ کوئی اور کھیتی سیراب ہو سکے۔ یاد رکھیں منبر پر چڑھ کر وعظ ونصیحت کرنا انبیاء علیہم السلام کی سنت ہے۔ اور اگر تذکیر و وعظ سے مال و جاہ مقصود ہو تو یہ یہود و نصاریٰ کا طریقہ ہے۔

علم اور اسکے مطابق عبادت دو ایسے کمال ہیں کہ مُصنفین کی تصنیفات، واعظین کے وعظ اس علم وعمل میں کمال حاصل کرنے کے لیے ہیں۔ بلکہ انبیاء کرام کی آمد اور آسمانی کتابوں کا نزول بھی اس ارفع مقصد کے حصول کے لیے ہوا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

''میں نے انسانوں اور جنوں کو صرف اپنی عبادت کے لیے پیدا کیا ہے۔''

اس آیت سے معلوم ہوا کہ بندے پر اپنے رب کی بندگی لازم ہے تو اس علم وعبادت کو ہی سب سے زیادہ عظمت والی چیز تصور کرنا چاہیے۔ ان دو کے سوا جو کچھ دنیا میں ہے سب باطل ہے کہ اس میں کوئی بھلائی نہیں۔

جب تیرے علم میں علم وعبادت کی افادیت واہمیت آ گئی تو اب یہ بات سمجھ کہ علم عبادت سے افضل واشرف ہے اس لیے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ''عالم کی طرف ایک بار نظر میرے نزدیک سو برس روزے رکھنے اور سو برس رات کو نوافل پڑھنے سے بہتر ہے۔'' ایک اور جگہ فرمایا ''کیا میں تمہیں سب سے زیادہ بلند مرتبہ اشخاص نہ بتاؤں؟'' صحابہ نے عرض کیا۔ ''یا رسول اللہ بتائیے'' تو آپ نے فرمایا۔ ''وہ میرے لیے امت کے علماء ہیں۔'' نیز فرمایا۔ ''زاہد و عابد عالم کی دو رکعات نماز اللہ تعالیٰ کے ہاں تکلف سے عبادت کرنے والوں کی قیامت تک کی عبادت سے افضل و اعلیٰ ہے۔ چنانچہ اس سلسلہ میں سب سے پہلی اور ضروری چیز شریعت کے علم کا حصول ہے۔

Marfat.com

اور سیدنا حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا۔ ''میں اس بات کو پسند نہیں کرتا کہ نابالغی میں ہی فوت ہو جاتا اور جنت میں داخل کر دیا جاتا اور بڑا ہو کر خدا کی معرفت حاصل نہ کرتا۔ اور یہ اس لیے کہ جس کو اللہ تعالیٰ کی معرفت زیادہ ہوگی اس میں خدا کا خوف بھی زیادہ ہوگا اور جس کو خوف زیادہ ہوگا وہ عبادت بھی زیادہ کرے گا۔ اور جو عبادت زیادہ کرے گا اس کا تعلق بھی اللہ کے ساتھ زیادہ خالص ہوگا۔

سچ فرمایا سلطان العارفین نے۔

الف اللہ پڑھیا پڑھ حافظ ہویوں ناں گیا حجابوں پردا ہو
پڑھ پڑھ عالم فاضل ہویوں بھی طالب ہویوں زر دا ہو
سے ہزار کتاباں پڑھیاں پر ظالم نفس نہ مردا ہو
باجھ فقیراں کسے نہ ماریا باہو ایہ چور اندر دا ہو

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، علم شریف کی شرافت میں اضافہ کرتا ہے اور کمینے کی کمینگی میں اضافہ کرتا ہے۔ نیز مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں، علم اگر تن پر اثر کرے تو بار ہوتا ہے اور اگر من پر اثر کرے تو مددگار ہوتا ہے۔

آج کل اکثر وعظ کہنے میں بے اصل باتیں بیان کی جاتی ہیں۔ الا ماشاء اللہ! احادیث میں اپنی طرف سے جملے ملا دینا یا ان میں کمی کر دینا جس سے حدیث کے معنی بگڑ جائیں۔ مجمع پر اثر ڈالنے کے لیے فضول قصہ گوئی وغیرہ یہ سب ممنوع ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ ایسے قصہ گو واعظوں کو مسجد نبوی سے دھکے دے کر نکال دیتے تھے۔

علماء ربانی کے حق میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالےٰ ان کو رنج سے بچائے گا اور ان کو ایسی جگہ سے روزی پہنچائے گا کہ جہاں سے اس کو گمان بھی نہ ہو۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے اپنے غلام کو ارشاد فرمایا، اے میل علم مال سے بہتر ہے۔ علم تیری حفاظت کرتا ہے اور تو مال کی۔

علم حاکم ہے اور مال اس کے تابع۔ مال خرچ کرنے سے کم ہوتا ہے اور علم خرچ کرنے سے بڑھتا ہے۔

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ ''پیر ناقص اپنی خواہش نفس کا تابع اور پیروکار ہوتا ہے اور جس چیز میں ہوائے نفس اور خواہش کی آمیزش ہو، وہ موثر نہیں ہو سکتی اور اگر اثر کرے گی بھی تو خواہش نفس کی ہی معاونت کرے گی تو اس طرح تاریکی پر تاریکی میں اضافہ ہو

Marfat.com

گا۔ دوسری خرابی یہ ہے کہ پیر ناقص اللہ سبحانہ وتعالےٰ تک پہنچانے والے راستوں اور نہ پہنچانے والے راستوں میں تمیز وفرق نہیں کر سکتا کیونکہ وہ خود اب تک غیر واصل ہے تو طالب کو بھی گمراہی میں ڈال دے گا جس طرح خود گمراہی میں پڑا ہوا ہے۔

دل کی بیماریوں کا علاج انہی معجونوں سے ہوتا ہے جو شریعت کے دوا خانے سے ملتی ہیں۔ اور مرشد کامل حکیم کی مثل ہے۔ اگر بیماری اور اس کے علاج کو نہیں جانتا تو ہلاکت کا خدشہ ہوتا ہے۔''

فاسق معلن نہ ہو

کبیرہ گناہوں سے بچنے والا ہو اور اعلانیہ فسق وفجور میں مبتلا نہ ہو۔ کیونکہ پیر قابل احترام ہوتا ہے اور فاسق کی توہین کرنا واجب ہوتی ہے لہٰذا سنت مصطفوی صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق زندگی بسر کرنے والا ہو۔ شیطان کی مکاریوں اور نفس کے فسادات سے آگاہ ہو اور خود ان سے بچتے ہوئے اپنے مریدوں کو بھی ان سے بچانے کی کوشش کرے۔ متوسلین پر شفقت رکھتے ہوئے ان کے عیوب پر مطلع کرے اور ان کا علاج بتائے جو مشکلات اس راہ میں پیش آئیں، حل فرمائے۔

دور حاضر میں کئی ملنگ بھنگی چرسی افیونی اور تارک قرآن وسنت قسم کے لوگ پیری کے روپ میں سادہ لوح مسلمانوں کو دھوکہ دے رہے ہیں۔ ایسے لوگوں کو پیر سمجھنا تو درکنار یہ لوگ تو خود فاسق وفاجر ہیں، مرشد یا پیر کس طرح ہو سکتے ہیں۔ یہ لوگ شیطان کے خاص چیلے ہیں۔ جن سے وہ اپنی منشا کے مطابق لوگوں کی گمراہی اور بے راہروی کا کام لیتا ہے۔

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ ''وہ گمان رکھتے ہیں کہ کسی قابل قدر چیز پر ہیں، سن لو یہی جھوٹے ہیں۔ ابلیس ان پر غالب آ گیا ہے اس نے انہیں اللہ کی یاد بھلا دی ہے۔ یہی ابلیس کا گروہ ہے۔ سن لو ابلیس کا گروہ ہی خسارے میں ہے۔''

کار شیطاں مے کنند نامش ولی
گر ولی ایں است لعنت بر ولی

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ اکابرین میں سے کسی نے دیکھا کہ شیطان لعین فارغ بیٹھا ہے اور گمراہ کرنے اور دلوں کو بہکانے سے بے فکر ہے۔ اس بزرگ نے اس لعین سے فارغ بیٹھنے کا راز پوچھا تو شیطان نے جواب دیا کہ علماء سو (نام نہاد پیر ومرشد اور دنیا دار) اس وقت میرے کام میں میری زبردست مدد کر رہے ہیں اور انہوں نے مجھے اس مہم سے فارغ کیا ہوا ہے۔

Marfat.com

علامہ اقبال فرماتے ہیں۔

لباس خضر میں یاں سینکڑوں راہزن بھی پھرتے ہیں
اگر زندہ رہنا ہے تو کچھ پہچان پیدا کر

بعض سادہ لوح مسلمان اس طرح بھی دھوکہ کھا جاتے ہیں کہ فلاں عامل کے پاس کئی بیمار لوگ آتے ہیں ان کو صحت یابی حاصل ہو جاتی ہے۔ یاد رکھیں ایسی صحت یابی تو کئی غیر مسلم ڈاکٹروں اور حکیموں کے ذریعے بھی حاصل ہو جاتی ہے تو کیا ایک مسلمان خدانخواستہ اس غیر مسلم کو پیر و مرشد سمجھ لے گا۔ فیا للعجب۔ لہٰذا ایسے لوگوں سے التماس ہے کہ خدا اور رسول کے واسطے مخلوق خدا کو دھوکہ نہ دیں کل اللہ تعالےٰ کے حضور حاضر ہو کر جواب دہ ہونا پڑے گا تو پھر کیا منہ دکھائیں گے۔

جب سر محشر وہ پوچھیں گے بلا کے سامنے
کیا جواب جرم دو گے تم خدا کے سامنے

ان میں بعض ایسے بھی ہیں جو دھڑلے سے کہتے ہیں، ہم تو پہنچے ہوئے ہیں اور دل کی نماز پڑھتے ہیں۔ اور گناہ ہمارا کچھ نقصان نہیں کرتے۔ انہیں کہو واقعی تم پہنچے ہوئے ہو لیکن کہاں؟ جہنم میں۔ ان کا یہ دعویٰ انتہائی تکبر کی علامت ہے۔ کیا یہ لوگ اللہ تعالےٰ کے نبیوں سے بھی بڑھ گئے ہیں جو ایک غلطی یا لغزش (جس کو غلطی کہنا بھی غلطی ہے) کی وجہ سے کئی کئی سال روتے رہتے اور توبہ کرتے رہتے تھے۔ بڑے بڑے صحابہ چھوٹے چھوٹے گناہوں سے پرہیز کرتے تھے بلکہ شبہ کے خوف سے کئی حلال چیزوں سے بھاگتے تھے اور یہ احمق اور کم بخت تارک نماز و روزہ اور منکر حج و زکوٰۃ و سنت ہو کر پیری کا دعویٰ رکھتا ہے، یہ انتہائی درجے کی حماقت اور بیوقوفی ہے۔ عوام الناس کو چاہیے کہ ایسے شعبدہ بازوں سے ہمیشہ دور رہیں۔ یہ پیری کے روپ میں شیطان کی عیاریاں اور مکاریاں پھیلانے کا مکروہ دھندہ کر رہے ہیں۔ اس سلسلہ میں معیار یہی ہونا چاہیے کہ

اک ہتھ وچ رسول دی سنت دوجے ہتھ قرآن
سدھی سادی ایہو ہوندی مرشد دی پہچان

اکثر علماء کے نزدیک داڑھی منڈوانے والا بھی اعلانیہ گناہ کا ارتکاب کرتا ہے لہٰذا یہ بھی فاسق معلن ہے۔

داڑھی منڈوانے کی ممانعت

بخاری شریف و دیگر کتب احادیث میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما راوی ہیں کہ حضور

Marfat.com

پر نور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ''مشرکوں کا خلاف کرو مونچھیں خوب پست اور داڑھیاں کثیر و وافر رکھو۔''

ایک مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں سگ ایران خسرو پرویز کے حکم سے دو افراد مدینہ طیبہ میں آئے۔ یہ دونوں داڑھیاں منڈائے اور مونچھیں بڑھائے ہوئے تھے۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کی طرف دیکھنے سے نفرت ہوئی۔ آپ نے فرمایا تمہاری خرابی ہو تمہیں کس نے اس کا حکم دیا ہے؟ وہ بولے، ہمارے رب خسرو پرویز خبیث نے۔ آپ نے فرمایا، مگر مجھے تو میرے رب نے داڑھی بڑھانے اور لبیں تراشنے کا حکم دیا ہے۔

یہاں قابل غور بات یہ ہے کہ وہ لوگ مسلمان نہیں تھے اور نہ ہی احکام اسلام سے آگاہ تھے تو جب ان کی صورت سے کراہت فرمائی تو جو مسلمان جان بوجھ کر مجوسیوں جیسی شکل بنائے وہ کس قدر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بیزاری کا سبب ہوگا۔ آدمی جس حال پہ مرتا ہے اسی حال پر اٹھتا ہے۔ اگر روز قیامت حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ مجوس کی صورت دیکھ کر نگاہ فرمانے سے کراہت فرمائی تو تیرا ٹھکانہ کہاں ہوگا؟ اللہ کی پناہ اس گھڑی سے کہ پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نظر کرم فرمانے سے نفرت کریں۔ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے غلام ابن ثابت کو فرمایا کہ تو میرے بعد لمبی عمر پائے گا۔ لوگوں کو خبر دینا کہ جس نے داڑھی منڈائی تو بیشک محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس سے بیزار ہیں۔

علماء و محققین نے فقہ کی کتب میں اتفاق رائے سے فرمایا ہے کہ جب داڑھی ایک مشت سے کم ہو تو اس میں کچھ لینا جس طرح بعض مغربی اور زنانے کرتے ہیں یہ کسی کے نزدیک حلال نہیں اور سب لے لینا ایرانی مجوسیوں، یہودیوں، ہندوؤں اور بعض فرنگیوں کا فعل ہے۔ لہٰذا داڑھی مونڈنے والے کو سزا دی جائے کہ وہ فعل حرام کا مرتکب ہوا۔

داڑھی منڈانا عورتوں کی سی شکل اختیار کرنا اور ان سے تشبہ پیدا کرنا ہے۔ اور مرد کو عورت، عورت کو مرد سے لباس، وضع چال ڈھال میں بھی تشبیہ حرام ہے تو پھر خاص صورت اور بدن میں کتنا سخت حرام ہوگا۔ اس لیے عورت کو سر کے بال اور مرد کو داڑھی کا قطع کرنا حرام ہے کہ اس میں ایک دوسرے سے تشبیہ ہے لہٰذا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ''اللہ کی لعنت ان مردوں پر جو عورتوں کی وضع بنائیں اور ان عورتوں پر جو مردوں کی وضع بنائیں۔''

شریح رضی اللہ عنہ جنہیں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اپنے دور میں قاضی بنایا اور حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے نہ صرف انہیں عہد قضا پر برقرار رکھا بلکہ فتاویٰ میں ان سے رائے

Marfat.com

لیتے تھے، ان کی داڑھی خلقتاً نہیں تھی، وہ فرمایا کرتے تھے مجھے آرزو ہے کاش دس ہزار دے کر داڑھی مل جاتی۔

فی زمانہ بعض جاہلوں کا خیال ہے کہ اگر داڑھی رکھی جائے تو سنت کا ثواب ہے اور اگر نہ رکھی جائے تو بندہ اس ثواب سے محروم ہو جاتا ہے۔ یہ نظریہ قطعاً باطل اور غلط ہے۔ ویسے تو سنت موکدہ کا متواتر تارک بھی سخت گنہگار ہے اور گناہ کبیرہ کا ارتکاب کرتا ہے مگر داڑھی تو بعض علماء کے نزدیک واجب ہے۔

تفصیلات کے لیے اعلیٰ حضرت مجدد دین وملت الشاہ احمد رضا خان بریلوی کے رسالہ "لمعة الضحی فی اعفاء اللحی" کا مطالعہ فرمائیں جو فتاویٰ رضویہ جلد دہم میں بھی موجود ہے۔ آپ نے اٹھارہ آیتوں، ۷۲ حدیثوں اور ساٹھ ارشادات علماء جملہ ڈیڑھ سو نصوص سے داڑھی کی اہمیت کو واضح فرمایا ہے۔ لہٰذا مسند ہدایت پر بیٹھنے والے شیخ یا پیر و مرشد کے لیے ہی ضروری نہیں کہ داڑھی بڑھائے بلکہ ہر مرید قادری کے چہرے پر سرکار کی یہ سنت بالضرور ہونی چاہیے۔

اے عزیز جب تجھے معلوم ہو گیا کہ کامیاب زندگی کے لیے مرشد کامل کی بیعت ضروری ہے اور مرشد کامل کی شرائط کیا ہیں، تو اب ایسے پیر کامل سے انوار و برکات اور اخذ فیض کے لیے درج ذیل آداب کو ملحوظ خاطر رکھنا تیرے لیے ضروری ہے۔

آداب پیر کامل

۱۔ شیخ کامل کے اوصاف حمیدہ اور باطنی کمالات کا اعتراف کرتے ہوئے اس سے ایسی محبت کرنا کہ جس کا ادنیٰ درجہ یہ ہو:

نہ غرض کسی سے نہ واسطہ مجھے کام اپنے ہی کام سے
تیرے ذکر سے تیرے فکر سے تیری یاد سے تیرے نام سے

اور اعلیٰ درجہ یہ ہو کہ تو اس محبت میں خود کو اتنا کمتر سمجھے کہ یہ خیال کرے کہ میں نے محبت کا دعویٰ کر کے اس ہستی کی توہین کی ہے۔ یعنی میں اس قابل نہیں کہ ان سے محبت کا دعویٰ بھی کر سکوں۔ جب تک پیر سے ایسی عقیدت و محبت نہ ہوگی، فیض سے محروم رہے گا۔

۲۔ مرشد کامل کو نائب پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم تصور کرے اور ہمیشہ باادب رہے۔ ادب کا مطلب ہے کسی کے حقوق اور مقام و مرتبہ کو ملحوظ رکھنا۔ چونکہ پیر کامل سے عرفان و یقین ایسی نعمتیں ملتی ہیں لہٰذا اس کے حقوق سب سے بالاتر سمجھے۔

Marfat.com

۳۔حصول فیض کی تیسری شرط اطاعت ہے۔یعنی مرشد کے احکام اور نصیحتوں پر بہ دل وجان عمل پیرا ہو۔اس سلسلہ میں یاد رکھے کہ جو مرید فاصلہ کے لحاظ سے پیر سے دور ہے مگر اس کے فرمان پر قائم ہے وہ دور نہیں بلکہ قریب ہے اور جو اپنے مرشد کے حکم کو نہیں مانتا تو عیاذ باللہ گو اس کا مکان بہت قریب ہو مگر وہ اتنا دور ہے جتنا مشرق سے مغرب۔

۴۔مرشد کی ظاہری حیثیت اور پیشہ وغیرہ پر نظر نہ رکھے بلکہ باطنی اور روحانی فیضان پر نظر رکھے جو اللہ تعالٰی نے اس کو عطا کیا ہوا ہے۔

۵۔مرشد کو اپنے حق میں سب سے زیادہ نفع اور فائدہ پہنچانے والا سمجھے بلکہ اگر کسی دوسرے وسیلے سے کوئی نعمت میسر بھی ہو جائے تو شیخ کامل ہی کا فیض سمجھے۔ہرجائی نہ بنے، ورنہ محروم رہے گا۔

کاسہ غیر کو اور منہ سے لگاؤں "توبہ"
شان پہچانتا ہوں یار کے پیمانے کی

اس سلسلہ میں حضرت یحیٰی منیری رحمۃ اللہ علیہ کے مرید کی یہ حکایت پیش نظر رہے کہ جو دریا میں ڈوب رہا تھا حضرت خضر علیہ السلام نے فرمایا، میرے ہاتھ میں ہاتھ دے کہ میں تجھے پار لگا دوں، مرید کہتا ہے حضور یہ ہاتھ میں نے یحیٰی منیری کے ہاتھ میں دیا ہوا ہے۔آپ کو کیسے دے دوں۔فوراً حضرت یحیٰی منیری رحمۃ اللہ علیہ ظاہر ہوئے اور ہاتھ پکڑ کر پار لگا دیا۔فرمایا جس نے ارادت کا ادب سیکھنا ہو اس مرید سے سیکھ لے۔سچ ہے:

اے سجدہ فروش کوئے بتاں ہر سر کے لیے اک چوکھٹ ہے
یہ بھی کیا شان عشق ہوئی جس در پہ گئے سر پھوڑ لیا

۶۔حسب توفیق جان و مال سے پیر کی خدمت کرے اور اس پر احسان نہ جتلائے بلکہ یہ سمجھے کہ پیر نے احسان فرما کر خدمت کا شرف بخشا۔اور اس تمام خدمت میں اخلاص ہو کسی بھی قسم کا طمع یا لالچ دل میں نہیں آنا چاہیے۔

۷۔مرشد کی خدمت میں ہمہ تن اس کی طرف متوجہ رہے یہاں تک کہ فرض و سنت کے سوا نفل نماز یا وظیفہ وغیرہ بغیر اجازت نہ پڑھے۔

فقر خواہی آں بصحبت قائم است
نہ زبانت کار می آید نہ دست

"اگر تو باطنی دولت حاصل کرنا چاہتا ہے تو وہ کاملین کی صحبت سے میسر آتی ہے نہ تیری زبان سے یہ کام ہوگا نہ ہاتھ سے۔"

Marfat.com

بغیر اجازت کلام نہ کرے، گفتگو نرمی سے اور اپنی آواز کو مرشد کی آواز سے بلند نہ کرے اور شیخ کامل کے ارشادات کو نہایت غور سے سنے۔

۸۔ مرشد کی نشست گاہ پر بیٹھنے سے پرہیز کرے اور مصلہ پر پاؤں نہ رکھے۔ جس جگہ مرشد بیٹھا ہو اس طرف پاؤں نہ پھیلائے اور نہ اس طرف منہ کر کے تھوکے۔

۹۔ مرشد کے آگے نہ چلے اور پیچھے چلنے میں شرم محسوس نہ کرے بلکہ سعادت سمجھے۔

۱۰۔ مرشد کے روبرو اور پس پشت یکساں رہے۔ اپنا ظاہر و باطن ایک ہی حالت میں ہو۔ یعنی دل اور زبان میں فرق نہیں ہونا چاہیے۔

۱۱۔ مرشد کے اقوال و افعال کو راست اور صحیح جانے۔ اگر کوئی بات سمجھ نہ آئے تو حضرت موسیٰ اور خضر علیہما السلام کا قصہ پیش نظر رکھے۔

ظن نیکو بر بر اخوان صفا
گرچہ آید ظاہر ایشاں جفا

حق تعالیٰ کے خاص بندوں کے ساتھ نیک گمان رکھو اگرچہ بظاہر ان کی بات تمہیں جفا معلوم ہو۔ ہوسکتا ہے اس قہر میں مہر پوشیدہ ہو۔ مگر یہ اس کامل مرشد کے لیے ہے جس کے اوصاف پہلے بیان ہو چکے ہیں، فاسق و فاجر اور جس کی عادت ہی خلاف شرع ہو وہاں تاویل نہیں ہوسکتی۔

۱۲۔ مرشد کے روبرو بیہودہ گفتگو نہ کرے اور نہ ہی کسی کی عزت نفس مجروح کرنے کے لیے غیبت یا عیب بیان کرے اور لایعنی باتوں میں بھی وقت ضائع کرنے سے پرہیز کرے۔

۱۳۔ مرشد کے قرابت داروں اور عزیزوں سے بھی محبت رکھے۔ اس کے دوستوں، محبوں، پیر بھائیوں اور طالبوں کی رعایت کرے۔

۱۴۔ اپنے احوال باطنی (اچھے ہوں یا برے) مرشد کے سامنے بیان کرے تاکہ وہ طبیب روحانی اصلاح و فلاح کی تدبیر کرے۔

۱۵۔ جو وظائف مرشد تعلیم فرمائے اسی کو اپنا معمول بنائے۔ از خود کتابوں سے پڑھ کر یا کسی کے بتائے ہوئے اوراد نہ پڑھے اور اگر پڑھنا چاہے تو اجازت شیخ سے پڑھے۔

۱۶۔ مرشد کا کلام دوسروں کے سامنے اس قدر بیان کرے جس کو وہ سمجھ سکیں۔ بعض وہ باتیں جو عام لوگوں کی سمجھ سے بالا ہوں، ہرگز بیان نہ کرے۔ کیونکہ بعض باتیں خاص لوگوں کے لیے ہوتی ہیں۔

۱۷۔ اگر کوئی مرتبہ یا منصب عنایت ہو تو خالص اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے قبول کرے۔ دل میں

Marfat.com

کوئی دنیاوی خیال نہ لائے۔

۱۸۔ اپنے مرشد کی اجازت کے بغیر کسی دوسرے پیر کی طرف بیعت کرنے کی غرض سے رجوع نہ کرے، ورنہ محروم رہے گا۔

۱۹۔ خواب میں جو کچھ دیکھے، مرشد کی خدمت میں عرض کر دے، وہ تعبیر بتا دیں تو فبہا، ورنہ خاموش رہے۔

۲۰۔ مرشد کی حیات میں اس کے لیے بلندی درجات کی دعا کرے، اور بعد از وفات دعائے مغفرت اور ایصال ثواب کرتا رہے کہ روحانی تعلق قائم رہے۔

تصور مرشد

دل میں ہو یاد تیری اور گوشہ تنہائی ہو
پھر تو خلوت میں عجب انجمن آرائی ہو

کی کیفیت کے ساتھ تنہائی میں جہاں کسی بھی قسم کی آواز نہ آ رہی ہو، اپنے مرشد کا تصور دل میں جما کر پورے خشوع و خضوع سے اپنے آپ کو مرشد کی بارگاہ میں جانے اور یہ خیال دل میں پختہ کرے کہ سرکار رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم سے انوار و فیوض مرشد کے قلب پر فائز ہو رہے ہیں اور میرا قلب مرشد کے قلب کے نیچے بحالت ملتجی و سوالی یا دریوزہ گری لگا ہوا ہے۔ اس میں سے انوار و فیوض ابل ابل کر میرے دل میں آ رہے ہیں۔ اس تصور کو بڑھاتے رہیے۔ یہاں تک کہ جم جائے اور تکلف کی حالت نہ رہے اور فنافی الشیخ کے مرتبہ پر فائز ہو جائے۔ جب اس مرتبہ پر پہنچ جائے تو پھر مرشد کامل اپنے مرید صادق کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں پہنچا دیتا ہے اور سرکار پھر اسے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں رسائی کے قابل کر کے قرب الٰہی پر فائز فرما دیتے ہیں۔

تنہائی میں تصور شیخ کی مشق از حد ضروری ہے۔ لیکن اگر کبھی مجمع میں ہو تو پھر بھی اس کی حالت اسی مرکزی نقطہ کی کیفیت کو ظاہر کرنے والی ہو۔

سارا عالم ہو مگر دیدۂ دل دیکھے تمہیں
انجمن گرم ہو اور لذت تنہائی ہو

گویا خلوت میں جلوت اور جلوت میں خلوت کا معاملہ ہر حال میں ہو۔

درج بالا آداب کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے پیر کامل کی صحبت کو تمام فوائد سے بڑھ کر فائدہ یقین کرے اور پھر اول شریعت مصطفوی صلی اللہ علیہ وسلم کا دامن مضبوطی سے تھام لے۔ شرعی احکام

Marfat.com

سے آگاہی کے لیے ''بہار شریعت'' مصنفہ مولانا امجد علی اعظمی رحمۃ اللہ علیہ یا ''ہمارا اسلام'' مفتی خلیل احمد خاں برکاتی صاحب آپ کے زیر مطالعہ رہنی چاہیے۔

اے عزیز مرید صادق! مرشد کامل کی ضرورت اور خصائص نیز آداب مرشد سے تجھے آگاہی حاصل ہوئی۔ اب حصول فیض کے لیے اپنے آپ کو مرشد کے ہاتھ پر بیع کر دے یوں کہ جس طرح غسل دینے والے کے ہاتھوں میں مردہ ہوتا ہے کہ مردہ کی کوئی مرضی اور خواہش نہیں ہوتی وہ مکمل طور پر غسال کے رحم وکرم پر ہوتا ہے۔

مکتب عشق میں گئے درس مقام فنا لیا

جو لکھا پڑھا تھا نیاز نے وہ صاف دل سے بھلا دیا

کی کیفیت جب تیرے ظاہر و باطن پر وارد ہو جائے گی تو پھر مرشد کامل تجھے خود شناسی اور خدا شناسی کے راستے پر گامزن کر دے گا۔ جو تیرا مقصد تخلیق ہے۔ لہٰذا اے مرید غور کر اور انتہائی تدبر و تفکر کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا فرمان سن......

قرآن مجید میں ہے۔ ''اور نہیں پیدا کیا ہم نے جنوں اور انسانوں کو مگر اپنی عبادت کے لیے۔''

عبادت کی افادیت اگلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں۔

☆☆☆☆☆☆☆

جس شخص میں بارہ خصلتیں نہ پائی جائیں اسے ولائت کی مسند پر سجادہ نشین ہونا جائز نہیں۔

اول دو خصلتیں اللہ تعالیٰ سے سیکھے، عیب پوشی و رحم دلی اور دو خصلتیں جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم سے سیکھے شفقت، رفاقت۔ دو خصلتیں ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے سیکھے راستی اور راستگوئی۔ دو خصلتیں جناب عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے سیکھے ہر ایک کو نیک بات بتلانا اور برائی سے روکنا۔ دو خصلتیں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے سیکھے کھانا کھلانا اور شب بیداری اور دو خصلتیں شیر خدا حضرت علی رضی اللہ عنہ سے سیکھے علم حاصل کرنا اور شجاعت۔

Marfat.com

افادیت عبادت اور اُس کے ارکان

حق تعالیٰ کی عبادت اور معرفت ہی شرف انسانی اور سعادت ہے۔ اور یہ عبادت و معرفت چار ارکان سے حاصل ہوتی ہے۔ پہلا رکن یہ ہے کہ ظاہر کو عبادت سے آراستہ کیا جائے۔ یہ رکن عبادات کہلاتا ہے۔ دوسرا رکن یہ ہے کہ اپنی زندگی اور حرکات و سکنات کو ادب کے ساتھ رکھے۔ یہ رکن معاملات کہلاتا ہے۔ تیسرا رکن یہ ہے کہ تو اپنے دل کو برے اخلاق سے پاک رکھے۔ یہ مہلکات ہے اور چوتھا رکن یہ ہے کہ تو اپنے قلب کو اچھے اخلاق سے آراستہ کرے اور یہ رکن منجیات کہلاتا ہے۔

اب پوری توجہ اور انہماک، خشوع و خضوع اور انتہائی دلجمعی کے ساتھ اس کی تفصیل کو پڑھ۔

سب سے پہلے بندے کو رب کی عبادت کی طرف جو چیز متوجہ کرتی ہے وہ اللہ کی طرف سے بندہ کے دل میں عبادت کا خیال اور اسکی طرف سے نیک اعمال کی توفیق ہے۔ رب تعالیٰ کے اس قول میں اسی توفیق و خیال کی طرف اشارہ ہے۔ رب تعالیٰ کا ارشاد ہے: ''خدا تعالیٰ نے جس کا سینہ اسلام کے لیے کھول دیا ہو اس میں خدا کا ایک نور پیدا ہو جاتا ہے۔''

اور حضور پرنور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اپنے ارشاد میں اسی کی طرف اشارہ فرمایا ہے۔ ''جب بندہ کے دل میں خدا تعالیٰ کا نور داخل ہوتا ہے تو دل میں وسعت اور انشراح پیدا ہو جاتا ہے۔''

صحابہ کرام نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا، یا رسول اللہ! اس نور اور خیال کے بندہ میں آنے کی کیا علامت ہے؟ تو آپ نے جواب دیا۔ ''اس فانی دنیا سے کنارہ کشی، آخرت کی طرف رجوع، موت آنے سے پہلے موت کی تیاری۔''

عبادت کی دو اقسام ہیں۔ ایک مامورات (جن کے کرنے کا حکم ہے۔ دوسرے منہیات (یعنی وہ چیزیں جن سے بچنا ضروری ہے) اور مامورات کے بجالانے اور منہیات سے اجتناب کے مجموعے کا نام تقویٰ ہے۔

لیکن منہیات سے بچنا ہر حال میں بندے کے لیے افضل، زیادہ باعث حفاظت، زیادہ بہتر اور اعلیٰ ہے۔ مامورات کے مقابلے میں اس پہلو کی اہمیت زیادہ ہے۔ اسی لیے مجاہدہ اور ریاضت کے مبتدی شروع شروع میں مامورات پر زیادہ زور دیتے ہیں۔ وہ دن کو روزہ سے ہوتے ہیں اور

Marfat.com

رات کو نوافل میں کھڑے رہتے ہیں، وغیر ذلک۔

اور منتہی و اہل بصیرت حضرات منہیات سے اجتناب کی زیادہ پابندی کرتے ہیں۔ چنانچہ وہ اپنے دلوں کو غیر اللہ کے خیال سے محفوظ رکھنے کی کوشش کرتے ہیں، اپنے شکموں کو ضرورت سے زائد خوراک سے محفوظ رکھتے ہیں، اپنی زبانوں کو لغویات اور بیہودہ گفتگو سے بچاتے ہیں، اور اپنی نظروں کو لایعنی چیزوں سے بچاتے ہیں۔

نماز، روزہ اور صدقہ کی روح

روایت ہے کہ عابد ثانی نے یونس عابد کو کہا (اور ان عابدوں کی کل تعداد سات تھی) کہ "اے یونس! بعض لوگ وہ ہیں جن کو سب سے زیادہ پیار نمازوں سے ہے۔ چنانچہ وہ نماز پر کسی اور عمل کو ترجیح نہیں دیتے۔ وہ عبادت کے ستون ہیں۔ وہ پوری طرح صدق و توکل پر قائم رہتے ہیں اور ہر وقت دربار خداوندی میں تضرع و دعا میں مشغول رہتے ہیں۔ اور بعض وہ ہیں جنہیں سب سے زیادہ روزہ سے محبت ہے۔ چنانچہ وہ روزہ پر کسی اور عمل کو ترجیح نہیں دیتے۔ اور بعض وہ ہیں جو صدقہ کو سب سے زیادہ عزیز خیال کرتے ہیں۔ اے یونس! میں تجھے ان تینوں نماز، روزے اور صدقہ کی تفسیر بتاتا ہوں کہ ان سے مراد کیا ہے؟

تو نماز سے مراد یہ ہے کہ تو ہمیشہ تکالیف و مصائب پیش آنے پر صبر کی نماز ادا کرتا رہے اور ہمیشہ احکام خداوندی کی بجا آوری میں قائم رہے۔

روزہ سے مراد یہ ہے کہ تو ہر برائی سے اپنے آپ کو روکے رکھے۔ اور صدقہ سے مراد یہ ہے کہ تیری طرف سے کسی کو اذیت اور تکلیف نہ پہنچے۔ کیونکہ تو اس سے اعلیٰ شے کا صدقہ نہیں کر سکتا۔ کسی کو اذیت نہ دینا ہی بہت بڑا صدقہ ہے اور سب سے زیادہ پاکیزہ فعل ہے۔

ممنوعات سے بچنا زیادہ ضروری ہے

اے مرید صادق! مندرجہ بالا بیان سے جب تجھ پر روشن ہو گیا کہ منہیات سے بچنا زیادہ اہم اور اس کی رعایت اور کوشش زیادہ اولیٰ و مناسب ہے۔ تو اگر تجھے دونوں قسم کی عبادت (اوامر کی بجا آوری اور منہیات سے اجتناب) حاصل ہو جائے اور تو دونوں کا پابند ہو جائے تو عبادت کے معاملے میں کمال تک پہنچ گیا اور تیری مراد حاصل ہو گئی اور آفات سے محفوظ ہو گیا اور اصل غنیمت تیرے ہاتھ آ گئی۔

اور اگر دونوں قسم کی عبادت تجھے حاصل نہ ہو سکے، تو چاہیے کہ تو جانب اجتناب کو اختیار

Marfat.com

کرے۔ یہ جانب اختیار کرنے سے تو معاصی اور گناہ سے تو سالم اور محفوظ رہے گا اور اگر تو یہ جانب اختیار نہ کرے، اور گناہوں و برائیوں سے نہ بچے تو ساری رات نوافل ادا کرنے، دن کو روزہ رکھنے اور دیگر مستحب امور میں مشغول ہونے سے تجھ کو کوئی فائدہ نہیں پہنچے گا۔ تیری یہ شب بیداری کی مشقتیں بے سود ہوں گی کیونکہ گناہوں اور برائیوں سے اجتناب نہ کرنے کی وجہ سے تیری نیکیاں ساتھ ساتھ برباد اور ضائع ہوتی جائیں گی۔ اور دن کو روزہ رکھ کر جب تو غیبت کذب اور دوسری بیہودہ گفتگو سے پرہیز نہ کرے گا تو تجھے اس روزے کا کیا فائدہ پہنچے گا۔

ہم نے یہ جو کہا ہے کہ زیادہ نیکیاں کرنے کے بجائے گناہوں سے بچنا زیادہ ضروری اور اہم ہے تو اس کی مثال مریض کی سی ہے کہ اس کے علاج کے دو پہلو ہیں۔ ایک پہلو مریض کو دوا دینا، دوسرا پہلو مریض کا مہلک چیزوں سے پرہیز کرنا، تو اگر دونوں چیزیں مریض کے لیے حاصل ہو جائیں تو بیمار جلد صحت مند اور تندرست ہو جائے گا۔ اور اگر دونوں پہلو موجود نہ ہوں تو جانب پرہیز اولیٰ و افضل ہے۔ اور ایسی دوا قطعاً کوئی فائدہ نہیں دیتی جس کے ساتھ بد پرہیزی کو بھی روا رکھا جائے۔ لیکن دوا نہ ہو مگر پرہیز ہو تو یہ ضرور مفید ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔ ''ہر بیماری کے علاج کی اصل چیز پرہیز ہے۔''

اے مرید! جب عبادت کی افادیت تجھ پر واضح ہو گئی تو اب سن کہ عبادت کرنے میں کیا کیا رکاوٹیں ہیں۔

☆☆☆☆☆☆☆

رابعہ بصری رحمتہ اللہ علیہا نے ایک آدمی کے سر پر پٹی بندھی ہوئی دیکھ کر پوچھا کیا معاملہ ہے؟ کہنے لگا سر درد ہو رہا ہے۔ فرمایا پوری زندگی تندرست رہے مگر شکر کی پٹی نہیں باندھی اور آج سر درد پر شکوہ کی پٹی باندھ لی ہے۔

Marfat.com

عبادات سے روکنے والے عوامل

جب بندہ عبادت کی طرف متوجہ ہوتا ہے تو عبادت کو طرح طرح کی رکاوٹوں اور مشکلات میں گھرا ہوا پاتا ہے۔ ہر رکاوٹ اپنی نوعیت کے اعتبار سے اسے عبادت سے روکتی ہے۔ اور عبادت سے روکنے والی اصل میں چار چیزیں ہیں۔

۱۔ دنیا ۲۔ لوگوں سے میل جول

۳۔ شیطان ۴۔ نفس

لہٰذا ان چار چیزوں کو راہ سے ہٹانا اور دور کرنا ضروری ہے۔ ورنہ بندہ اپنے مقصد میں کامیاب نہیں ہوسکتا۔ تو چار چیزوں کو چار طریقوں سے دور کرے۔

۱۔ دنیا سے قطع تعلق

۲۔ لوگوں سے میل جول ترک کرے۔

۳۔ ابلیس سے محاربہ اور جنگ کرے۔

۴۔ نفس پر سختی کرے۔

اب اسکی قدرے تفصیل بیان کی جاتی ہے۔

دنیا و مافیہا

اس رکاوٹ کو دور کرنے کا یہی طریقہ ہے کہ تو اس سے تجرد اور علیحدگی اختیار کرے اور دل سے اس کی محبت نکال ڈالے۔ یہ تجرد و زہد دو وجہ سے ضروری ہے۔ ایک تو اس لیے کہ تو عبادت کثرت سے کر سکے اور اس میں درستی پیدا ہو سکے۔ کیونکہ دنیا کی مشغولیت تیرے ظاہر و باطن کو عبادت سے روکے گی۔ ظاہر کو تو اس طرح کہ تو طلب دنیا کے لیے مارا مارا پھرتا رہے گا۔ اور باطن کو اس طرح کہ تیرے دل میں لحہ بہ لحہ تحصیل دنیا کے ارادے اور وسوسے پیدا ہوتے رہیں گے۔ اور یہ ارادہ اور وسوسہ دونوں عبادت میں رکاوٹ بنیں گے۔ کیونکہ دل ایک ہے تو جب وہ ایک چیز کے ساتھ مشغول ہوگا تو اس کی ضد کے ساتھ اس وقت مشغول نہیں ہو سکتا۔ اور دنیا و آخرت کی مثال دو سوکنوں کی سی ہے۔ اگر تم ایک کو خوش کرو گے تو دوسری ناراض ہو جائے گی۔ اور دنیا و آخرت کے درمیان مغرب و مشرق جتنا فاصلہ ہے۔ جتنا ایک کے قریب ہوتے جاؤ گے، دوسری

Marfat.com

سے دور ہوتے جاؤ گے۔

ہم نے یہ جو کہا ہے کہ بندے کا ظاہر طلب دنیا میں مشغول ہو جاتا ہے اس کا ثبوت مندرجہ ذیل روایت سے ہوتا ہے جو حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ آپ فرماتے ہیں: ''میں نے عبادت و تجارت کو جمع کرنے کا تجربہ کیا، لیکن یہ دونوں جمع نہ ہوسکیں۔ تو میں نے عبادت کو اختیار کیا اور تجارت کو چھوڑ دیا۔''

حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا۔ ''اگر عبادت و تجارت میرے سوا کسی میں اکٹھی ہوسکتیں تو مجھے دونوں ضرور ملتیں۔ کیونکہ مجھے اللہ تعالےٰ نے قوت اور نرمی دونوں عطا فرمائی ہیں۔''

مذمت دنیا کے متعلق مشائخ رحمہم اللہ کے بہت اقوال ہیں۔ چنانچہ بعض مشائخ نے فرمایا ہے۔ ''میرے دنیا سے متنفر ہونے کی وجہ یہ ہے کہ وہ تھوڑا وقت انسان کو دولت مند کرتی ہے اور جلد ہی فنا ہو جاتی ہے اور جتنے اس کے طالب ہیں سب خسیس اور کمینے ہیں۔''

شیخ امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ ''دنیا خدا کی دشمن ہے اور تو خدا کا دوست ہے اور قاعدہ ہے کہ جو کسی کو دوست رکھتا ہو وہ اپنے دوست کے دشمن کو بھی اپنا دشمن سمجھتا ہے۔''

اگر یہ سوال پیدا ہو کہ عجیب عجیب شہوتوں اور لذتوں سے آراستہ پیراستہ دنیا کو انسان آگ یا ایک گندے مردار کی طرح سمجھنے لگے۔ خاص کر ہم جیسے کمزور خلقت اور ضعیف طبیعت سے تو بالکل ایسا نہیں ہوسکتا۔

تو اس کا جواب یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ جس انسان کو اپنی خاص توفیق سے نوازتا ہے، اور جو آفات دنیا سے واقف و آگاہ ہو جاتا ہے تو دنیا اسے ایسی ہی حقیر و ذلیل معلوم ہوتی ہے۔ مگر جو بیوقوف اس کے عیوب اور اس کی آفات سے اندھا رہے، اور اس کی ظاہری ٹپ ٹاپ اور زینت سے فریب خوردہ ہو وہ دنیا کے متعلق ایسے تصور سے تعجب ہی کرتا ہے۔ اور وہ دنیا کو حقیر و ذلیل سمجھنا ناممکن خیال کرتا ہے۔ میں ایک ایسی مثال دیتا ہوں جس سے دنیا کی حقیقت تم پر روشن اور واضح ہو جائے گی۔

ایک شخص پوری اشیاء ڈال کر نفیس اور عمدہ حلوہ تیار کرے۔ مگر تیار کرنے کے بعد اس میں زہر قاتل کا ایک قطرہ ڈال دے۔ زہر ڈالتے وقت ایک شخص تو دیکھ رہا تھا، مگر دوسرا اس سے بے خبر تھا۔ جب دونوں کے سامنے وہ بہترین اور عمدہ حلوہ کھانے کے لیے رکھا جائے تو جسے زہر کی ملاوٹ کا علم ہے وہ ہرگز اس کے کھانے کی طرف راغب نہیں ہوگا۔ بلکہ کھانے کا خیال بھی نہیں

Marfat.com

کرے گا اور اس کے نزدیک یہ حلوہ پیٹ میں آگ ڈالنے سے بھی زیادہ مشکل ہوگا۔ کیونکہ وہ اس کی اندرونی آفت سے واقف ہے۔ وہ اس کی ظاہری عمدگی اور نفاست سے دھوکے میں نہیں آئے گا۔ مگر دوسرا شخص جسے آمیزش زہر کا علم نہیں، وہ اس کی ظاہری عمدگی و نفاست سے فریب میں آ جائے گا۔ وہ حرص و لالچ سے حلوے پر ٹوٹ پڑے گا اور اپنے ساتھی پر اس حلوے سے نفرت کی وجہ سے تعجب کرے گا بلکہ اسے احمق اور بیوقوف خیال کرے گا۔ دنیا کی حرام اشیاء بھی بالکل اسی طرح ہیں۔

مخلوق سے میل جول

مخلوق سے علیحدگی اور تنہائی بھی لازم ہے۔ ایک تو مرید صادق میل جول میں مبتلا ہو کر عبادت سے محروم رہتا ہے اور اگر عبادت میں مشغول ہو بھی جائے تو لوگوں میں مخلوط رہ کر اس کی عبادت و طاعت تباہ و برباد ہو جاتی ہے۔ الا ماشاءاللہ۔

مریدین کے لیے امام غزالی علیہ الرحمۃ کے شیخ کے مندرجہ ذیل ارشاد پر عمل کرنے میں ہی عافیت و بہتری ہے۔ فرمایا:

(۱) تم لوگوں سے بالکل کنارہ کش ہو جاؤ اور صرف خدا ہی کو دوست بنانے میں خوشی تصور کرو۔
(۲) تم لوگوں کے چاہے مخلص دوست بنو اور ان میں رہو یا ان سے غائب۔
جب تمہیں ان سے واسطہ پڑے گا تو اپنے حق میں ان کے دل بچھوؤں کی مانند پاؤ گے۔
ایک عربی شاعر کے اشعار کا ترجمہ ہے:

''عزیز مثل بچھوؤں کے ایذا دینے والے ہیں۔ پس کسی چچا ماموں پر ناز نہ کرنا چاہیے۔ کیونکہ کتنے ہی چچا باعث غم ہوتے ہیں۔ اور کتنے ہی ماموں احسان سے خالی ہوتے ہیں۔''

مگر ایک دینی رہنما کے لیے مخلوق میں رہنا ہی بہتر ہوتا ہے کیونکہ ان کی حالت اس شعر کا مصداق ہوتی ہے۔

دنیا کے مشغلوں میں بھی وہ باخدا رہے
وہ سب کے ساتھ رہ کر بھی سب سے جدا رہے

مامون بن احمد کا بیان ہے کہ استاد ابو اسحاق اسفرائنی رحمۃ اللہ علیہ نے جبل لبنان کے گوشہ نشینوں کو فرمایا۔ ''اے گھاس پھونس پر گزارا کرنے والو، تم سرکار دو عالم کی امت کو گمراہوں کے چنگل میں چھوڑ کر خود یہاں آ گئے ہو؟'' تو انہوں نے جواب دیا۔ ''ہمیں لوگوں میں رہنے کی

Marfat.com

طاقت نہیں اور خدا نے آپ کو قوت دی ہے۔ اس لیے آپ رہ سکتے ہیں۔''

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ ''جب خلاف شرع امور عام ہو جائیں اور عالم دین خاموش رہے تو ایسے عالم پر خدا کی لعنت۔''

خلاصہ یہ کہ دینی پیشوا کے لیے کسی صورت میں عزلت روا نہیں۔ استاد ابوبکر بن فورک رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق منقول ہے کہ جب آپ نے عبادت کی غرض سے لوگوں سے علیحدگی کا ارادہ فرمایا اور پہاڑوں میں پہنچ گئے تو ایک آواز دینے والے نے غیب سے آواز دی۔ ''اے ابوبکر! جب تو مخلوق کے لیے اللہ تعالیٰ کی حجت اور دلیل ہے تو انہیں چھوڑ کر کیوں یہاں آیا ہے؟''

شیطان کی مکاریاں

اے عزیز! عبادت میں ترقی اور کامیابی حاصل کرنے کے لیے شیطان سے جنگ اور اس پر سختی کرنا بھی بہت ضروری ہے کیونکہ وہ انسان کا کھلا دشمن ہے جو ہر وقت گمراہ کرنے کے منصوبے ہی نہیں بناتا بلکہ تمہیں ہلاک کرنے کے درپے ہے۔ اس کو زیر اور مغلوب کرنے کے دو طریقے ہیں۔

ایک وہ ہے جو مشائخ رحمہم اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ ابلیس کو دفع کرنے کے لیے صرف حق تعالیٰ سے پناہ لی جائے۔ اس لیے کہ شیطان ایک کتا ہے، اس کو اللہ تعالیٰ نے تم پر مسلط کر دیا ہے، اگر تم اس سے مقابلہ کرو اور اس کو اپنے سے ہٹانے میں مشغول ہو گئے تو تنگ آ جاؤ گے اور تمہارا بہت سا قیمتی وقت ضائع ہو جائے گا۔ اور آخر کار وہ غالب آ جائے گا اور تمہیں زخمی کر دے گا اور کاٹ کھائے گا۔ اس لیے کتے کے مالک کے پاس ہی پناہ لینی بہتر ہے، جو اسے تجھ سے ہٹا دے۔

دوسرا طریقہ یہ ہے کہ اس سے مقابلہ کیا جائے۔ اس کو ہٹانے اور اس کی مخالفت کے لیے ہر وقت کمربستہ رہا جائے۔ بہتر یہ ہے کہ دونوں طریقوں پر عمل کیا جائے۔ اول تو اس کی شرارتوں سے رب تعالیٰ سے پناہ مانگی جائے۔ جیسا کہ ہم کو حکم ہے اور اللہ تعالیٰ اس کی شرارتوں سے ہمیں محفوظ رکھنے کے لیے کافی ہے۔

پھر اگر تم یہ محسوس کرو کہ شیطان حق تعالیٰ سے پناہ مانگنے کے باوجود تمہارا پیچھا نہیں چھوڑتا اور غالب آنے کی کوشش کرتا ہے، تو اس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کو ہمارے مجاہدے، ہماری قوت اور ہمارے صبر کا امتحان مطلوب ہے۔ یعنی حق تعالیٰ یہ دکھانا چاہتا ہے کہ تم شیطان سے

Marfat.com

مقابلہ اور محاربہ کرتے ہو یا اس سے مغلوب ہو جاتے ہو۔ جیسا کہ اس نے ہم پر کفار وغیرہ کو مسلط کر رکھا ہے۔ حالانکہ وہ اس پر قادر ہے کہ ہمارے جہاد وغیرہ کے بغیر ہی ان کی شرارتوں اور فتنوں کو کچل دے۔ لیکن وہ ایسا نہیں کرتا بلکہ بندوں کو ان سے جہاد کا حکم کرتا ہے تا کہ آزمائے کہ کس کے دل میں جذبہ جہاد اور شہادت کی تڑپ ہے، اور کون پورے خلوص، تندہی اور صبر سے ان کا مقابلہ کرتا ہے۔ اللہ تعالےٰ نے قرآن مجید میں فرمایا۔

(ترجمہ) ''کیا تم نے یہ گمان کر لیا ہے کہ تم جنت میں داخل ہو جاؤ گے۔ حالانکہ اللہ تعالےٰ نے تم میں سے ابھی تک مجاہدین اور صبر کرنے والوں کو جہاد کے ذریعہ ممتاز اور الگ نہیں کیا۔''

یہاں ایک حکایت مثنوی مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کی جاتی ہے۔

شیطان کے غلبہ کی مثال

ایک مسلمان نے ایک آتش پرست سے کہا مومن اور مسلمان بن جا خداوند تعالیٰ تیرے ایمان کا خواہشمند ہے تا کہ تیری جان دوزخ سے بچ جائے۔ اس نے جواب دیا اگر خدا چاہے گا میں مومن بن جاؤں گا۔ مسلمان نے کہا منحوس نفس اور بد شیطان تجھے کفر اور بت خانے کی طرف کھینچتے ہیں۔ اس نے کہا اے منصف جب وہ غالب ہیں میں اسکا دوست بنوں گا جو طاقتور ہو گا۔ جب خدا تعالیٰ مجھ سے ایمان اور سچائی کا طالب ہے تو اسکے چاہنے کا کیا فائدہ جب اسکا حکم چل نہیں سکتا۔ تو نے ایک اچھا محل بنایا اور نقش و نگار کیے تا کہ اسکو مسجد بنائے ایک طاقتور آیا اس نے اسکو بت خانہ بنا دیا۔ اب وہ غالب ہو گیا تو پھر اللہ کی چاہت کہاں گئی؟ میں آتش پرست اور کافر ہوں تو یہ شیطان کے غلبہ کی دلیل ہے۔ اسلیے شیطان کا بندہ ہونا چاہیے کہ وہ ہر مجلس میں غالب نظر آتا ہے۔ جو وہ چاہتا ہے اسطرح ہو جاتا ہے پھر دوسرے سے مجھے کیا کام؟

مسلمان نے کہا اے کافر! اللہ تعالیٰ پاک ہے اس نے جو چاہا وہی ہوا وہ مکان و لامکاں میں حاکم ہے کوئی شخص اسکے حکم کے بغیر اسکی ملک میں ایک بال برابر زیادتی یا کمی نہیں کر سکتا۔

سلطنت اس کی سلطنت ہے اسکا شیطان اس کے دروازے پر ادنی کتا ہے۔ اگر کسی کے دروازے پر کتا ہو اسکے دروازے پر منہ اور سر رکھ کر بیٹھتا ہے۔ گھر کے بچے اسکی دم کھینچتے ہیں وہ بچوں کے ہاتھوں ذلیل ہوتا ہے مگر جب کوئی اجنبی گزرتا ہے تو شیر کیطرح حملہ آور ہوتا ہے۔ الوہیت کے غار کے دروازے پر شیطان کتا امتحان کر رہا ہے کہ کون سچائی میں پختہ اور حق کا متلاشی ہے۔ اور کون خواہش نفس کا بندہ ہے۔ اب جسکو مالک اندر لیجانا چاہتا ہے کتے کی مجال نہیں کہ دم

Marfat.com

مارے لہذا مالک ارض وسما سے راہ ورسم پیدا کرتا کہ شیطان کتے کے حملے سے بچ کر اس خالق و مالک کی پناہ میں آسکے۔

شیطان سے مناظرہ

باقی رہے ابلیس کے دھوکے، جن کے ذریعہ بندے کو طاعات سے روکنے کی کوشش کرتا ہے، وہ سات قسم کے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کی طاعت سے روکنے کی ہر ممکن کوشش کرتا ہے لہذا شیطان کے اس وسوسے کو یہ کہہ کر رد کرنا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے اپنی عبادت کے لیے پیدا کیا ہے اور یہ آخرت کا سرمایہ ہے۔ بغیر توشہ کے سفر طے نہیں ہوسکتا۔ لہذا میں عبادت وطاعت سے کسی حال میں غافل نہیں ہوسکتا۔

اسطرح جب بندہ عبادت کا پختہ ارادہ کر لیتا ہے۔ تو پھر دوسرا وسوسہ ڈالتا ہے کہ چلو کل کر لینا۔ دانا آدمی کو شیطان کے اس دھوکے کو اس عزم کے ساتھ رد کر دینا چاہیے کہ موت میرے اختیار میں نہیں پتہ نہیں کل موقع ملے یا نہ ملے لہذا میں آج کا کام کل پر نہیں ڈال سکتا۔ اور پھر کل کا کام بھی تو ہے اگر آج کا کام کل پر ڈال دیا تو پھر کل کا کام کب کروں گا؟ کیونکہ کل کا کام علیحدہ ہے اور اپنا محاسبہ خود اسطرح کرے کہ اے غافل!

کئی بار تو یہ کہتا ہے کہ کل میں یہ کام کروں گا حالانکہ جس کام کو تو آج نہیں کر سکا کل اسکا کرنا تیرے لیے اور بھی مشکل ہوگا۔ آج کل آج کل کرنے کی وجہ یہ ہے کہ تو شیطان کے مکر اور نفس کے دھوکے میں مبتلا ہے۔ اور انکی مخالفت تجھ پر دشوار ہے۔ تو کسی ایسے ان دن کی تلاش میں ہے کہ جب یہ تیری مشکل آسان ہو جائے حالانکہ ایسا دن نہ اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا ہے اور نہ ہی پیدا کرے گا۔ خواہش کے جس درخت کو تو جوانی میں نہیں اکھیڑ سکا بڑھاپے میں کیا اکھیڑے گا۔ بڑھاپے کی مشقت اور بھی سخت ہوتی ہے۔

جب شیطان یہاں بھی ناامید ہوتا ہے تو کہتا ہے چلو جلدی جلدی کرو تا کہ فلاں فلاں کام کے لیے فارغ ہوسکو۔

مگر دانا آدمی اسکے اس وسوسے کو یوں رد کرے کہ تھوڑی نیکی اطمینان اور سکون کے ساتھ اس نیکی سے بہتر ہے جو مقدار میں زیادہ مگر ناقص ہو۔ اگر یہاں بھی شیطان ناکام ہو تو پھر بندہ کو ریا میں مبتلا کرنے کی کوشش کرتا ہے لہذا اسکے اس داؤ سے یوں بچے کہ میں کسی اور کی نمائش کے لیے عبادت کیوں کروں؟ کیا صرف خدا تعالیٰ کا دیکھنا میرے لیے کافی نہیں؟

Marfat.com

جب یہاں بھی وہ ناکام ہو جائے تو پھر بندہ کو "عُجب" میں مبتلا کرتا ہے۔ عجب کا معنی ہوتا ہے اپنے اعمال کو عظیم خیال کرنا۔ یعنی بندہ کو از روئے وسوسہ کہتا ہے کہ تو کتنا باعظمت اور شب بیدار ہے اور تو کتنی فضیلت کا مالک ہے۔

یہاں بندہ کو یہ کہنا چاہیے کہ اس میں میری کیا بزرگی ہے یہ تو سب اللہ تعالیٰ کا احسان ہے جس نے مجھ گنہگار کو یہ توفیق دی۔ اور یہ بھی اسکا کرم ہے کہ میرے حقیر و ناقص اعمال کو شرف قبولیت سے نوازا اگر اسکا فضل و کرم نہ ہوتا تو میرے بے حد گناہوں کے مقابلے میں ان قلیل اعمال کی کیا وقعت تھی؟ یعنی کسی کمال یا صفت کو اپنی طرف ہرگز منسوب نہ کرے بلکہ اللہ تعالیٰ کا فضل جانے۔ اگر ابلیس کا یہ حربہ بھی ناکام ہو جائے تو پھر ایک خفیہ اور چھپے راستے سے وار کرتا ہے۔ اور یہ بڑا خطرناک وار ہوتا ہے۔ بہت ہی دانا اور ہوشیار شخص اس حربے کو سمجھتا ہے۔ چنانچہ کہتا ہے کہ اے نیک بندے تو لوگوں سے پوشیدہ پوشیدہ نیک اعمال میں کوشش کرتا رہ اللہ تعالیٰ خود بخود تیرے اعمال خیر لوگوں میں مشتہر کر دے گا۔ یہ وسوسہ پیدا کرنے کا مقصد بھی ریاکاری اور دکھاوا ہوتا ہے۔ لہذا بندہ کو یہ کہہ کر بچنا چاہیے کہ میں اس چیز کا متمنی نہیں ہوں کہ میری نیکیاں عوام میں مشہور ہوں بلکہ اللہ تعالیٰ کی جو رضا ہے وہی درست اور حق ہے چاہے ظاہر کرے چاہے نہ کرے وہ مجھے کوئی مرتبہ عطا کرے یا نہ کرے سب اسکی مرضی ہے۔ لوگوں کے سامنے اظہار و عدم اظہار میرے نزدیک برابر ہے کیونکہ لوگوں کے ہاتھ میں میرا نفع نقصان نہیں ہے۔

اس طرح گمراہ کرنے سے مایوس ہونے کے بعد ابلیس یوں گمراہ کرتا ہے کہ "انسان کے نیک و بد ہونے کے متعلق روز ازل میں فیصلہ ہو چکا ہے جو اس روز ازل بروں میں ہو گیا وہ برا ہی رہے گا۔ تمہارے اعمال نیک و بد سے فیصلہ ازلی میں ہرگز فرق نہیں آ سکتا۔

یہاں بندہ شیطانی وسوسہ سے اسطرح بچے کہ "میں تو خدا تعالیٰ کا بندہ ہوں اور بندہ کا کام ہے اپنے مولیٰ کے حکم کی تعمیل اور اللہ تعالیٰ چونکہ رب العالمین ہے اس لیے جو چاہے حکم دے اور جو چاہے کرے اور پھر عبادت و طاعت کسی طرح بھی نقصان دہ نہیں کیونکہ اگر اللہ تعالیٰ کے علم میں میں خوش بخت ہوں تو پھر بھی اور زیادہ ثواب کا محتاج ہوں اور اگر معاذ اللہ علم الٰہی میں میرا نام بد بختوں میں لکھا ہوا ہے تو بھی نیک اعمال کرنے سے اپنے اوپر یہ ملامت تو نہیں کروں گا کہ مجھے اللہ تعالیٰ طاعت و عبادت نہ کرنے پر سزا دے۔ اور کم از کم یہ تو ہے کہ نافرمان بن کر جہنم میں جانے کی نسبت مطیع بن کر جانا بہتر ہے لیکن یہ تو محض قیاس آرائی ہے ورنہ اس کا وعدہ حق ہے اور اس کا کلام قطعاً سچا ہے اور اللہ تعالیٰ نے تو جا بجا طاعت و عبادت کی بجا آوری پر ثواب جمیل کے وعدے

Marfat.com

فرماتے ہیں۔تو جو شخص ایمان و طاعت کے ساتھ رب تعالیٰ کے دربار میں حاضر ہوگا، وہ ہرگز دوزخ میں نہ جائے گا بلکہ خدا تعالیٰ کی مہربانی اور اعمال صالحہ کی وجہ سے جنت فردوس میں انشاء اللہ جگہ پائے گا لیکن حقیقت میں یہ دخول بھی وعدہٗ خداوندی کی وجہ سے ہوگا۔اسی صدق وعدہ کا اظہار کرنے کے لیے اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں سعید لوگوں کے اس مقولہ کو نقل فرمایا ہے۔

''سب تعریفیں حق تعالیٰ کے لیے ہیں جس نے ہم سے اپنا وعدہ پورا کر دیا۔''

لہٰذا خدا تم پر رحم کرے، تمہیں ابلیس کے حیلوں سے بچنے میں ہوشیار اور چوکنا رہنا چاہیے کیونکہ معاملے کی نزاکت تمہارے سامنے ہے اور اسی پر اپنے باقی احوال وافعال کو بھی قیاس کو لو اور ہر وقت اللہ تعالیٰ سے مدد طلب کرتے رہو اور اس کی پناہ میں رہو۔کیونکہ ہر معاملہ اس کے ہاتھ میں ہے اور توفیق عطا کرنے والا بھی وہی ہے۔

حکایت شیطانی دھوکہ

ایک عابد کے متعلق منقول ہے کہ وہ رب تعالیٰ سے یہ سوال کرتا تھا کہ اسے ابلیس لعین دکھایا جائے۔اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہی جواب ملتا تھا کہ اس خیال کو چھوڑ اور عافیت و امن کی دعا کیا کر۔مگر وہ اپنے اسی خیال پر مصر تھا۔آخر ایک روز اللہ تعالیٰ نے ابلیس کو اس عابد پر ظاہر کر دیا۔جب عابد نے ابلیس کو دیکھا تو اسے مارنے کا ارادہ کیا۔ابلیس نے کہا اگر تو نے سو سال زندہ نہ رہنا ہوتا تو میں تجھے ہلاک کر دیتا اور تجھے سخت سزا دیتا۔عابد اپنی عمر سو سال سن کر مغرور ہو گیا اور دل میں کہنے لگا کہ میری عمر بہت ہے۔ابھی آزادی سے گناہ کرتا ہوں، آخر وقت پر توبہ کر لوں گا۔چنانچہ وہ فسق و فجور میں مبتلا ہو گیا۔عبادت ترک کر دی اور ہلاک ہو گیا۔

اے عزیز! دل میں جو خطرات آتے ہیں ان کی اصل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہر انسان کے دل پر ایک فرشتہ مقرر کیا ہوا ہے، جو اسے نیکیوں کا الہام کرتا ہے۔اس فرشتے کو ملہم کہتے ہیں۔اور اس کی دعوت کو الہام۔اس کے مقابلے میں خدا کی طرف سے دل پر ایک شیطان مسلط کر دیا گیا ہے جو برائی کی طرف بلاتا ہے۔اس شیطان کو وسواس اور اس کی دعوت کو وسوسہ کہتے ہیں۔تو خداوند تعالیٰ کی طرف سے انسان کے دل پر دو داعی مقرر ہیں۔ہر ایک اپنی نوعیت کی دعوت میں لگا ہوا ہے اور انسان اپنے دل سے دونوں کی دعوت کو سنتا اور محسوس کرتا ہے۔روایات میں آیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''جب کسی انسان کے گھر بچہ پیدا ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے ساتھ ایک فرشتہ لگا دیتا ہے۔

Marfat.com

اور شیطان اس کے ساتھ ایک شیطان لگا دیتا ہے۔ شیطان اس کے دل کے بائیں کان میں پھونکتا رہتا ہے اور فرشتہ دائیں میں۔ اس طرح دونوں اپنی اپنی دعوت میں لگے رہتے ہیں۔''

اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا ہے۔ ''شیطان بھی اپنی دعوت کے لیے انسان کے پاس آتا ہے اور فرشتہ بھی۔''

پھر ایک اور بات بھی حق تعالےٰ نے انسان کی طبیعت میں رکھی ہے، جس کی وجہ سے وہ ہر قسم کی شہوت اور لذت کی طرف مائل ہو جاتا ہے، چاہے جائز ہو یا ناجائز۔ اس تیسری چیز کا نام خواہش نفس ہے جو انسان کو آفات میں مبتلا کرتی ہے۔ تو یہ تین چیزیں ہیں جو انسان کو مختلف امور کی طرف بلاتی ہیں۔

پھر اس کو جاننا چاہیے کہ بعض خطرات بھی ہیں جو انسان کے دل میں پیدا ہوتے رہتے ہیں۔ خواطر وہ آثار ہیں جو بندے کو کسی کام کے کرنے یا نہ کرنے کا حکم دیتے ہیں۔ خطرہ کے معنی ہیں ''اضطراب'' چونکہ یہ بھی کبھی دل میں آتا ہے اور کبھی جاتا ہے جس طرح ہوا کہ کبھی آتی ہے اور کبھی جاتی ہے۔ تو اس آنے جانے کے اضطراب کے باعث اس کو خطرہ کہتے ہیں۔

حقیقت میں ہر قسم کے خواطر کا خالق اللہ تعالےٰ ہی ہے۔ اسباب و ذرائع کی طرف مجازاً نسبت ہوتی ہے۔

چار قسم کے خطرات

خواطر کل چار قسم کے ہیں۔

ایک وہ جو ابتداً اللہ تعالےٰ کی طرف سے انسان کے قلب میں پیدا ہوتے ہیں۔ ان کو صرف خواطر کہتے ہیں۔

دوسرے وہ جو انسانی طبیعت کے موافق قلب میں پیدا ہوتے ہیں۔ ان کو ہوائے نفس کہتے ہیں۔ تیسرے وہ جو ملہم فرشتے کی دعوت کے ذریعہ حق تعالےٰ کی جانب سے دل میں پیدا ہوتے ہیں انہیں الہام کے نام سے موسوم کرتے ہیں۔ چوتھے وہ جو شیطانی دعوت سے قلب انسانی میں آتے ہیں انہیں وسوسہ کہا جاتا ہے اور شیطان کی طرف منسوب کرتے ہوئے انہیں شیطانی خطرات بھی کہتے ہیں۔ اس لیے انہیں ذہن نشین کرنا ضروری ہے۔ اور جہاں تک ہو سکے ان تین امور کی معرفت و واقفیت حاصل کرے۔

Marfat.com

نفس اور اُس کی حقیقت

پھر اے عبادت کے طالب! (اللہ تعالیٰ تجھے اور ہمیں ہر لغزش سے محفوظ رکھے) اس نفس امارہ کی شرارتوں سے بچنا بھی بہت ہی ضروری ہے۔ کیونکہ یہ نہایت نقصان دہ دشمن ہے اور اس کی آفات نہایت سخت ہیں۔ اس کا علاج بہت مشکل امر ہے۔ اس کی بیماری خطرناک بیماری ہے، اور اس کی دوا سب دواؤں سے دشوار ہے۔

نفس انسان وہ شے ہے جو قوت غضب اور شہوت کی جامع ہے۔ یعنی اس میں انسانی برائیاں جمع ہوتی ہیں۔ بعض اہل مکاشفہ کے نزدیک نفس بھی روح کی طرح ایک لطیفہ ربانی ہے جو منبع شر ہو تو امارہ یا سوء کہلاتا ہے اور اگر خود کو ملامت کرنے والا ہو جائے تو پھر ''نفس لوامہ'' کہلاتا ہے اور جب مکمل طور پر اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری پر قائم ہو جائے تو پھر یہی ''نفس مطمئنہ'' کہلاتا ہے۔ جس کے متعلق قرآن پاک میں فرمایا ہے۔ ''اے نفس مطمئنہ میرے بندوں میں شامل ہو کر جنت میں داخل ہو جا۔''

نفس کا اس قدر مضر اور خطرناک ہونا دو وجہ سے ہے۔

اول یہ کہ نفس گھر کا چور ہے اور چور جب گھر میں چھپا ہو تو اس سے محفوظ رہنا بہت مشکل ہوتا ہے جو بہت زیادہ نقصان پہنچاتا ہے۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ نفس ایک محبوب دشمن ہے۔ اور انسان کو جب کسی سے محبت ہوتی ہے تو اس کے عیوب نظر نہیں آتے۔ بلکہ محبت کی وجہ سے محبوب کے عیوب سے اندھا رہتا ہے۔ ایک شاعر نے اس چیز کو مندرجہ ذیل دو شعروں میں بیان کیا ہے۔

(ترجمہ)......

(۱) جب تیری کسی سے دوستی اور اس سے بھائی چارہ ہوتا ہے اور تو اس سے راضی ہوتا ہے تو تجھے اس کا کوئی عیب نظر نہیں آتا۔

(۲) رضا اور پیار والی آنکھ ہر عیب سے اندھی ہوتی ہے۔ لیکن دشمن کی آنکھ کو برائیاں ہی برائیاں دکھائی دیتی ہیں۔

تو جب انسان اپنی ہر قباحت کو نظر استحسان سے دیکھے اور نفس کے عیوب سے آگاہ نہ ہو جو ہر وقت انسان کے ساتھ عداوت اور نقصان رسانی میں مصروف ہے تو ایسے شخص پر اگر خدا تعالیٰ کی رحمت اور اس کا فضل نہ ہوا تو عنقریب ہلاکت اور ذلت کے گہرے گڑھے میں جا گرے گا۔

اے عزیز! تو اس ایک نکتے پر ہی غور کر، یہی تیرے لیے کافی ہے۔ وہ نکتہ یہ ہے کہ جب تو

Marfat.com

ماضی پر نظر کرے گا۔ تو تجھے معلوم ہوگا کہ اول روز سے جو ذلت وخواری جو تباہی جو گناہ اور جو آفت ومصیبت دنیا میں واقع ہوئی اور قیامت تک ہوگی سب نفس کے باعث ہی ہوئی اور ہوگی۔ بعض برائیاں اکیلے نفس کے باعث اور بعض نفس کی معاونت وشرکت کے ذریعہ۔ اللہ تعالیٰ کی سب سے اول نافرمانی ابلیس نے کی۔ اور اس کا باعث تکبر وحسد تھا۔ جب ابلیس نے حکم الٰہی کے آگے تکبر کیا اور حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے حسد کیا تو اس کی اسی ہزار برس کی عبادت ضائع ہو گئی اور وہ ہمیشہ کے لیے ضلالت وگمراہی کے گہرے سمندر میں غرقاب ہوگیا۔ اس وقت نہ دنیا تھی نہ مخلوق، اور نہ ہی کوئی اور ابلیس تھا جو اس ابلیس کو گمراہ کرتا۔ لہٰذا ابلیس کے اندر تکبر وحسد اس کے نفس کی وجہ سے صادر ہوا۔

ابلیس کی مردودیت کے بعد حضرت آدم وحوا علیہما السلام سے جو لغزش ظہور پذیر ہوئی۔ اس میں بھی چاہت نفس کارگر تھی۔ ابلیس نے قسم کھا کر کہا کہ دانا کھا لینے کے بعد تمہیں ہمیشہ کے لیے جنت میں رہنا نصیب ہو جائے گا۔ تو دونوں بقاء حیات کو عزیز گردانتے ہوئے پھسل گئے تو یہ لغزش بھی (جو بعد میں بالکل معاف ہوگئی) نفس کی معاونت وشرکت سے واقع ہوئی۔ اور دونوں حضرات اس بنا پر اللہ تعالیٰ کے پڑوس وقرب سے دور کر دیئے گئے اور جنت فردوس سے اس فانی، حقیر، ہلاکت میں ڈالنے والی دنیا کی طرف منتقل کر دیئے گئے۔ اور اس لغزش کے باعث انہیں بہت کچھ دقتیں پیش آئیں۔ اور ان کی اولاد بھی قیامت کے دن تک دنیا کے پھندوں میں مبتلا ہو گئی۔

پھر ہابیل کا قتل بھی بخل وحسد کی وجہ سے ہی ہوا۔ اور ہاروت وماروت بھی شہوت کے سبب فتنے میں مبتلا ہوئے۔ اور اسی طرح قیامت تک نفس کی وجہ سے ناقابل گفتہ بہ واقعات رونما ہوتے رہیں گے۔ مخلوق میں جو فتنے جو خرابیاں، جو گمراہیاں اور جو گناہ واقع ہوتے ہیں اور ہوتے رہیں گے ان کی بنیاد نفس اور نفس کی خواہش ہی ہوتی ہے۔ اگر یہ نہ ہوتا تو مخلوق خیریت اور سلامتی سے رہتی۔ جب نفس کی عداوت اس حد تک خطرناک ہے تو غافل کو چاہیے کہ نفس کی شرارتوں سے بچاؤ کا اہتمام کرے۔

ایک عربی شاعر نے بہت ہی اچھا کہا ہے۔

تَوَقِّ نَفْسَكَ لَا تَأْمَنْ غَوَائِلَهَا
فَالنَّفْسُ اَخْبَثُ مِنْ سَبْعِيْنَ شَيْطَانَا

ترجمہ: اپنے نفس کی عیاریوں سے بچ اور اس کی دھوکا بازیوں سے بے خوف نہ ہو کیونکہ نفس

Marfat.com

کی خباثت ستر شیطانوں کی خباثت سے بھی زیادہ ہے۔

اے مرید صادق! یاد رکھ کہ نفس کا معاملہ سب سے زیادہ سخت ہے۔ کیونکہ اسے بالکل ختم کرنا بھی حکمت الٰہی کے خلاف ہے۔ کیونکہ یہ عبادت کے سلسلے میں بندوں کی سواری اور ذریعہ ہے۔

کہتے ہیں کسی اعرابی نے اپنے دوست کے لیے دعائے خیر کی اور کہا کہ اللہ تعالےٰ تیرے ہر دشمن کو ذلیل کرے، سوائے نفس کے۔'' کیونکہ اسے بالکل ختم کرنے میں بھی نقصان ہے اس لیے درمیانی راستہ اختیار کرنا ضروری ہے کہ کسب حسنات کے لیے اس کو قوت دو اور اس کی تربیت کرو اور برائیوں سے محفوظ رہنے کے لیے اس کو ضعیف و لاغر بھی رکھو اور بندش میں بھی۔

بڑے موذی کو مارا نفس امارہ کو گر مارا
نہنگ و اژدھا و شیر و نر مارا تو کیا مارا

علمائے کرام نے فرمایا ہے کہ نفس کو خوار اور اس کے زور کو تین چیزوں سے توڑا جا سکتا ہے۔ اول یہ کہ اسے شہوات سے روکا جائے۔ کیونکہ اڑیل حیوان کو جب چارہ کم ملتا ہے تو نرم ہو جاتا ہے۔ دوسری چیز یہ کہ عبادات کا بھاری بوجھ اس پر لاد دیا جائے کیونکہ گدھے کو جب چارہ کم دیا جائے اور بوجھ زیادہ لادا جائے تو لازمی طور پر اپنی شیخی چھوڑ دیتا ہے اور مطیع و منقاد ہو جاتا ہے۔ تیسری چیز یہ کہ ہر وقت رب تعالےٰ سے امداد طلب کرتا رہے کہ وہ نفس کے شر و فساد سے بچائے رکھے۔ تم نے قرآن حکیم میں سیدنا حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ ارشاد نہیں پڑھا۔ ''نفس تو ہمیشہ برائیوں کا حکم ہی دیتا ہے۔ ہاں جس پر اللہ تعالےٰ کا رحم ہو، وہی محفوظ رہتا ہے۔''

مگر نفس پر سختی کرنا سب سے زیادہ مشکل ہے۔ نہ تو بندہ اس سے بالکل بے نیاز ہو سکتا ہے اور نہ ہی شیطان کی طرح اس پر حد سے زیادہ سختی کی جا سکتی ہے۔ کیونکہ عبادت کی منزل طے کرنے کے لیے یہ نفس ہی بندے کی سواری اور آلہ و ذریعہ ہے اور اگرچہ نفس عبادت کا آلہ اور ذریعہ ہے مگر عبادات میں اس کی موافقت و مطابقت کی بھی امید نہیں کی جا سکتی۔ کیونکہ نیک کام کی مخالفت نفس کی جبلت میں داخل ہے۔ یہ تو لہو و لعب کا مشتاق ہے۔ اس لیے اس سے کام لینے کے لیے ضروری ہے کہ اسے تقویٰ کی لگام دی جائے تاکہ یہ بندے میں رہے تو سہی مگر مطیع و فرمانبردار ہو کر، نہ کہ سرکش و باغی ہو کر۔ تاکہ حسب ضرورت نیک کاموں میں اس سے کام لیا جائے اور فساد انگیز و ہلاک کن امور سے قید میں رکھا جائے۔

Marfat.com

چار آزمائشیں

جب بندہ ان چار چیزوں کو راستے سے ہٹا دیتا ہے اور خدا کی امداد و اعانت سے اس مرحلے کو بھی طے کر لیتا ہے اور عبادت کی طرف متوجہ ہوتا ہے تو اب چند اور موانع اسے پیش آتے ہیں جو عبادت کے لیے فراغت، دل جمعی اور یکسوئی پیدا نہیں ہونے دیتے۔ اور یہ مواقع بھی تعداد میں چار ہیں۔

اول، رزق ...... کیونکہ نفس اس کا مطالبہ کرتا ہے اور بندے کے دل میں یہ وسوسہ ڈالتا ہے کہ تیرے لیے رزق اور غذا ضروری ہے۔ اگر تو دنیا سے کنارہ کش ہو گیا اور مخلوق سے علیحدگی اختیار کر لی تو تیری غذا اور رزق کہاں سے مہیا ہو گا۔

دوسرا، غلط خیالات ...... وہ خطرات و خیالات ہیں جو بندے کے دماغ میں ہر اس چیز کے متعلق پیدا ہوتے ہیں جن سے انسان ڈرتا ہے یا جس چیز کی امید کرتا ہے۔ جسے پسند یا ناپسند تصور کرتا ہے۔ اسے نہیں معلوم ہوتا کہ اس کام میں میرے لیے بھلائی ہے یا خرابی۔ کیونکہ امور دنیا کے نتائج پوشیدہ ہیں، تو بندہ انہی خیالات میں کھو جاتا ہے اور بسا اوقات پراگندہ خیالی کے باعث بلاکت و تباہی میں جا پڑتا ہے۔

سوم، مصائب و تکالیف ...... یکسوئی سے عبادت کرنے میں تیسرا عارضہ یہ ہے کہ بندہ جب خلوص قلب سے عبادت کی طرف متوجہ ہوتا ہے تو چاروں طرف سے دنیوی مصائب و تکالیف اٹھ کھڑی ہوتی ہیں۔ خصوصاً جبکہ بندہ خلق سے علیحدگی شیطان سے جنگ اور نفس کی مخالفت کرنے پر آمادہ ہو جائے تو ان مصائب و مشکلات کو برداشت کرتے وقت کس قدر غصہ پینا پڑتا ہے اور کتنی سختیاں جھیلنی پڑتی ہیں۔ اور کتنے حزن و ملال میں گھلنا پڑتا ہے اور کتنی ہی بھیانک مصیبتیں آتی ہیں۔

چہارم، قضائے خداوندی ...... عبادت کے سلسلے میں چوتھا عارضہ قضائے خداوندی ہے جو مختلف نوعیتوں میں بندے پر وارد ہوتی ہے۔ یعنی کبھی آرام، کبھی تکالیف اور بندے کا نفس شرارت و فتنے کی طرف مائل ہے۔ غصہ میں جلدی آ جاتا ہے تو عبادت میں یکسوئی پیدا کرنے کے لیے ان چار مندرجہ بالا عوارض کی گھاٹی بھی عبور کرنا پڑتی ہے۔ یہ چار عوارض چار چیزوں سے دور ہو سکتے ہیں۔

ا۔ رزق کے معاملہ میں خدا تعالیٰ پر توکل کرے۔

Marfat.com

۲۔ خیالات و تفکرات کے ہجوم کے وقت اپنے معاملے کو رب کے حوالے کرے۔

۳۔ تکالیف و مصائب پیش آنے پر صبر کرے۔

۴۔ قضائے الٰہی پر راضی رہے۔

ا۔ کا اجمالی بیان کیا جاتا ہے۔

معاملہ رزق بڑا فتنہ ہے

سب سے سخت ترین رزق کا معاملہ ہے اور اس کی تدبیر ہے۔ کیونکہ مخلوق کے لیے سب سے عظیم مصیبت یہ رزق ہی ہے جس کی تگ و دو نے مخلوقات کو درماندہ اور عاجز کر دیا ہے اور دلوں کو عبادت سے غافل کر رکھا ہے۔ اور لوگوں کو بے پناہ تفکرات اور پریشانیوں میں مبتلا کر دیا ہے اور عمروں کو ضائع کر دیا ہے اور یہ رزق ہی لوگوں کے لیے بڑے بڑے گناہوں اور معاصی کے ارتکاب کا باعث بنا ہے اور یہ رزق کا معاملہ ہی لوگوں کو خدمت پروردگار سے ہٹا کر خدمت دنیا اور خدمت مخلوقات کا باعث بنا ہے۔ تو لوگ اس رزق کے دھندے میں پھنس کر یاد حق سے غفلت اور گناہوں کی تاریکی میں ڈوب جاتے ہیں، اور رزق کی تلاش میں سرگردانی، پریشانی اور ذلت و خواری میں عمر عزیز کو برباد کر دیتے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ کے دربار میں اعمال سے مفلس اور قلاش ہو کر پیش ہوتے ہیں۔ اور اگر خدا تعالیٰ کی رحمت ان کے شامل حال نہ ہو تو پریشان کن حساب اور جانکاہ عذاب میں مبتلا ہوتے ہیں۔

دیکھئے! اس رزق کے معاملہ میں اللہ تعالیٰ نے کس کثرت کے ساتھ آیات نازل فرمائی ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ نے کس قدر وعدے کیے ہیں۔ اور رزق کی ذمہ داری کے متعلق توکل کی تلقین کرتے آئے ہیں اور لوگوں کے لیے صحیح راہ کی وضاحت کرتے آئے ہیں۔ اور علماء نے اس سلسلے میں سینکڑوں تصانیف کی ہیں، اور طرح طرح کی مثالیں دے کر سمجھاتے رہتے ہیں اور اللہ تعالے غضب و مواخذہ سے ڈراتے رہتے ہیں۔ لیکن افسوس کہ لوگ اس کے باوجود راہ ہدایت پر نہیں چلتے اور تقویٰ اختیار نہیں کرتے اور رزق کے بارے میں مطمئن نہیں ہوتے۔ بلکہ وہ رزق کی تلاش میں بے ہوشی کی حد تک پہنچ چکے ہیں۔ ہمیشہ اس بات سے ڈرتے ہیں کہ کہیں صبح و شام کا کھانا فوت نہ ہو جائے اور اس غفلت کی اصل اور بڑی وجہ آیات قرآنی میں قلت تدبر اور اللہ تعالیٰ کی قدرتوں میں قلت فکر اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مقدس کلام سے نصیحت پذیر نہ ہونا، اور سلف کے ارشادات میں غور و فکر نہ کرنا ہے۔ اور اس کے ساتھ ساتھ لوگ وسواس شیطانی کا شکار ہو چکے

Marfat.com

ہیں اور جہلاء کے کام سے مانوس ہو چکے ہیں۔ اور اہل غفلت کی عادات سے متصف ہو چکے ہیں۔ یہاں تک کہ ابلیس لعین ان پر مکمل طور پر مسلط ہو چکا ہے اور غلط عادات ان میں گھر کر چکی ہیں۔ اسطرح لوگ ضعف اعتقاد اور ضعف یقین کے مرض میں مبتلا ہو گئے ہیں۔

لیکن اصحاب بصیرت اور ارباب ریاضت و مجاہدہ جو رب تعالےٰ کے برگزیدہ بندے ہیں، وہ خدا تعالےٰ کی رضا پر راضی ہیں، اس لیے وہ اسباب دنیوی کو خاطر میں نہیں لاتے۔ انہوں نے خدا تعالےٰ کی رسی (دین) کو مضبوطی سے تھام لیا ہے اور مخلوق سے کلی طور پر بے نیاز ہو گئے ہیں۔ انہیں رب تعالےٰ کی آیات پر یقین کامل ہے۔ وہ اس کے بتائے ہوئے صراط مستقیم کو ہی نگاہ رکھتے ہیں۔ رزق کے سلسلہ میں وساوس شیطانی، مخلوق کی طرح طرح کی باتوں اور نفس خبیث کے فریب میں نہیں آتے اور جب اس سلسلہ میں شیطان یا کوئی انسان یا ان کا نفس وسوسہ اندازی کی کوشش کرتا ہے تو وہ پوری طرح مقابلہ کرتے ہیں اور مکمل طور سے مدافعت اور مخالفت کرتے ہیں۔ یہاں تک کہ مخلوق ان سے منہ پھیر لیتی ہے اور شیطان ان سے جدا ہو جاتا ہے اور نفس ان کا مطیع ہو جاتا ہے اور انہیں صراط مستقیم پر استحکام اور زیادہ نصیب ہو جاتا ہے۔

شیطان کی شکست

ایک بزرگ فرماتے ہیں کہ طالب علمی کے زمانہ میں سفر کے دوران میں نے ایک ایسی مسجد میں قیام کیا جو آبادی سے کافی فاصلے پر تھی اور میں اپنے مشائخ کی سنت کے مطابق سفر خرچ سے خالی ہاتھ تھا۔ ابلیس نے آ کر وسوسہ اندازی شروع کی کہ یہ مسجد آبادی سے بہت دور ہے۔ اس مسجد میں قیام کے بجائے اگر تو کسی ایسی مسجد میں قیام کرے جو آبادی میں واقع ہو تو وہاں تیرے خورد و نوش کا انتظام ہو سکے گا۔ میں نے اس کے جواب میں کہا کہ میں یہیں رہوں گا۔ اور خدا کی قسم، میں حلوے کے سوا اور کوئی شے کھاؤں گا بھی نہیں۔ اور حلوہ بھی اس وقت تک نہیں کھاؤں گا جب تک ایک ایک لقمہ کر کے میرے منہ میں نہ ڈالا جائے۔ چنانچہ میں نے وہاں عشاء کی نماز ادا کی اور مسجد کا دروازہ بند کر دیا۔ جب رات کا ابتدائی حصہ گزر گیا تو اچانک کسی شخص نے جس کے ہاتھ میں شمع تھی مسجد کا دروازہ کھٹکھٹایا۔ جب اس نے کافی زور زور سے دروازہ کھٹکھٹانا شروع کیا تو میں نے اٹھ کر دروازہ کھولا میں نے دیکھا کہ ایک بڑھیا ہے جس کے ساتھ ایک نوجوان ہے۔ بڑھیا دروازے سے اندر داخل ہوئی اور میرے سامنے حلوے سے بھرا ہوا ایک تھال رکھ دیا۔ اور کہنے لگی، یہ نوجوان میرا لڑکا ہے۔ میں نے حلوہ تیار کیا تھا اور گفتگو کے دوران اس نے قسم کھالی۔

Marfat.com

میں یہ حلوہ اکیلا نہیں کھاؤں گا بلکہ کسی مسافر کے ساتھ کھاؤں گا، یا اس مسافر کے ساتھ جو اس مسجد میں ہے۔ اس لیے تو اسے کہا، اللہ تعالےٰ تجھ پر رحم کرے۔ اس کے بعد لڑکے نے لقمے بنا کر ایک میرے منہ میں اور ایک اپنے منہ میں دینا شروع کیا۔ یہاں تک ہم نے سیر ہو کر کھایا۔ پھر وہ نوجوان اور بڑھیا واپس چلے گئے اور میں نے مسجد کا دروازہ بند کر لیا۔ اس واقعہ پر دل ہی دل میں دیر تک متعجب ہوتا رہا۔

اے مخاطب! یہ اور اس طرح کے ہزاروں واقعات ہیں جو صالحین سے مجاہدے اور مخالفت شیطان کے طور پر وقوع پذیر ہوئے۔ اس طرح کے واقعات سے تمہیں تین طرح کے فائدے حاصل ہوتے ہیں۔

ا۔ اول، یہ کہ تم جان لو کہ جو رزق مقدر ہو چکا ہے وہ بہر حال انسان کو ملے گا۔

۲۔ دوم، یہ کہ تمہیں معلوم ہو جائے کہ رزق اور اس میں توکل ایک اہم شے ہے اور یہ کہ رزق کے معاملہ میں شیطان کے فریب اور وسوسے نہایت ہولناک اور عظیم ہیں۔ حتیٰ کہ مندرجہ بالا قسم کے زاہدین، آئمہ کرام اور بزرگان دین بھی ان وساوس سے محفوظ نہ رہ سکے، اور ان کے اس قدر مجاہدات اور ریاضات شاقہ کے باوجود ابلیس انہیں گمراہ کرنے سے مایوس نہ ہوا۔ یہاں تک کہ ان آئمہ کرام کو ان وساوس سے محفوظ رہنے کے لیے ایسے ایسے محیر العقول ذرائع اختیار کرنے پڑے اور خدا کی قسم جو شخص ستر برس سے مجاہدات و ریاضات میں مصروف ہو وہ بھی شیطانی وسوسوں سے مامون و محفوظ نہیں ہو سکتا۔ جس طرح مبتدی اور غافل لوگ اس کے وساوس و خطرات سے محفوظ نہیں رہ سکتے۔ اور اگر نفس و شیطان کا ذرا بھی داؤ چلے تو وہ اسے ہلاک کر کے رکھ دیں جس طرح وہ غافل اور غرور میں مبتلا شخص کو ہلاک کر دیتے ہیں۔

تمہیں یہ یقین ہونا چاہیے کہ خدا تعالےٰ نے اپنی مقدس کتاب میں تمہارے رزق کی ضمانت و کفالت کا ذمہ اٹھا لیا ہے اس چیز کو تم یوں سمجھو کہ کوئی دنیوی بادشاہ تم سے یہ وعدہ کرے کہ آج شام تمہاری میرے ہاں مہمانی ہے اور تمہیں اس کے متعلق یہ حسن ظن بھی ہو کہ یہ اپنی گفتگو میں سچا ہے، جھوٹا نہیں اور وعدہ خلافی نہیں کرتا۔ بلکہ اگر ایک بازاری یا کوئی یہودی یا نصرانی یا کوئی آتش پرست جس کا ظاہر حال اچھا ہو وہ تم سے اس طرح کا کوئی وعدہ کرے تو تم ضرور اس کی بات پر اعتماد کرو گے، اور تم اس کی بات پر مطمئن ہو جاؤ گے۔ اور رات کے طعام کے سلسلے میں اس کی بات پر بھروسہ کر کے بے فکر ہو جاؤ گے۔

قرآنی آیات اور ارشادات نبوی سے نہایت صحت کے ساتھ یہ امر ثابت ہے کہ ہر ایک کا

Marfat.com

رزق ازل سے تقسیم ہو چکا ہے۔ اس لیے تمہیں اس تقسیم خداوندی پر یقین ہونا چاہیے اور اس امر کا بھی اعتقاد ہونا چاہیے کہ اس کی تقسیم میں تغیر و تبدل اور ترمیم وغیرہ ناممکن ہے۔ تو اگر تم ان دلائل کے باوجود تقسیم ازلی کا انکار کر دیا اس میں رد و بدل کا جائز خیال کرو تو یہ صریح کفر ہے، نعوذ باللہ منہ ...... اور جب تمہیں اس امر کا یقین ہو چکا کہ اس میں رد و بدل ناممکن ہے تو اس سلسلہ میں اہتمام اور طلب و جستجو سے کیا فائدہ۔ اس عقیدہ کے ہوتے ہوئے پھر تلاش و جستجو، دنیا میں ذلت و خواری اور آخرت میں تنگی اور خسران کا باعث ہے۔ اسی لیے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ ''مچھلی اور بیل کی پشت پر لکھا ہوا ہے یہ فلاں بن فلاں کا رزق ہے۔ تو رزق کے معاملہ میں حریص شخص کو بے جا مشقت کے سوا کچھ حاصل نہیں ہوتا۔''

شیخ امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ ''بیشک جن لقموں کا چبانا تیرے مقدر میں ہو چکا ہے انہیں کوئی دوسرا نہیں چبا سکتا۔ تو اپنے حصہ کے رزق کو عزت کے ساتھ کھا، ذلت و خواری سے نہ کھا۔''

میرے شیخ کے استاد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ ''رزق کے معاملہ میں [illegible] سکون ہوا وہ یہ ہے کہ میں نے اپنے نفس سے کہا کہ یہ رزق زندہ انسانوں سے [illegible] مردوں کو رزق سے کیا تعلق! اور جس طرح انسانی زندگی اللہ تعالے کے خزانے [illegible] قدرت میں ہے اسی طرح رزق بھی اسی کے دست قدرت میں ہے چاہے مجھے [illegible] دے۔ اس سلسلہ میں اللہ تعالے کی مشیت میرے علم سے پوشیدہ ہے۔ وہی جیسے چاہتا ہے کرتا ہے اور مجھے اپنے نفس کو سکون و قرار میں رکھنا چاہیے۔''

بعض صالحین نے فرمایا ہے۔ ''اگر تو پیٹ بھر کے کھانے کا عادی ہے تو عبادت [illegible] امید نہ رکھ۔ اور دل میں بغیر عبادت نور کیسے آ سکتا ہے یا اس عبادت سے بھی [illegible] بے لذت اور بے ذوق ہو۔''

اس لیے حضرت ابراہیم بن ادہم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ میں [illegible] اللہ کے بندوں کی صحبت میں رہا ہوں ان میں سے ہر ایک مجھے یہی نصیحت [illegible] ابراہیم! جب تو اہل دنیا کے پاس جائے تو ان کو ان چار باتوں کی نصیحت [illegible]۔

ا۔ جو پیٹ بھر کر کھائے گا اسے عبادات میں لذت نصیب نہیں ہوتی۔

۲۔ جو زیادہ سوئے گا اس کی عمر میں برکت نہیں ہوتی۔

۳۔ جو لوگوں کی خوشنودی چاہے وہ اللہ کی خوشنودی سے ناامید ہو جائے۔

Marfat.com

۴۔ جو غیبت اور فضول گوئی زیادہ کرے گا وہ دین اسلام پر نہیں مرے گا۔

فراخی رزق کا وظیفہ

میں نے بعض مشائخ سے پوچھا کہ کئی اولیاء اللہ کی عادت ہے کہ وہ عسرت و تنگی کے ایام میں سورۃ واقعہ پڑھتے ہیں۔ کیا ان کی نیت یہ نہیں ہوتی کہ اس سے اللہ تعالیٰ ان کی اس عسرت اور تنگی کو دور کرے اور انہیں رزق کے معاملہ میں فراخی اور وسعت عطا کرے۔ کیا عمل آخرت سے حصول دنیا کا ارادہ کرنا درست ہے؟

بعض مشائخ کی طرف سے اس کا جو جواب مجھے ملا اس کا مفہوم یہ تھا کہ اولیاء کرام کی مراد و نیت اس سے یہ ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ انہیں قناعت عطا کرے اور اتنی مقدار میں روزی عطا کرے جس سے وہ عبادت الٰہی بجالاتے رہیں اور درس و تدریس کی قوت بحال رہے۔ اور اس طرح کا ارادہ نیک ارادہ ہے۔ دنیا کا ارادہ نہیں۔

جاننا چاہیے کہ عسرت و تنگی کے وقت فراخی رزق کے لیے اس سورۃ کو پڑھنے کا معمول بنانا خود حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے مروی ہے۔ یہاں تک کہ حضرت ابو مسعود رضی اللہ عنہ نے بوقت وفات سب مال خیرات کر دیا اور اپنی اولاد کے لیے کچھ نہ چھوڑا تو اس فعل پر جب ان کو ڈانٹا گیا تو انہوں نے جواب دیا کہ میں اپنی اولاد کے لیے سورۂ واقعہ چھوڑ کر جا رہا ہوں۔

سنت کے اسی اصول کے مطابق ہمارے علماء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ نے اس قسم کی باتیں اختیار کیں۔ ورنہ بحمدہ تعالیٰ اس دنیا کی عسرت اور فراخی کی کوئی پرواہ نہیں تھی۔ بلکہ وہ تو اسباب دنیا کی تنگی اور عسرت کو غنیمت جانتے تھے۔ اور اس میں ایک دوسرے پر فوقیت لے جانے کی کوشش کرتے تھے اور مالی تنگ دستی کو اللہ تعالیٰ کا احسان عظیم تصور کرتے تھے۔ اور جب اپنے آپ کو ساز و سامان دنیوی کی وسعت و کشادگی میں دیکھتے تو سخت ڈرتے تھے۔ حالانکہ اکثر لوگ دنیوی مال و نعمت کو اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم خیال کرتے ہیں۔ باوجودیکہ یہ وسعت مال و دولت ان کے لیے استدراج اور مصیبت ہوتا ہے۔

Marfat.com

اللہ تعالیٰ پر توکل کیوں ضروری ہے؟

شیطان کا سب سے بڑا ہتھیار جس سے وہ آدمی کو گمراہ کرتا ہے، رزق کا خوف ڈالنا ہے۔ اس پریشانی سے نجات کی صورت یہ ہے کہ تو رزق کے بارے میں اللہ تعالیٰ کی ذات پر توکل (بھروسہ) کرے کیونکہ جب لوگ توکل کی صفت کماحقہ اپنے اندر حاصل کر لیتے ہیں اور اس پر مضبوطی سے قائم ہو جاتے ہیں تو وہ خدا کی عبادت میں ہر چیز سے فارغ ہو کر مشغول ہو جاتے ہیں۔ خلق سے کنارہ کشی کو اپنا دستور بنا لیتے ہیں۔ لق و دق صحراؤں میں پہاڑوں کی چوٹیوں اور خطرناک گھاٹیوں میں زندگی بسر کرنا ان کے لیے آسان ہو جاتا ہے تو ایسے لوگ سب سے طاقتور اور باہمت ہو جاتے ہیں۔ درحقیقت یہی باہمت لوگ دین کے ستون تمام سے معزز اور خدائی زمین کے بادشاہ کہلانے کے حقدار ہوتے ہیں۔ کیونکہ یہ لوگ جہاں چاہتے ہیں جاتے ہیں، جہاں چاہتے ہیں قیام کرتے ہیں اور علم و عمل کی مشکل ترین منزلوں کو طے کرتے ہیں۔ کوئی چیز ان کے مقصد میں رکاوٹ یا حائل نہیں ہو سکتی۔ ساری زمین ان کے سامنے ہوتی ہے اور ماضی حال و مستقبل ان کے لیے ایک ہوتا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے مندرجہ ذیل ارشاد میں اسی طرح اشارہ فرمایا ہے۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں۔ ''جو شخص یہ چاہے کہ سب سے قوی ہو جائے تو اسے چاہیے کہ اللہ پر توکل کرے اور جو چاہے کہ سب سے باعزت ہو جائے تو اسے چاہیے کہ تقویٰ اختیار کرے اور جو چاہے کہ سب لوگوں سے زیادہ دولت مند ہو جائے تو اسے چاہیے کہ اپنے پاس موجود شے سے زیادہ اس شے پر اعتماد کرے جو خدا کے دست قدرت میں ہے۔''

حضرت سلیمان الخواص نے فرمایا کہ اگر کوئی شخص صدق نیت سے اللہ سبحانہ وتعالیٰ پر توکل کرے تو امراء و غیر امراء سب اس کے محتاج ہو جائیں گے اور وہ کسی کا محتاج نہیں ہو گا۔ کیونکہ اس کا مالک تمام زمین و آسمان کے خزانوں کا مالک ہے۔

توکل کرنے کی دوسری وجہ یہ ہے کہ اسے ترک کرنے میں بڑا خطرہ ہے اور بہت نقصان ہے۔ میں کہتا ہوں کہ کیا خدا تعالیٰ نے پیدائش انسان کے ساتھ متصل اس کے رزق کا ذکر نہیں کیا؟ یعنی کیا ہے۔ چنانچہ ارشاد فرمایا۔ ''خدا نے تمہیں پیدا کیا پھر تمہیں رزق دیا۔''

اس سے معلوم ہوا کہ جس طرح وہ خالق ہے، رازق ہے۔ پھر صرف اسی قدر پر کفایت نہ کی، بلکہ صریح طور پر رزق کا وعدہ فرمایا۔ چنانچہ فرمایا۔ ''بے شک اللہ ہی ہر ایک کا رازق ہے۔''

Marfat.com

پھر اس وعدے پر اکتفا نہ کیا بلکہ صاف طور پر رزق کا ذمہ اپنے پر لیا اور فرمایا۔ ''زمین میں کوئی جاندار نہیں مگر اس کا رزق اللہ تعالیٰ کے ذمے ہے۔'' پھر صرف ذمہ پر اکتفا نہ کیا بلکہ اس پر قسم کھائی۔ پھر صرف قسم پر اکتفا نہ کیا بلکہ نہایت واضح الفاظ میں توکل کا حکم دیا اور توکل کرنے کی تنبیہ فرمائی۔ چنانچہ فرمایا۔ ''اس حی قیوم ذات پر توکل کر جس پر فنا نہیں آ سکتی۔'' دوسری جگہ فرمایا۔ ''اور خدا ہی پر توکل کرو اگر تم سچے ایماندار ہو۔''

تو جو شخص خدا کے قول پر اعتبار نہ کرے، اس کے وعدے کو کافی نہ سمجھے، اور اس کے ذمہ لینے پر مطمئن نہ ہو۔ پھر اس کی وعدے، وعید اور حکم کی کوئی پروانہ کرے۔ تو ایسے شخص کے منحوس اور برے ہونے میں کیا شک ہو سکتا ہے۔ اور ایسا شخص جن معاشی پریشانیوں میں گرفتار ہوتا ہے وہ کس سے پوشیدہ ہیں۔ ایک بہت سخت بات ہے جس سے عام دنیا غافل ہے۔ ایک دفعہ سرکار دو عالم نور مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے فرمایا۔ ''اے ابن عمر! تیرا اس وقت کیا حال ہو گا جب تو ایسی قوم میں ہو گا جو ضعف یقین کے باعث قحط سالی کے خوف سے رزق کا ذخیرہ بنائے گی۔''

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ لعنت ہو اس قوم پر جسے خدا کی قسموں پر بھی اعتبار نہ آیا۔ جب آیت "فورب السماء والارض ......" نازل ہوئی تو ملائکہ نے کہا، ہلاکت ہو ابن آدم کے لیے کہ اس نے رب کو غضبناک کیا یہاں تک کہ اس نے رزق دینے کی قسم کھائی۔

حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے۔ ''اگر تو خدا کی اتنی عبادت کرے جتنی زمین و آسمان کی تمام مخلوق، تو بھی وہ تیری عبادت قبول نہیں کرے گا جب تک تو اس کی تصدیق نہ کرے۔'' کسی نے سوال کیا، تصدیق سے کیا مراد ہے؟ تو آپ نے جواب دیا۔ ''اسکے مربی، رازق اور کفیل ہونے پر مطمئن ہو جائے اور جسم کو اس کی بندگی کے لیے فارغ کر دے۔''

جب ہرم بن حسان کی ملاقات حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ سے ہوئی تو حضرت ہرم نے پوچھا۔ ''میں کہاں اقامت اختیار کروں؟'' تو آپ نے اپنے ہاتھ سے شام کی طرف اشارہ فرمایا۔ تو حضرت ہرم نے کہا۔ ''شام میں گزر اوقات کس طرح ہو گی؟'' تو آپ نے جواب دیا۔ ''افسوس ان پر جو شک میں مبتلا ہو گئے اب انہیں کوئی نصیحت فائدہ نہیں دیتی۔''

توکل سے محروم کا چہرہ کعبہ سے پھر گیا

منقول ہے کہ ایک کفن چور نے حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کے ہاتھ پر توبہ کی۔

Marfat.com

حضرت بایزید نے قبور کے متعلق اس سے سوال کیا تو اس نے جواب دیا۔ ''میں نے تقریباً ہزاروں قبروں سے کفن چرائے لیکن سوائے دو مردوں کے باقی تمام کے منہ قبلہ کی جانب سے پھرے ہوئے تھے۔'' تو آپ نے فرمایا ان لوگوں کو رزق کے بارے میں خدا پر توکل نہیں تھا، اس لیے قبر میں ان کے چہرے قبلہ سے پھرے ہوئے تھے۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔ ''اور جو شخص اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرے تو اللہ تعالیٰ اس کے لیے کافی ہے۔''

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ''اگر تم خدا تعالیٰ پر کماحقہ توکل (بھروسہ) کرتے تو وہ تمہیں پرندوں کی طرح رزق دیتا جو صبح خالی پیٹ گھونسلوں سے جاتے ہیں اور شام کو پیٹ بھر کے واپس آتے ہیں۔''

ایک اور امتحان جو اس سلسلہ میں وارد ہوتا ہے وہ قضائے الٰہی ہے، اس پر راضی رہنا ضروری ہے۔

قضا پر راضی ہونے کی وجہ

قضائے الٰہی پر ناراضگی کا اظہار کرنا اللہ تعالیٰ کے غضب کو دعوت دینے کے مترادف ہے۔ مذکور ہے کہ کسی نبی نے اپنی کسی تکلیف کا اللہ تعالیٰ کے دربار میں شکوہ کیا تو رب تعالیٰ کی طرف سے وحی آئی کہ کیا تو میرا شکوہ کرتا ہے؟ حالانکہ میں مذمت اور شکوہ کا مستحق نہیں ہوں۔ کیا تو ایسی نامناسب بات کا اظہار کر رہا ہے؟ تو میری قضاء پر ناراضگی کا اظہار کیوں کر رہا ہے؟ کیا تو یہ چاہتا ہے کہ میں تیری خاطر دنیا بدل دوں، یا تیری خاطر لوح محفوظ میں تبدیلی کروں، اور ایسی چیز تیرے واسطے مقدر کر دوں جسے تو چاہے، اگر چہ میں اسکو نہ چاہوں؟ اور ایسی چیز تیرے لیے مہیا کروں جو تجھے پسند ہو، مجھے پسند نہ ہو؟ مجھے اپنی عزت وجلال کی قسم! اگر تیرے سینے میں آئندہ بھی اس قسم کا خطرہ اور وسوسہ گزرا تو میں ضرور تجھ سے نبوت کا مقدس لباس اتار دوں گا۔

میں کہتا ہوں، عقلمند شخص کو گوش ہوش ہونا چاہیے کہ رب تعالیٰ کس طرح اپنے نبیوں اور برگزیدہ بندوں سے ایسی سخت گفتگو فرما رہا ہے۔ جب وہ اپنے برگزیدہ اور پاک بندوں سے ایسے کلمات کہہ سکتا ہے، تو غیر انبیاء کے ساتھ بطریق اولیٰ ایسی گفتگو کر سکتا ہے۔

پھر رب تعالیٰ کا یہ ارشاد بہت قابل غور ہے کہ ''اگر تیرے دل میں دوبارہ اس قسم کا خیال آیا تو تیری نبوت چھین لی جائے گی۔'' جب محض ارادے اور خیال پر اس قدر سخت وعید فرمائی تو اس شخص پر اس کے غصہ کا کیا عالم ہوگا جو بے صبری سے چیخنے اور چلانے اور بار بار فریاد کرنے لیے

Marfat.com

بلائے۔شکوہ کرے اور رب کو اپنی تباہی اور بربادی کے لیے عام لوگوں کے سامنے پکارے، صرف اکیلا نہ پکارے بلکہ اس میں اپنے ساتھی اور دوست بھی شامل کر لے۔ پھر یہ اس کو ڈانٹ ہے جس نے ساری عمر میں صرف ایک بار شکوہ کیا تو جس کی ساری عمر ہی رب تعالیٰ کے شکووں اور شکایتوں میں گزری ہو اس کا کیا انجام ہوگا؟

پھر اس قسم کی گفتگو اس کے ساتھ ہے جس نے اس کے دربار میں شکوہ کیا تو جو شخص غیروں کے آگے اللہ تعالیٰ کا شکوہ کرے وہ تو سخت ترین سزا کا مستحق ہے۔

کسی بزرگ کی طرف اشارہ ہوا، آپ جو چاہیں مجھ سے مانگیں آپ کو عطا کیا جائے گا، اور وہ بزرگ مستجاب الدعاء تھے تو آپ نے جواباً عرض کیا۔''سبحان اللہ! وہ ذات جو جمیع علوم پر حاوی ہے ایک ایسے جاہل سے فرماتی ہے مانگ جو مانگنا چاہتا ہے۔ مجھے کیا معلوم کہ میرے لیے فلاں شے بہتر ہے اور فلاں بہتر نہیں ہے بلکہ جو تجھے پسند ہے وہی مجھے پسند ہے۔''

تفویض کے لیے دوسری اس چیز کو ذہن میں رکھنا بھی ضروری ہے کہ اگر ایک شخص تجھ سے یہ کہے کہ تیرے سب امور میں انجام دیتا ہوں اور تیری تمام حاجات کی تدبیر میں کرتا ہوں اس لیے تو اپنے جملہ امور میرے حوالے کر دے اور تو اپنے کسی اہم کام کو سرانجام دینے میں مشغول رہ۔ اور یہ کہنے والا شخص تیرے نزدیک واقعی تمام امور سے واقف ہو، اور بہترین حاکمیت کا مالک ہو اور اپنے ارادے کو پورا کرنے کی قوت رکھتا ہو، اور وہ تجھ پر رحیم و کریم بھی ہو، اس کے ساتھ ساتھ وہ شخص متقی اور پرہیز گار اور صادق القول بھی ہو۔ تو کیا تو اس شخص کی اس عظیم پیشکش کو اپنے حق میں عظیم ترین غنیمت نہیں سمجھے گا اور بہت بڑی نعمت خیال نہیں کرے گا اور اس کی انتہائی احسان مندی کا معتقد نہیں ہوگا اور اس کی شکر یے اور صفت و ثناء میں انتہا نہیں کر دے گا؟ یقیناً ضرور کرے گا۔

☆☆☆☆☆☆☆

محمد بن مسلمہ فرماتے ہیں امیروں اور حاکموں کے دروازے پر جانیوالے عالم سے پاخانے پر بیٹھنے والی مکھی اچھی ہے کہ وہ نجاست لے کر آتی ہے اور یہ دین دیکر اور ظلم لے کر آتے ہیں۔

Marfat.com

صبر کی ضرورت

ایک اور آزمائش جس سے عابد کو گزرنا پڑتا ہے وہ مصائب و تکالیف ہیں جو مختلف صورتوں میں پیش آتی ہیں۔ ان میں کامیابی کی واحد صورت یہ ہے کہ صبر کرے۔ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔ ''لوگوں میں سب سے زیادہ انبیاء آزمائش میں ڈالے جاتے ہیں، پھر علماء، پھر جو ان کے قریب ہیں، پھر جو ان کے قریب ہیں۔''

خداوند تعالےٰ نے واضح الفاظ میں فرمایا ہے کہ ''اور تمہاری آزمائش ہوگی تمہارے مالوں میں اور تمہاری جانوں میں اور تم ضرور سنو گے یہود و نصاریٰ اور مشرکین سے اذیت دینے والی باتیں۔'' پھر فرمایا ''تو اگر تم صبر کرو گے اور تقویٰ اختیار کرو گے تو یہ بہت ہمت کے کام ہیں۔''

صبر کے ذریعے انسان دشمنوں پر فتح مند ہوتا ہے۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ ''آپ صبر کریں بے شک نیک انجام متقین کا ہی ہے۔'' نیز صبر کرنے والوں کو لوگوں کی امامت اور پیشوائی کا درجہ ملتا ہے۔

ارشاد ربانی ہے۔ ''اور ہم نے ان کو ان کے صبر کے باعث لوگوں کا امام بنایا کہ ہمارے حکم سے لوگوں کو ہدایت کی تبلیغ کرتے تھے۔''

نیز صبر کرنے والوں کو جنت کی بشارت دی گئی ہے اور ان پر ان کے پروردگار کی صلواتیں اور رحمتیں نازل ہوتی ہیں اور اللہ تعالےٰ صبر کرنے والوں سے محبت فرماتا ہے۔

اس کا طریقہ یہ ہے کہ آدمی شدت اور اس کے وقت کو یاد کرے اور یہ خیال کرے کہ نہ تو میری بے صبری سے اس میں اضافہ ہوگا اور نہ کمی۔ اور نہ اس میں تقدیم ہوگی اور نہ تاخیر۔ تو پھر جزع اور بے صبری سے کیا فائدہ؟ بلکہ اس میں بجائے فائدہ کے نقصان اور خطرہ ہے اور اپنے اندر صبر کا وصف پیدا کرنے کی سب سے اعلےٰ چیز یہ ہے کہ آدمی صبر کے اس عوض کا تصور کرے جس کا پروردگار نے وعدہ فرمایا۔

کوئی اور رب تلاش کرلے

حدیث قدسی ہے کہ جو شخص میری تقدیر پر راضی نہ ہو اور میری جانب سے آنے والی مصیبتوں پر صابر نہ ہو اور میری عطا کردہ نعمتوں کا شکر ادا نہ کرے تو ایسا شخص میرے بجائے کسی اور کو رب بنا

Marfat.com

سے۔

فضیلت صبر کے متعلق حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ایک نہایت جامع قول منقول ہے۔ آپ نے ایک شخص کو صبر کی تلقین کرتے ہوئے فرمایا۔ ''تجھ پر تقدیر الٰہی ضرور جاری ہو کر رہے گی۔ ہاں اگر تو صبر کرے گا تو اجر و ثواب پائے گا اور اگر بے صبری کا شیوہ اختیار کرے گا تو گنہگار ہوگا۔''

پھر میں کہتا ہوں کہ اگرچہ اللہ تعالیٰ کی ذات برحق پر توکل و بھروسہ کرتے ہوئے دل کو اس کی چاہت کی چیزوں سے الگ کرنا، نفس امارہ کو اس کی بری عادات سے روکنا، دنیوی معاملات کی تدابیر وتجاویز کو ترک کر دینا، اپنے متعلق نفع ونقصان کی چیزوں سے اعراض کرتے ہوئے اپنا سارا معاملہ اللہ تعالیٰ کے سپرد کرنا، نفس امارہ کی نگرانی کرنا، کسی امر کے فوت ہو جانے پر نفس کو بے صبری سے روکنا جبکہ ایسے موقع پر بے صبری کرنا اس کی فطرت وسرشت میں داخل ہے۔ نیز نفس کو رضا کی لگام دینا اور نفرت کے باوجود نفس کو صبر کے تلخ اور کڑوے گھونٹ پلانا، یہ سب مندرجہ بالا امور ناقابل برداشت ہیں، اور یہ نہایت بھاری بوجھ اور مشکل ترین علاج ہے۔ لیکن اپنی اصلاح اور درستی کی صحیح تدبیر بھی صرف یہی ہے اور یہی صراط مستقیم ہے اور اسی صراط مستقیم پر چلنے کا انجام اچھا ہے۔ اور سعادت ونیک بختی کے حالات اسی سے پیدا ہو سکتے ہیں۔

اس خیر خواہ، مخلص اور ماہر طبیب کے متعلق تمہارا کیا خیال ہے جو ایک لاغر اور نازک حال مریض کو پانی پینے سے روک دیتا ہے۔ حالانکہ اس مریض کو شدید پیاس لگ رہی ہوتی ہے اور شدت پیاس کے باعث اس کا کلیجہ جل رہا ہوتا ہے۔ لیکن وہ طبیب اسے کڑوی دوا پلا دیتا ہے، جو اس مریض کی طبیعت اور نفس پر گراں ہوتی ہے۔ تو کیا تم یہ خیال کر سکتے ہو کہ وہ طبیب مریض سے دشمنی اور عداوت اور اسے اذیت دینے کے لیے ایسی دوا دے رہا ہے؟ ہرگز نہیں۔ بلکہ اس میں اس مریض کے ساتھ سراسر خیر خواہی اور احسان ہے۔ کیونکہ طبیب جانتا ہے کہ مریض بتقاضائے شہوت جو کچھ طلب کرتا ہے اس میں اس کی ہلاکت اور موت ہے۔ اور اسے اس سے روکنے اور باز رکھنے میں ہی اس کی شفا اور بقا ہے۔

تو تمہیں اس مثال سے اندازہ لگانا چاہیے کہ اگر اللہ تعالیٰ کسی وقت ایک روٹی یا ایک درہم تمہیں عطا نہیں کرتا، تو تمہیں یقین رکھنا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ اس پر قادر ہے کہ جو کچھ تم چاہتے ہو وہ سب کچھ تمہیں عطا کر دے۔ کیونکہ وہ فضل وجود کا مالک ہے۔ تمہاری تنگ دستی سے پوری طرح واقف ہے۔ اس سے کوئی شے مخفی اور پوشیدہ نہیں۔ اسکے باوجود اگر وہ احکم الحاکمین تمہیں تمہاری چاہت کی چیز عطا نہیں کر رہا تو اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ معاذ اللہ وہ شے اس کے پاس نہیں یا وہ

Marfat.com

عاجز ہے یا اسے تمہاری حالت کا پتہ نہیں، یا وہ بخیل ہے۔ وہ تو ان تمام عیوب و نقائص سے پاک اور منزہ ہے۔ وہ تمام غنیوں سے بڑا غنی، تمام قدرت والوں سے بڑا قادر، علم والوں سے بڑھ کر عالم اور تمام انبیاء سے بڑھ کر سخی اور کریم ہے۔ لہٰذا تمہیں یقین ہونا چاہیے کہ تمہاری چاہت کی چیزیں بسا اوقات وہ تمہیں اس لیے عطا نہیں کرتا کہ اس میں تمہاری اصلاح اور بہتری مضمر ہوتی ہے۔ عطا نہ کرنے کی وجہ عجز یا بخل نہیں بلکہ وہ تو قرآن مجید میں یوں ارشاد فرماتا ہے۔ ''زمین میں جو کچھ ہے وہ سب اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے پیدا کیا ہے۔''

اور اللہ تعالیٰ کی جانب بخل کی نسبت کیسے ہوسکتی ہے جبکہ اس نے تمہیں اپنی معرفت جیسی نعمت عظمیٰ عطا کی جس کے سامنے تمام نعمتیں ہیچ ہیں۔ ایک مشہور حدیث میں وارد ہے کہ ''اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، میں اپنے دوستوں کو دنیا کی نعمتوں سے اس طرح دور رکھتا ہوں جس طرح مہربان چرواہا اپنے اونٹوں کو خارش زدہ اونٹوں سے الگ رکھتا ہے۔''

اللہ تعالیٰ ماں سے زیادہ مہربان ہے

اور جب تجھے اللہ تعالیٰ دنیاوی شدائد و مصائب میں رکھے تو اس بات پر یقین رکھ کہ وہ تیرا امتحان لینے اور تیری آزمائش کرنے سے بے نیاز ہے۔ وہ تیرے حال سے واقف ہے۔ تیرے ضعف اور کمزوری کو بھی جانتا ہے اور وہ تجھ پر رؤف و رحیم بھی ہے۔ کیا تو نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ قول مبارک نہیں سنا؟ آپ فرماتے ہیں۔ ''بیشک اللہ تعالیٰ اپنے بندہ مومن پر اپنے بچے پر شفیق ماں سے بھی زیادہ مہربان اور شفیق ہے۔''

جب تو نے یہ بات جان لی تو پھر تجھے اس بات پر یقین رکھنا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ تیری اصلاح کے لیے تجھے تکلیف اور مصیبت میں ڈالتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے علم میں تیری اصلاح منظور ہے۔ مگر تو اس سے بے خبر ہے۔ اسی اصلاح اور ترقی درجات کے لیے اللہ تعالیٰ اپنے دوستوں اور مقبول بندوں کو ابتلاء و آزمائش میں کثرت سے ڈالے رکھتا ہے۔ حالانکہ یہ طبقہ اس کی درگاہ میں نہایت باعزت طبقہ ہے۔ یہاں تک کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ''جب اللہ تعالیٰ کسی قوم کو اپنا دوست بناتا ہے تو اس کو مختلف آزمائشوں میں ڈالتا ہے۔'' دوسرے موقع پر فرمایا۔ ''بیشک سب سے زیادہ انبیاء امتحان اور آزمائش میں ڈالے جاتے ہیں، پھر شہید لوگ، پھر وہ جو ان کے نزدیک ہیں اور پھر وہ جو ان کے نزدیک۔''

تو جب تو یہ دیکھے کہ اللہ تعالیٰ نے تجھ سے دنیا کی نعمتوں کو روک رکھا ہے یا تیرے لیے

Marfat.com

کثرت سے مصائب و مشکلات پیدا کر رہا ہے تو یقین رکھ کہ یہ بات اللہ کی درگاہ میں تیرے باعزت اور صاحب مرتبہ ہونے کی علامت ہے اور وہ تجھے اپنے اولیاء کے راستے پر چلانا چاہتا ہے۔ بیشک وہ پروردگار تیرے تمام حالات سے واقف ہے اور کسی بات میں تیرا محتاج نہیں۔ (بلکہ ان باتوں سے اسے تیری اصلاح منظور ہے) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ ''اور اپنے رب کے حکم کے مطابق صبر سے کام لو بیشک تم ہماری حفاظت اور نگاہ میں ہو۔''

امتحانات اسباب راحت ہیں

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، مسلمان کو جو تکلیف، غم یا اذیت و مصیبت پہنچے یہاں تک کہ کانٹا جو اس کو چبھے اللہ تعالیٰ ان کے سبب اس کے گناہ مٹا دیتا ہے اور وہ حمد کرتا رہے تو گناہوں سے ایسا پاک ہو کر اٹھے گا جیسے اس دن کہ اپنی ماں سے پیدا ہوا، اور اس طرح کہ جیسے درخت سے پتے جھڑتے ہیں۔ ایک مرتبہ آپ ام السائب کے پاس تشریف لے گئے۔ فرمایا، تجھے کیا ہوا جو کانپ رہی ہے۔ عرض کی، بخار ہے۔ خدا اس میں برکت نہ کرے۔ فرمایا، بخار کو برا نہ کہو کہ وہ آدمی کی خطاؤں کو اس طرح دور کرتا ہے جیسے بھٹی لوہے کے میل کو۔ اور آدمی کے تین سو ساٹھ جوڑ ہیں جن پہ بخار کا اثر ہوتا ہے۔ اگر آدمی صبر کرے تو تمام جوڑوں کے گناہ اللہ تعالیٰ معاف فرما دیتا ہے۔ لہٰذا اس حالت میں دعا کرنی چاہیے۔

وہ صبر دے الٰہی جس میں خلل نہ آئے
تیروں پہ تیر کھاؤں ماتھے پہ بل نہ آئے

اسی طرح آپ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے جب اپنے بندے کی آنکھیں لے لوں پھر وہ صبر کرے تو آنکھوں کے بدلے اسے جنت دوں گا۔

حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، بندہ کے لیے علم الٰہی میں کوئی مرتبہ مقرر ہوتا ہے اور وہ اعمال کے سبب اس رتبہ کو نہ پہنچا تو بدن یا مال یا اولاد میں اس کا امتحان لیتا ہے۔ پھر اسے صبر دیتا ہے۔ یہاں تک کہ اسے اس مرتبہ کو پہنچا دیتا ہے جو اس کے علم الٰہی میں ہے۔ اس طرح آپ کا ارشاد ہے کہ جب قیامت کے دن اہل بلا کو ثواب دیا جائے گا تو عافیت والے تمنا کریں گے، کاش دنیا میں قینچیوں سے ان کی کھالیں کاٹی جاتیں۔ سمجھنا چاہیے کہ

جس بندے نوں رب آزمایا
سمجھ اوہدے تے کرم کمایا

Marfat.com

ان احادیث سے ثابت ہوا کہ بیماری بھی ایک بہت بڑی نعمت ہے۔اس کے منافع بے شمار ہیں۔اگر چہ آدمی کو اس سے بظاہر تکلیف پہنچتی ہے مگر حقیقتاً آرام و راحت کا ایک بہت بڑا ذخیرہ ہاتھ آتا ہے۔ یہ ظاہری بیماری حقیقت میں روحانی بیماریوں کا ایک زبردست علاج ہے۔ حقیقی بیماری امراض روحانیہ ہیں۔اس کو مرض مہلک سمجھنا چاہیے۔صاف بات ہے جو ہر شخص جانتا ہے کہ کوئی کتنا ہی غافل ہو مگر جب مرض میں مبتلا ہوتا ہے تو کس قدر خدا کو یاد کرتا ہے اور توبہ واستغفار کرتا ہے۔اور یہ بڑے رتبہ والوں کی شان ہے کہ تکلیف کا بھی اسی طرح استقبال کرتے ہیں جیسے راحت کا، بلکہ تکلیف کو افضل جانتے ہیں۔حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے کسی نے پوچھا کہ تکلیف و راحت میں کون سی چیز آپ کے نزدیک افضل ہے۔فرمایا، ہمارے لیے دونوں برابر ہیں۔جب یہ قول حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچا تو فرمایا، خدا ابوذر کا بھلا کرے مگر ہمارے نزدیک نعمت سے بلا افضل ہے کہ نعمت میں نفس کی بھی خواہش ہے اور بلا سراسر رضائے دوست ہے۔لہٰذا صبر و استقلال سے کام لے کر اجر کو ضائع نہیں کرنا چاہیے۔ورنہ بے صبری سے مصیبت تو جائے گی نہیں البتہ دوہری تکلیف یہ ہو کہ ثواب بھی اکارت جائے گا۔ بہت سے نادان اور بیوقوف بیماری یا مصیبت کے وقت نہایت بے جا کلمے بول اٹھتے ہیں بلکہ بعض کفر تک پہنچ جاتے ہیں۔معاذ اللہ۔یہ دین و دنیا میں انتہائی خسارے اور نقصان کا ذخیرہ ہے۔

کنڈے سخت کالایاں والے دوروں ویکھ نہ ڈریے

چوبھاں جھلئے راہ تے چوائیے جھول پھلاں تد بھریے

اس مصیبت پر اگر بندہ راضی نہ ہو تو اسے شرم کرنی چاہیے کہ خود اللہ تعالیٰ سے راضی نہیں اور اس کی رضا کی استدعا کرتا رہے۔ نیز حدیث قدسی ہے۔اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، جب تجھ پر بلا نازل ہو تو لوگوں کے سامنے شکایت مت کر جو کہنا ہے مجھ سے کہہ۔کیونکہ میں تیری خطاؤں اور نافرمانیوں کی شکایت فرشتوں کے سامنے نہیں کرتا۔

صبر کی بدولت سات بیٹے ملے

حدیث پاک میں ہے کہ حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ اپنے بیمار بیٹے کو گھر چھوڑ کر مزدوری کرنے چلے گئے جب واپس آئے تو بیوی سے پوچھا، بچہ کیسا ہے؟ بیوی حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا نے کہا، پہلے سے بہتر ہے، آپ کھانا کھائیں۔ان کو کھانا پیش کیا اور پھر دبانا شروع کر دیا اور ساتھ ساتھ کہتی ہیں کہ ابوطلحہ ان ہمسائیوں کو دیکھو ان کے پاس امانت رکھی گئی تھی جب واپسی کا

Marfat.com

تقاضا کیا تو وہ ناراض ہو رہے ہیں۔ ابوطلحہ نے فرمایا، یہ تو بہت بری بات ہے۔ صابرہ بیوی ابوطلحہ کو بیٹے کی چارپائی کے پاس لے گئی اور کپڑا اٹھا کر بتایا کہ یہ بچہ اللہ تعالیٰ کی امانت تھا اس نے واپس لے لیا۔ ابوطلحہ نے کہا، میں بھی صبر کرتا ہوں اور اللہ تعالیٰ کی قضا پر راضی ہوں۔ صبح حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوئے تو آپ نے ارشاد فرمایا، ابوطلحہ تیرے صبر کے چرچے فرشتوں میں ہیں اور اللہ تعالیٰ تمہیں بہترین نعم البدل عطا فرمائے گا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے صبر کی بدولت حضرت ابوطلحہ کو سات بیٹے عطا فرمائے جو سب کے سب قاری اور حافظ قرآن تھے۔

روایت ہے کہ عقلمند بھی صبر کرتا ہے اور جاہل بھی لیکن عقلمند ابتدائے مصیبت میں صبر کر کے اجر حاصل کر لیتا ہے اور جاہل بے صبری کر کے اپنا اجر ضائع کر لیتا ہے۔ لہٰذا اس موقع پر صبر کا دامن کبھی بھی ہاتھ سے نہیں چھوڑنا چاہیے۔

تمہیں اسلام صبر و ضبط کی تلقین کرتا ہے
صبوری کی خدائے پاک خود تحسین کرتا ہے

لہٰذا مصائب و مشکلات کے وقت تجھے اللہ تعالیٰ کا احسان مند ہونا چاہیے کہ وہ تجھے دنیوی لذائذ سے دور رکھ کر گناہوں سے محفوظ رکھنا چاہتا ہے، تیری اصلاح کرنا چاہتا ہے، تجھے زیادہ اجر و ثواب عطا کرنا چاہتا ہے، اور آخرت میں ابرار و مقربین کے مدح پر فائز کرنا چاہتا ہے۔ لہٰذا بندہ مومن کے حق میں مصائب و مشکلات کا نتیجہ نہایت ہی اچھا ہے اور روحانی عطاؤں کا سرچشمہ ہے۔

جب بندہ اللہ تعالیٰ کے اذن، اس کی تائید اور نصرت سے ان چار عوارض (معاملہ رزق، غلط خیالات، مصائب و تکالیف اور قضائے خداوندی پر راضی ہونا) کو قطع کر کے عبادت کی طرف متوجہ ہوتا ہے تو اپنے اندر نظر کرنے سے محسوس کرتا ہے کہ میرا نفس نیک کام کرنے میں بے حس بے رغبت اور بہت سست ہے۔ نیک کام کرنے کی اس میں کبھی سچی چاہت پیدا نہیں ہوتی اور نیکیوں کی طرف جس طرح راغب ہونا چاہیے، راغب نہیں ہوتا۔ بلکہ اس کا زیادہ تر رجحان غفلت، نیکیوں سے نفرت، آرام طلبی، لغو، بیہودہ اور جاہلانہ باتوں کی طرف رہتا ہے۔ اس لیے ایک ایسی چیز کی ضرورت پڑتی ہے جو نفس کو ان خرابیوں سے روکے اور ایسی شے کی ضرورت پڑتی ہے جو اسے امور خیر کی طرف راغب کرے اور عبادت کی محبت اور شوق عبادت اس میں پیدا کرے۔ تو خرابیوں سے روکنے والی اور نیکیوں کی طرف متوجہ کرنے والی دو چیزیں خوف اور رجاء ہیں۔

رجاء تو یہ ہے کہ بندہ طاعت و عبادت کے صلہ میں بہت بڑے ثواب کی امید رکھے اور اللہ تعالیٰ نے جو جنت کی عمدہ عمدہ نعمتیں عطا کرنے کے اس سے وعدے کئے ہیں ان پر اعتماد اور یقین

Marfat.com

کرے تو اجرِ عظیم کی امید اور جنت میں عمدہ عمدہ نعمتوں سے لطف اندوز ہونے کا یقین بندے کے لیے نیک کام کرنے کا باعث و ذریعہ بنتا ہے۔ طاعات کی ترغیب دیتا ہے اور دل میں اعمالِ صالحہ کی تحریک پیدا کرتا ہے اور عبادت کے جذبے کو بیدار کرتا ہے۔

اور خوف یہ ہے کہ انسان ہر وقت رب تعالیٰ کے دردناک عذابوں سے ڈرتا رہے اور ان سزاؤں اور عذابوں کا تصور ذہن میں رکھے جو نافرمانی اور گناہ کرنے والوں کو دیئے جائیں گے۔ ایسا خوف جب بندے کے دل میں راسخ ہو جاتا ہے تو بندہ اس خوف کے باعث گناہوں سے باز رہتا ہے۔ اور دل میں گناہوں سے نفرت پیدا ہو جاتی ہے، خوف و رجاء بندے کو عبادت پر ابھارتے ہیں۔

☆☆☆☆☆☆☆

سلجوقی عہد کا نامور وزیر نظام الملک طوسی ملک بھر میں مدرسوں پر بے شمار دولت صرف کرتا تھا ایک دن بادشاہ ملک شاہ نے اس سے کہا بابا آپ مدرسوں پر جو روپیہ خرچ کر رہے ہیں اگر وہ فوج پر خرچ کیا جائے تو دنیا فتح کی جا سکتی ہے۔ نظام الملک نے جواب دیا بیٹا تم جو فوج بھرتی کرو گے اسکے تیر چند گز سے زیادہ دور نہ جائیں گے لیکن میں اہل علم کی جو فوج تیار کر رہا ہوں اسکی دعاؤں کے تیر آسمان سے بھی پار چلے جائیں گے۔

Marfat.com

خوف ورجا کی اہمیت

اے برادر عزیز! جب عبادت کا طریقہ معلوم ہوگیا اور اس راہ عبادت پر چلنے میں سہولت اور آسانی ہوگئی اور رکاوٹیں دور ہوگئیں تو اب تجھے اس راستے پر چلنا ضروری ہے لیکن اس راستے پر چلنا اس وقت تک ممکن نہیں جب تک دل میں خوف ورجا کی صفت پیدا نہ ہو۔

خوف کے ذریعے ہی انسان گناہوں سے بچ سکتا ہے۔ اور ثانیاً نفس سرکش برائی کی طرف مائل رہتا ہے یہ اسی وقت شر سے باز آتا ہے جب اپنے اندر زبردست خوف پیدا کیا جائے۔ کسی بزرگ کے متعلق مشہور ہے کہ اس کے نفس میں کسی گناہ کی رغبت پیدا ہوئی تو وہ صحرا کی گرم ریت پر کپڑے اتار کر لیٹنے لگے اور نفس کو مخاطب کر کے فرمایا۔ ''اے رات کے وقت مردار کی طرح چارپائی پر پڑے رہنے والے اور دن لغویات میں ضائع کرنے والے نفس! اس تپش اور حرارت کو چکھ لے۔ جہنم کی آگ تو اس سے کہیں زیادہ گرم ہے جب تیرے لیے یہ حرارت ناقابل برداشت ہے تو دوزخ کی آگ کی گرمی کس طرح برداشت کرے گا؟

اللہ تمہیں اپنی ذات سے ڈراتا ہے۔ پھر اس کے ساتھ ہی فرمادیا۔ ''اور اللہ بندوں پر شفیق و مہربان بھی ہے۔'' اور اس سے بھی عجیب تر یہ قول ہے۔ ''جو شخص رحمٰن کو بے دیکھے اس سے ڈرتا رہا۔''

کہ خشیت کے ساتھ اپنا ذکر اسم جبار یا منتقم یا متکبر سے نہ کیا جو خشیت کے لحاظ سے موقع کے مناسب تھا۔ بلکہ خشیت کو رحمٰن سے متعلق فرمایا۔ '' تا کہ خشیت اور رحمت کا ذکر ہو جائے کہ دل صرف ذکر خشیت سے فنا ہی نہ ہو جائے۔ لہٰذا ڈرانے کے ساتھ ساتھ امن دینے کا تذکرہ کیا اور تحریک کے ساتھ ساتھ تسکین کا ذکر بھی کر دیا۔''

خوف سے متعلق واقعات

بلعم بن باعورا بنی اسرائیل کا ایک بہت بڑا عالم تھا جن کے پاس اسم اعظم تھا جو دعا کرتا وہ مقبول ہوتی تھی۔ اس نے حضرت موسیٰ علیہ السلام اور آپ کے لشکر کے لیے بددعا کی تھی اور گمراہ ہوگیا۔ گمراہ ہونے سے قبل بلعم بن باعورا کی مجلس علم میں صرف ایک وقت میں بارہ بارہ ہزار دینی طالب علم ہوتے تھے جو ہاتھوں میں قلم دوات لیے اس کے معرفت سے لبریز ملفوظات قلم بند

Marfat.com

کرتے تھے۔ پھر گمراہی کے بعد وہ اس حالت کو پہنچا کہ انکار خدا کے مسئلہ پر سب سے پہلے اس نے کتاب تصنیف کی۔ ہم اللہ تعالیٰ کے غضب، اس کی ناراضگی، اس کے عذاب الیم اور اس کی طرف سے مسلط ہونے والی ذلت وخواری سے بار بار پناہ پکڑتے ہیں تو تم غور کرلو کہ دنیا کی خباثت اور نحوست عوام تو کجا، بڑے بڑے علماء کو ضلالت و گمراہی کے گہرے غار میں کہاں تک دھکیل کرلے جاتی ہے۔ لہٰذا بیدار اور ہوشیار بنو۔ کیونکہ معاملہ بڑا خطرناک ہے اور عمر مختصر ہے اور اعمال خامیوں سے لبریز ہیں، اور اعمال کو جانچنے والا بڑا صاحب بصیرت ہے۔ اگر وہ اچھے اعمال پر ہمیں خاتمہ نصیب فرمائے اور ہماری لغزشوں کو معاف کردے تو اسے کوئی مشکل اور دشوار نہیں۔

پھر سیدنا حضرت داؤد علیہ السلام سے جو زمین میں خدا تعالیٰ کے نائب اور خلیفہ تھے، صرف ایک لغزش کا صدور ہوا تو خوف الٰہی سے اس قدر روئے کہ انکے آنسوؤں سے زمین سے سبزہ اُگ آیا۔ آپ بارگاہ خداوندی میں یوں عرض کرتے تھے۔ ''اے اللہ! میری اس گریہ وزاری کو دیکھ اور مجھ پر رحم فرما۔''

اللہ تعالیٰ کی طرف سے جواب آیا۔ ''اے داؤد! تجھے اپنی لغزش تو بھول چکی ہے مگر تجھے اپنا رونا یاد ہے۔''

منقول ہے کہ چالیس روز تک اور بعض روایات کے مطابق چالیس سال تک آپ کی توبہ قبول نہ ہوئی۔

رجا سے متعلق چند واقعات

مقام رجا کے حصول کے لیے اللہ تعالیٰ کی رحمت وسیع کو دھیان میں رکھنا چاہیے۔ رحمت خداوندی کا تذکرہ کرنا ایک اچھی بات ہے۔ اس میں کوئی حرج اور مضائقہ نہیں۔ اللہ تعالیٰ کی رحمت کا بیان اور اس کی نہایت وغایت اس سے ظاہر ہے کہ وہ ایک گھڑی کے ایمان سے ستر برس کے کفر کو اڑا دیتا ہے۔ قرآن مجید میں فرمایا گیا۔ ''اے نبی! کفار سے کہہ دے کہ اگر یہ لوگ اب بھی باز آ جائیں تو ان کے گزشتہ تمام گناہ معاف کر دیے جائیں گے۔''

تم فرعون کے جادوگروں کے واقعہ کو نہیں دیکھتے جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ جنگ اور مناظرہ کرنے کے لیے آئے تھے، اور خدا کے دشمن فرعون کی عزت کی قسم کھائی تھی اور مقابلے پر تل گئے تھے۔ انہوں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کا صرف ایک معجزہ دیکھا تو عرفان حق نصیب ہو گیا اور بول اٹھے۔ ''ہم رب العالمین پر ایمان لے آئے۔''

Marfat.com

ان جادوگروں کے متعلق یہ ذکر کہیں نہیں آیا کہ انہوں نے ایمان کے علاوہ نیک اعمال بھی کئے تھے۔ محض ایمان قبول کرنے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام مجید میں بار بار مدح اور ثنا کے طور پر ان کا ذکر کیا ہے۔ اور اس کے سابقہ صغائر و کبائر ایک گھڑی بھر بلکہ ایک لحظہ بھر کے ایمان کی برکت سے معاف کر دیئے۔ انہوں نے صدق دل سے صرف اتنا کہا تھا کہ ''ہم رب العالمین پر ایمان لے آئے۔ اخلاص کے ساتھ صرف اتنے الفاظ کہنے سے اللہ تعالیٰ نے ان کی روحانیت میں انقلاب پیدا کر دیا اور ان پر اپنی بے شمار نعمتوں کی بارش کر دی اور قیامت میں ہمیشہ کے لیے ان کو شہداء کا سردار بنا دیا۔ یہ اللہ تعالیٰ کی ان لوگوں پر کرم نوازی کا حال ہے جنہیں صرف ایک لحظہ کے لیے اس کے عرفان اور اس کی توحید پر قائم رہنے کا موقع ملا۔ حالانکہ ان کی سابقہ زندگی جادوگری، کفر، گمراہی اور شر و فساد میں گزری تھی۔ تو ان لوگوں پر خدا کی عنایات کس قدر ہوں گی جن کی زندگی توحید پر استقامت اور عبادت میں گزر گئی۔ اور دونوں جہان میں اپنے تمام معاملات اسی سے وابستہ رکھے۔

خدا تعالیٰ نے اصحاب کہف کے کتے کا اعزاز و اکرام بیان فرمایا۔ یہاں تک کہ اپنی کتاب مقدس میں متعدد بار اس کا ذکر فرمایا۔ پھر دنیا میں اس کو ان کا ساتھی کر دیا۔ اور آخرت میں ان کے اعزاز کے طور پر اس کتے کو جنت میں داخل ہونے کی سعادت عطا کرے گا۔

یہ اس کا ایک کتے پر فضل و کرم ہے جو بلا خدمت اور بلا عبادت صرف چند دن اور چند قدم اہل توحید و عرفان کے ساتھ چلا۔ تو اللہ تعالیٰ کا اس بندۂ مومن پر کس قدر فضل و کرم ہوگا جو ستر برس تک اس کی خدمت میں مصروف رہا اور نشۂ توحید سے مخمور رہا۔ اور اس کی بندگی میں مستغرق رہا۔ بلکہ ستر سال تو کجا اگر یہ بندۂ مومن ستر ہزار برس زندہ رہتا تو اس کی بندگی میں ہی مشغول رہتا۔

پھر اس واقعہ پر بھی غور کرو کہ حضور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم ایک دفعہ باب بنی شیبہ سے اندر تشریف لائے تو کچھ لوگوں کو دیکھا کہ ہنس رہے ہیں۔ تو فرمایا۔ ''کیوں ہنستے ہو، آئندہ میں تم کو ہنستا ہوا نہ دیکھوں۔'' یہ بات کہہ کر آپ حجر اسود کے پاس پہنچے تو وہاں سے الٹے پاؤں فوراً واپس لوٹے اور آ کر ان لوگوں سے فرمانے لگے کہ ابھی ابھی میرے پاس جبریل امین آئے اور خدا تعالیٰ کی طرف سے یہ پیغام لائے ہیں کہ اے میرے حبیب! تو میرے بندوں کو میری رحمت سے کیوں مایوس کرتا ہے۔ میرے بندوں کو بتا دو کہ میں غفور و رحیم ہوں۔

اور ایک مشہور حدیث میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے وارد ہے کہ آپ نے فرمایا۔ ''بیشک اللہ تعالیٰ کے پاس سو رحمتیں تھیں تو اس نے ان میں سے صرف اس ایک رحمت کو جنوں، انسانوں

Marfat.com

اور حیوانات کے درمیان تقسیم کیا تو ہر متنفس صرف اس ایک رحمت سے ایک دوسرے سے نرمی اور شفقت سے پیش آتا ہے۔ باقی ایک کم سو رحمتیں اس نے اپنی ذات کے لیے مخصوص کر رکھی ہیں جنہیں وہ قیامت کے روز اپنے بندوں پر تقسیم کرے گا۔"

جب اس نے اپنی رحمت کے سو حصوں میں سے صرف ایک حصے سے دنیا میں تجھ پر اس قدر نعمتیں کیں کہ تجھے اپنی معرفت عطا کی، اس امت مرحومہ میں پیدا کیا اور طریقہ اہل سنت و جماعت کی پہچان نصیب کی۔ اس کے علاوہ بے شمار ظاہری اور باطنی نعمتیں عطا کیں تو اس کے فضل عظیم سے اس بات کی بھی امید ہے کہ وہ اپنی نعمتیں تجھ پر مکمل کر دے کیونکہ جو احسان کی ابتدا کر دیتا ہے اس کے ذمے ہوتا ہے کہ اس کو مکمل بھی کرے اور بقیہ ایک کم سو رحمتوں سے حصہ وافر عطا کرے ہم اللہ تعالیٰ سے التجا کرتے ہیں کہ وہ ہمیں اپنے فضل عظیم سے نامراد نہ کرے بیشک وہ بڑا صاحب کرم و احسان مالک ہے اور بڑا رحیم اور جواد ہے۔

اور جب یہ مرحلہ اللہ تعالیٰ کے فضل اور اس کی امداد و اعانت سے عبور کر لیتا ہے اور اصل مقصود یعنی عبادت کی طرف متوجہ ہوتا ہے تو اب اسے یکسوئی اور دل جمعی سے عبادت کرنے میں کوئی چیز مانع اور عارض نہیں ہوتی بلکہ وہ اپنے اندر ایسے اوصاف پاتا ہے اور ایسے جذبات محسوس کرتا ہے جو اسے عبادت کی طرف ترغیب اور طاعت و اعمال صالحہ کی دعوت دیتے ہیں۔ تو اب اسے عبادت کرتے وقت نشاط و سرور اور لذت و راحت حاصل ہوتی ہے اور عبادت پر دوام نصیب ہوتا ہے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆

نااہل کی طبیعت علم قبول نہیں کرتی۔ بوستان سعدی

جو اپنے استاد سے کہتا ہے "نہیں" کبھی فلاح نہیں پائیگا۔

انسانی خواہش کا ایک قطرہ سمندر علم کو گدلا کر دیتا ہے۔

فقیہہ وہ ہے جسکو دنیا کی طرف کبھی رغبت نہ ہو۔

Marfat.com

ریا اور عجب کی مذمت

مگر یکا یک دوران عبادت دو اور بڑی آفتیں سر نکالتی ہیں۔ ایک ریا یعنی دکھلاوا اور دوسری عجب یعنی اپنے متعلق نیک اور پارسا ہونے کا خیال۔ چنانچہ کبھی تو اپنی عبادت کو اس طرح خراب اور تباہ کرتا ہے کہ دوسروں پر ظاہر کرتا ہے اور کبھی اپنے آپ کو نیک اور پاکیزہ خیال کر کے اپنی نیکیاں ضائع کر دیتا ہے۔

جب اللہ رب العزت کی توفیق سے تجھے عبادت کی حلاوت اور اس راستے پر چلنے میں استقامت نصیب ہو گئی تو پھر تیرے لیے ان چیزوں سے الگ رہنا اور بچنا بھی ضروری ہے جو بندگی کو خراب کرنے والی ہیں اور عبادات کے لیے آفات ہیں۔ ان آفات میں سے ''ریا'' بہت بڑی آفت اور مصیبت ہے کیونکہ اخلاص سے اللہ تعالیٰ کے حضور میں عمل کو حسن قبول کا مقام حاصل ہوتا ہے اور مقصود حاصل کرنے میں کامیابی نصیب ہوتی ہے۔ ورنہ اعمال رد کر دیئے جاتے ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔ ''میں شرک سے بالکل بے نیاز ہوں جو شخص عمل میں میرے علاوہ کسی کو شریک کرتا ہے تو میرا حصہ بھی اس شریک کو ہی پہنچا۔ میں صرف اس عمل کو قبول کرتا ہوں جو خالص میرے لیے کیا گیا ہو۔

پہلا اصول...... ریاء کے بارے میں خدا تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ ''اللہ تعالیٰ وہ قادر ذات ہے جس نے سات آسمان پیدا کئے اور انہی کی مقدار میں زمینیں پیدا کیں۔ زمین و آسمان کے درمیان حکم نازل ہوتا ہے۔ تا کہ تم جان لو کہ اللہ تعالیٰ ہر شے پر قادر ہے اور اس کے علم نے ہر شے کا احاطہ کیا ہوا ہے۔''

اس آیت میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے گویا یوں فرمایا ہے۔ میں نے آسمان پیدا کئے اور زمینیں پیدا کیں۔ اور ان دونوں کے درمیان اپنی صناعی کے عجیب و غریب نمونے بھی پیدا کئے، یہ سب کچھ پیدا کر کے تیری نظر عبرت کے حوالے کر دیا تا کہ تو خود مشاہدے سے جان لے کہ میں قادر بھی ہوں، عالم بھی ہوں۔ اور اے انسان تیرے نقص اور ضعف کا یہ حال ہے کہ دو رکعت نماز پڑھتا ہے مگر اس میں بھی تجھ سے کئی طرح کی کوتاہیاں واقع ہو جاتی ہیں۔ اور کئی قسم کے عیوب و نقائص رہ جاتے ہیں۔ میں چونکہ قادر ہونے کے ساتھ ساتھ عالم بھی ہوں اس لیے تیری ان دو رکعتوں کو اچھی طرح دیکھ رہا ہوں۔ مگر تو اپنی اس حقیری سی عبادت کے بارے میں میری نظر میرے علم میری

Marfat.com

مدح و ثناء اور میری قدر دانی پر کفایت نہیں کرتا۔ بلکہ تو اسکا طالب ہوتا ہے کہ لوگوں کو تیری اس عبادت کا حال معلوم ہوتا کہ لوگ تیری مدح و ثناء کریں۔ کیا تیرا یہ رویہ وفاداری کا رویہ ہے؟ کیا یہ دانشمندی کی بات ہے؟

ایسا رویہ کوئی عقلمند اپنے لیے اختیار نہیں کرتا۔ تجھ پر افسوس تو بڑی بے سمجھی کا مظاہرہ کرتا ہے۔

دوسرا اصول...... جس شخص کے پاس ایک نفیس شے ہو جسے بیچ کر وہ لاکھوں دینار وصول کر سکتا ہو۔ پھر وہ ایک پیسے کے عوض فروخت کر دے تو کیا یہ عظیم خسارہ نہیں کہلائے گا۔ اور یہ انتہائی درجہ کا نقصان نہیں ہوگا۔ اور اسکا یہ فعل اس کی پست ہمتی اور قصور علم کی دلیل نہیں ہوگی اور یہ اس کی کمزوری رائے اور بے عقلی کا ثبوت نہیں؟ ضرور اس کی کم [illegible] کا ثبوت ہے۔ اسی طرح یہی حالت اس بندے کی ہے جو اپنے عمل سے خدا تعالےٰ کی رضا، اس کی قدر دانی، اس کی مدح وستائش اور اس کے ثواب کو چھوڑ کر مخلوقات کی مدح وستائش اور کمینی دنیا کا طلب گار ہو جو اللہ تعالےٰ کی رضا و ثواب کے مقابلے میں ایک پیسے سے بھی کم حیثیت رکھتی ہے بلکہ تمام دنیا و مافیہا بلکہ ایک دنیا نہیں اس طرح کی بیسیوں دنیا بھی خدا تعالےٰ کی رضا کے سامنے ہیچ اور بے حیثیت ہیں۔ کیا یہ خسران مبین نہیں کہ اپنے نفس کو اعمال صالحہ کے عوض اللہ تعالےٰ کی طرف سے ملنے والی عنایات عظیمہ شریفہ کو چھوڑ کر ان حقیر اور کمینی چیزوں کو چاہے اور قبول کرے۔ پھر اگر کمینی دنیا کی چاہت اور کم ہمتی کا مظاہرہ کرنے سے باز نہیں آ سکتے تو پھر بھی آخرت ہی [illegible] دنیا اس کے ساتھ خود بخود مل جائے گی۔ بلکہ صرف خدا تعالےٰ کی رضا اور خوشنودی کے [illegible] طلبگار [illegible] اللہ تعالےٰ تمہیں دارین کی نعمتوں سے مالا مال کر دے گا کیونکہ وہ دنیا و آخرت سب کا مالک [illegible] اسی چیز کو اللہ تعالےٰ اس آیت میں بیان فرماتا ہے۔ ''جو شخص دنیا کا طالب ہو تو اس کو دنیا بھی خدا ہی سے طلب کرنی چاہیے کیونکہ دنیا و آخرت دونوں کی نعمتیں اللہ تعالےٰ ہی کے پاس ہیں۔''

حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ ''اللہ تعالےٰ نیک اعمال کے طفیل دنیا بھی عطا کر دیتا ہے۔ مگر اعمال دنیوی کے ساتھ آخرت عطا نہیں کرتا۔''

تو جب تم نیت خالص کرو اور آخرت کے لیے دنیوی افکار سے ہمت خالی کرلو تو تمہیں دنیا و آخرت مل جائیں گی۔ لیکن اگر تم نے صرف دنیا کو ہی چاہا تو آخرت تمہارے ہاتھ سے نکل جائے گی۔ اور بسا اوقات اتنی دنیا بھی تم کو نہ ملے گی جتنی تم چاہتے تھے۔ اور حسب منشا دنیا تم کو مل بھی گئی تو پھر بھی وہ چند دن کی بہار ہے۔ تو طالب دنیا بن کر تم نے دنیا و آخرت دونوں کا خسارہ مول لے لیا۔ لہٰذا دانشمندی کا ثبوت دو۔

Marfat.com

تیسرا اصول...... وہ مخلوق جس کے لیے تم کام کرو گے اور جس کی رضا کے طالب بنو گے اگر اسے معلوم ہو جائے کہ تم اس کی رضا کے لیے یہ کام کر رہے ہو تو وہ تمہیں برا جانے گی اور تم پر ناراض ہو گی اور تمہیں ذلیل اور ہلکا جانے لگی۔ تو ایک عقلمند آدمی اس کے لیے کوئی کام کرنے کو تیار نہیں ہو سکتا جس کو اگر پتہ چل جائے کہ وہ میری رضا کے لیے کام کر رہا ہے تو اس پر ناراض ہو۔ اور اس کو ذلیل جانے لہٰذا اے مسکین بندے اس کی رضا و خوشنودی کے لیے کام کر اور اس کو اپنا مقصود اور اپنی کوششوں کا مرکز بنا جو تجھ سے محبت کرے۔ جو تجھے نعمت عطا کرے اپنی رحمت تجھ پر نچھاور کرے۔ تیری عزت کرے۔ یہاں تک کہ اجر و ثواب دے کر خوش اور راضی کرے اور تجھے سب سے بے نیاز کر دے۔ اگر تو عقلمند ہے تو اس نکتہ کو ذہن میں بٹھا۔

چوتھا اصول...... جس شخص کے پاس کوشش و سعی کا ایسا سرمایہ موجود ہو جس کے ذریعے وہ دنیا میں سب سے بڑے بادشاہ کی رضا اور خوشنودی تو حاصل نہ کرے بلکہ اس سے ایک جاروب کش کی رضا و خوشنودی کا خواہاں بنے تو اس کی یہ حرکت اس بات کی دلیل ہے کہ یہ شخص بے وقوف اور احمق ہے، صائب رائے نہیں۔ بدبخت اور بدقسمت ہے۔ سب لوگ اسے کہیں گے جب عظیم بادشاہ کی خوشنودی حاصل کرنا تیرے لیے ممکن تھا تو تو نے اسے ترک کر کے ایک جاروب کش کی خوشنودی حاصل کرنے میں کیا بہتری محسوس کی۔ خاص کر جب بادشاہ کی ناراضگی کی وجہ سے وہ جاروب کش بھی تم سے ناراض ہو گا تو اس طرح دونوں کی خوشنودی سے تو ہاتھ دھو بیٹھا۔ بعینہ یہی حال ریا کار انسان کا ہے۔ جبکہ انسان اللہ رب العالمین کی جو انسان کی تمام مہمات و مشکلات کے لیے کافی ہے۔ رضا اور خوشنودی حاصل کر سکتا ہے تو حقیر، ضعیف، بے وقعت مخلوق کی رضا جوئی کی کیا ضرورت و حاجت ہے۔ پھر اگر تمہاری ہمت کمزور ہو، اور تم بصیرت سے خالی ہو کہ لامحالہ رضا مخلوق کے ہی طالب بنو تو ایسی صورت میں بھی اپنی سعی و کوشش خالص خدا تعالیٰ کے لیے ہونی چاہیے کیونکہ لوگوں کے قلوب اور ان کی پیشانیاں اسی کے قبضہ میں ہیں۔ وہ دلوں کو تیری طرف جھکا دے گا۔ اور نفوس انسانی کو تیرا گرویدہ بنا دے گا اور لوگوں کے سینے تیری محبت و الفت سے لبریز کر دے گا۔ تو اس طرح تمہیں وہ کچھ ملے گا جو تم اپنی کوشش اور قصد و ارادے سے حاصل نہیں کر سکتے تھے لیکن اگر تم اپنی کوششوں کو خدا تعالیٰ کے لیے خالص نہ کرو بلکہ رضا مخلوقات کے ہی طالب بنو تو ایسی صورت میں اللہ تعالیٰ لوگوں کے دل تم سے پھیر دے گا۔ اور لوگوں کے دلوں میں تیرے متعلق نفرت ڈال دے گا۔ اور مخلوق کو تجھ پر ناراض کر دے گا۔ تو تمہارے اس رویے سے خدا تعالیٰ بھی ناراض ہو گیا اور مخلوق بھی ناراض ہو گئی۔ تو ایسے شخص کے خسارے اور محرومی کا کیا

Marfat.com

۔۔۔نا۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔''دانا وہ ہے جو اپنے نفس کو دین اور شرع کے تابع کرے اور مابعد الموت کے لیے ذخیرہ اعمال جمع کرے اور احمق وہ ہے جو اپنے نفس کی خواہشات کی پیروی کرے اور اللہ تعالیٰ کی پیروی نہ کرے اور اللہ تعالیٰ سے نجات اور جنت کی امیدیں لگائے رکھے۔

ریاء کے خطرات میں سے کم از کم دو قسم کی تو ندامت انسان کو لاحق ہوتی ہے اور مصیبتیں اس پر مسلط ہوتی ہیں۔ایک ندامت تو پوشیدہ قسم کی ہے وہ تمام ملائکہ کے سامنے شرمندگی اور ندامت ہے۔جیسا کہ روایت میں ہے کہ ملائکہ ایک بندے کے اعمال خوشی خوشی اوپر لے جاتے ہیں۔مگر اللہ تعالیٰ کی طرف سے حکم ہوتا ہے کہ یہ اعمال سجین میں پھینک دو کیونکہ اس نے یہ اعمال میری رضا اور خوشنودی کے لیے نہیں کیے تھے۔تو اس وقت اس بندے اور اس کے عمل کو ملائکہ کے سامنے ندامت لاحق ہوتی ہے دوسری ندامت اور شرمندگی اعلانیہ اس کو لاحق ہوگی جو قیامت کے دن تمام مخلوقات کے سامنے ندامت اور رسوائی لاحق ہوگی،حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہے۔''ریاء کار کو قیامت کے دن چار ناموں سے پکارا جائے گا۔اے کافر،اے فاجر،اے غدار، اے خسارہ اٹھانے والے! تیری کوشش بیکار چلی گئی تیرے اعمال بے کار ہو چکے ہیں۔یہاں آخرت میں تیرا کوئی حصہ نہیں۔اے دھوکے باز اپنے اعمال کا اجر و ثواب اس سے جا کر لے جس کو دکھانے کے لیے تو عمل کرتا تھا۔

ایک روایت یہ بھی ہے۔''قیامت کے روز ایک ندا کرنے والا ندا کرے گا جسے تمام مخلوقات سنے گی۔کہاں ہیں وہ جو خدا کے بجائے لوگوں کی عبادت کرتے تھے جاؤ اور اپنے اعمال کا بدلہ ان سے لو جن کے لیے کرتے تھے۔میں اس عمل کو قبول نہیں کرتا جس میں ریاء اور نمائش کی ملاوٹ ہو۔''

اور ر۔۔۔ سے آنے والی کئی مصیبتوں میں ایک مصیبت جنت سے محرومی ہے۔کیونکہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے۔''جنت نے گفتگو کی اور کہا میں بخیل اور ریاء کار پر حرام ہوں۔''

ریاکار شہید،سخی اور قاری جہنمی ہیں

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

Marfat.com

''قیامت کے روز سب سے پہلے حساب کے لیے جس شخص کو بلایا جائے گا وہ حافظ اور قاری قرآن ہوگا اور ایک وہ جس نے راہ خدا میں جان دی ہوگی اور ایک مالدار شخص کو۔ تو اللہ تعالےٰ قاری سے فرمائے گا میں نے تجھے وہ کتاب نہیں سکھائی تھی جو میں نے اپنے رسول پر نازل کی تھی وہ جواب دے گا ہاں یارب۔ تو اللہ تعالےٰ پوچھے گا، تو علم کے مطابق تو نے عمل کیا؟ قاری جواب دے گا میں تیری خوشنودی کے لیے ساری رات اور دن کے اوقات مختلفہ میں آیات قرآنی کی تلاوت میں مشغول ومصروف رہا، اللہ تعالےٰ فرمائے گا تو جھوٹ بولتا ہے اور فرشتے بھی کہیں گے تو جھوٹ بولتا ہے۔ پھر اللہ تعالےٰ فرمائے گا تلاوت آیات سے تیرا ارادہ یہ تھا کہ لوگ کہیں فلاں شخص قاری ہے۔ اور یہ بات تجھے حاصل ہوگئی تھی۔ پھر صاحب مال شخص کو بلایا جائے گا اللہ تعالےٰ اس سے پوچھے گا کیا میں نے تجھے رزق میں فراخی اور وسعت عطا نہیں کی تھی۔ یہاں تک کہ میں نے تجھے انسان کا محتاج نہیں رکھا تھا۔ وہ کہے گا ہاں یارب تعالےٰ تو اس سے پوچھے گا میرے دیئے ہوئے مال کو تو نے کس عمل میں صرف کیا وہ کہے گا، میں نے اس مال کے ساتھ صلہ رحمی قائم کی اور تیری راہ میں صدقہ اور خیرات کیا، اللہ تعالےٰ فرمائے گا تو جھوٹا ہے۔ فرشتے بھی کہیں گے تو جھوٹا ہے۔ اللہ سبحانہ وتعالےٰ فرمائے گا بلکہ تیری نیت تو یہ تھی کہ دنیا تجھے سخی اور فیاض کے نام سے پکارے اور یہ چیز دنیا میں تجھے حاصل ہوگئی اور اس شخص کو دربار خداوندی میں لایا جائے گا جس نے اللہ کی راہ میں جان دی ہوگی۔ اللہ تعالےٰ اس سے پوچھے گا تو نے دنیا میں کیا نیک کام کیے؟ عرض کرے گا مجھے تیری راہ میں جہاد کا حکم ملا تو میں جہاد میں مصروف ہوگیا۔ حتیٰ کہ تیرے راستے میں جان دی۔ اللہ تعالےٰ فرمائے گا تو جھوٹ بولتا ہے۔ ملائکہ بھی کہیں گے تو جھوٹ بول رہا ہے۔ اللہ تعالےٰ فرمائے گا بلکہ تیرا تو یہ مقصد تھا کہ لوگ تجھے دلیر اور شجاع کہیں اور یہ بات تجھے دنیا میں حاصل ہو گئی۔'' پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا دست مبارک میرے گھٹنے پر مارا اور فرمایا۔ ''اے ابوہریرہ! یہی وہ لوگ ہیں جن کو سب سے اول دوزخ میں پھینک کر اللہ تعالےٰ دوزخ کی آگ بھڑکائے گا۔''

حضرت عطاء کی آہ وزاری

عطاء سلمی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک کپڑا نہایت اچھا بنا بڑا خوبصورت کپڑا تیار ہوا آپ اسے اٹھا کر بازار گئے اور بزاز کو جا کر دکھایا اس نے اس کی قیمت بہت تھوڑی لگائی اور کہا اس میں فلاں فلاں عیب ہیں۔ تو عطاء نے اس کو واپس لے لیا اور رونے لگے اور بڑا سخت روئے۔ بزاز کو اس پر

Marfat.com

ندامت ہوئی اور آپ سے معذرت کرنے لگا اور عطاء کی مانگی ہوئی قیمت دینے پر تیار ہو گیا تو عطاء نے کہا، میں اس لیے نہیں رویا، بلکہ رونے کی وجہ یہ ہے کہ میں یہ صنعت جانتا ہوں۔ میں نے اس کپڑے کی مضبوطی اور درستی اور خوبصورتی میں بہت کوشش کی یہاں تک کہ میری دانست میں اس میں کوئی عیب نہ تھا۔ پھر جب اس کے عیوب جاننے والے پر پیش کیا تو اس نے اس کے عیوب ظاہر کر دیئے جن سے میں بے خبر تھا پھر ان اعمال کا کیا حال ہوگا جبکہ کل وہ خداوند تعالےٰ کے حضور پیش کیے جائیں گے معلوم نہیں ان میں کتنے عیوب اور نقصان ظاہر ہوں گے جن سے آج ہم بے خبر ہیں۔

عجب کی حقیقت اور معنی

اعمال کی بربادی میں شیطان کا ایک بہت بڑا ہتھیار عجب ہے۔

اپنے اعمال صالحہ کو عظیم خیال کرنے کا نام عجب ہے۔

ہمارے علماء کرام رحمۃ اللہ علیہم کے نزدیک عجب کی تفصیل یہ ہے کہ بندہ یہ ذکر و اظہار کرے کہ عمل صالح کی فضیلت و بزرگی فلاں سے ہے یا مخلوق یا نفس سے ہوئی ہے۔ نہ کہ خدا تعالےٰ کی طرف سے اس کا حصول ہوا ہے۔ علماء کرام کا بیان ہے کہ بعض اوقات عجب میں مبتلا انسان تینوں چیزوں کا ذکر کرتا ہے۔ بعض اوقات دو کا ذکر کرتا ہے اور بعض اوقات صرف ایک کا ذکر کرتا ہے۔ اور عجب کی ضد احسان اور منت ہے۔ احسان و منت سے یہ مراد ہے کہ انسان یہ ظاہر کرے کہ یہ سب بزرگی و فضیلت خداوند تعالےٰ سبحانہ کی تائید و توفیق سے ہے اور مجھے یہ حاصل شدہ شرف و بزرگی اور مرتبہ و مقام عطا کرنے والا رب تعالےٰ ہے۔ عجب کے اسباب و علامات کے ظہور کے وقت خدا تعالےٰ کے احسان کا ذکر کرنا فرض ہو جاتا ہے اور عام اوقات و حالات میں اس احسان خداوندی کا تذکرہ مستحب و بہتر ہے۔

ان کے علاوہ بھی بہت ایسی چیزیں ہیں جو اعمال کو خراب کرتی ہیں۔ ہم نے ان دو کا خصوصیت سے اس لیے ذکر کیا ہے کہ بربادی اعمال میں اصل اور بنیاد کی حیثیت رکھتے ہیں۔ ورنہ بعض مشائخ کا قول ہے کہ بندہ پر لازم ہے کہ اپنے عمل کو دس چیزوں سے محفوظ رکھے۔

۱۔ نفاق سے

۲۔ ریاء سے

۳۔ لوگوں سے میل جول سے

Marfat.com

۴۔احسان جتلانے سے

۵۔اذیت دینے سے

۶۔ندامت سے

۷۔عجب سے

۸۔حسرت سے

۹۔سستی اور کاہلی سے

۱۰۔ملامت کے خوف سے

یعنی اگر میں نے فلاں نیک کام کیا تو لوگ ملامت کریں گے۔ پھر ہمارے شیخ مکرم رحمۃ اللہ علیہ نے ان میں سے ہر ایک کی ضد اور ان سے اعمال کو جو ضرر پہنچتا ہے سب بیان کیا ہے۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں نفاق کی ضد اخلاص عمل ہے اور ریاء کی ضد طلب ثواب میں اخلاص پیدا کرنا ہے۔ اور لوگوں سے میل جول کی ضد علیحدگی اور تجرید وتفرید ہے۔ اور احسان جتلانے کی ضد اپنے نفس کو مضبوط اور قائم کرنا ہے اور عجب کی ضد اللہ تعالیٰ کے احسان کا اظہار ہے۔ حسرت کی ضد نیکی اور خیر کو غنیمت جاننا ہے۔ سستی کی ضد توفیق خداوند تعالیٰ کی تعظیم کرنا ہے۔ خوف ملامت کی ضد اللہ تعالیٰ کی خشیت اور اس کا ڈر ہے۔

نفاق سے عمل ضائع اور برباد ہوتا ہے۔ ریاء عمل کو مردود بناتا ہے۔ احسان جتلانا اور اذیت دینا صدقہ کے ثواب کو برباد کرتے ہیں۔ اور بعض مشائخ کے نزدیک من واذی سے اصل عمل کا ثواب ضائع نہیں ہوتا البتہ دگنا تگنا ثواب جو ملنا تھا وہ ضائع ہو جاتا ہے لیکن نیک عمل پر ندامت بھی بالاتفاق عمل کو بیکار کرتی ہے۔ عجب سے اعمال کا زائد ثواب ضائع ہوتا ہے اور حسرت اور سستی اور خوف ملامت سے عمل کا ثواب کم ہوتا ہے۔ اور عمل کی قدر و قیمت ناقص ہو جاتی ہے۔

عبادات پر فخر نہ کرنے کی وجہ

انسان کو سوچنا چاہیے کہ ایسا بادشاہ جس کی خدمت دنیا کے بادشاہ اور امراء کرتے ہوں جس کی خدمت میں بڑے بڑے اور سردار لوگ دست بستہ کھڑے ہوں جس کی خدمت پر دانایان زمانہ اور عقلاء عصر فخر محسوس کرتے ہوں جس کی تعریف عقلاء اور علماء کرتے ہوں جس کے آگے آگے رؤسا اور اکابر دوڑتے ہوں وہ بادشاہ اگر کسی بازاری یا دیہاتی آدمی کو اپنے فضل وکرم سے اپنے دروازہ پر حاضر ہونے کی اجازت بخش دے۔ جس کے دروازہ پر بادشاہوں، بڑے لوگوں،

Marfat.com

سرداروں اور علماء وفضلاء کی بھیڑ لگی ہو اور پھر وہ بادشاہ اس کو ایک معزز مقام پر جگہ دے اور اس کی خدمت کو بنظر پسند دیکھے حالانکہ اس میں کئی ایک عیب بھی ہوں تو کیا یہ نہیں کہا جائے گا کہ اس حقیر انسان پر بادشاہ نے بہت بڑا کرم فرمایا۔ پھر اگر یہ حقیر اپنی ناکارہ خدمت کی وجہ سے بادشاہ پر اپنا احسان جتانے لگے اور اس کو بہت کچھ سمجھے اور اس پر مغرور ہو تو کیا یہ نہیں کہا جائے گا کہ وہ حد درجہ کا بیوقوف اور پاگل آدمی ہے جسے کوئی کسی قسم کا ہوش نہیں ہے۔ جب یہ بات ثابت ہوگئی تو اب سمجھنا چاہیے کہ ہمارا معبود برحق ایک ایسا بادشاہ ہے جس کی تسبیحات آسمان زمین اور ان کی تمام موجودات کر رہی ہیں۔

''کوئی چیز ایسی نہیں جو اس کی حمد اور تسبیح نہ بیان کرتی ہو۔'' (القرآن)

اور ایک ایسا معبود جس کے سامنے تمام آسمان اور زمینیں سجدہ ریز ہیں اور اس کے خدام میں سے ہیں، جبریل امین، میکائیل، اسرافیل، عزرائیل اور عرش اٹھانے والے فرشتے۔ اور تمام ملائکہ مقربین کہ جن کی تعداد کو اللہ رب العالمین کے سوا کوئی بھی نہیں جانتا باوجودیکہ ان کے مقامات بڑے بلند ہیں ان کے نفوس پاک ہیں ان کی عبادت بھی بہت بڑی اور زیادہ ہے۔ اور پھر اسی کے باب عالی کے خادم ہیں۔ نوح، ابراہیم، موسیٰ، عیسیٰ علیہم السلام اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم جو تمام کائنات کا خلاصہ ہیں اور ان کے علاوہ دوسرے انبیاء اور رسول بھی خدا تعالےٰ کی ان پر رحمتیں اور سلام نازل ہوں حالانکہ ان کے مراتب بڑے بلند انکے مناقب عزیز اور مقامات بزرگ اور عادات جلیل ہیں۔ پھر علماء، آئمہ، نیک لوگ اور زاہد بھی اپنے بزرگ مراتب اور پاک اجسام اور عبادت کثیرہ خالصہ کے باوجود بھی اسی کی چوکھٹ کے غلام ہیں۔

اور دنیا کے بادشاہ اور جابر لوگ اس کے دروازہ کے ایک ادنیٰ خادم ہیں۔ نہایت ذلت سے اس کے سامنے سجدہ ریز ہوتے ہیں۔ نہایت خشوع وخضوع سے اس کے سامنے اپنے چہرے خاک پر رکھتے ہیں رو رو کر عاجزی کے ساتھ اپنی حاجتیں اس کے سامنے پیش کرتے ہیں اس کی خداوندی اور اپنی غلامی کا اقرار سجدۂ عبودیت سے کرتے ہیں۔ پھر وہ کبھی ان کی طرف نگاہ اٹھاتا ہے اپنے فضل وکرم سے ان کی حاجتیں پوری کرتا ہے اپنے کرم سے ان کی تقصیرات سے درگزر کرتا ہے اور پھر اس نے اپنی اس عظمت اور جلال اور بادشاہی اور کمال کے باوجود تیری حقارت، تیرے عیوب اور تیری گندگی کے اپنے دروازہ پر حاضر ہونے کی اجازت بخش دی ہے۔ حالانکہ تیری حیثیت یہ ہے کہ اگر تو اپنے شہر کے سردار سے داخلہ کی اجازت مانگے تو تجھے اجازت نہ ملے اگر اپنے محلہ کے سردار سے گفتگو کرنا چاہے تو وہ تجھ سے نہ بولے اور اگر تو اپنے شہر کے حاکم سے

Marfat.com

سامنے سجدہ ریز ہو تو وہ توجہ بھی نہ کرے۔

اور اس اللہ تعالیٰ نے تجھے اجازت دے رکھی ہے کہ تو اس کی عبادت کرے اس کی ثنا کہے اسے مخاطب کر سکے بلکہ اپنی حاجتیں اس پر پیش کرے، دل کھول کر باتیں کرے اپنی ضروریات اس سے مانگ لے اور وہ تیری تمام مرادیں پوری کرے۔ پھر وہ تیری ان دو رکعتوں سے خوش ہے حالانکہ ان میں بہت سے عیوب ہیں اور پھر ان پر اتنا ثواب عطا فرماتا ہے کہ کسی انسان کے دل میں اس کا تصور بھی نہیں آ سکتا اور پھر تو اپنی ان دو رکعتوں پر مغرور ہے اور ان کو بہت کچھ سمجھتا ہے اور بڑا جانتا ہے اور اس معاملہ میں اللہ تعالیٰ کے احسانات کو نہیں سمجھتا تو کتنا برا غلام ہے اور کتنا جاہل انسان ہے۔ اللہ تعالیٰ ہی سے مدد کی درخواست ہے اور اس جاہل نفس کی شکایت اسی کی بارگاہ میں ہے اور صرف اسی پر بھروسہ ہے۔ اس کو یاد رکھ۔

اب ایک اور طریقہ سے دیکھو کہ اگر کوئی بہت بڑا بادشاہ تحائف اور ہدیہ نذر کرنے کی اجازت بخشے اور اس کی بارگاہ میں امراء، کبراء رؤسا اور دولت مند لوگ قیمتی ہیروں، نفیس ذخیروں اور بے انداز مال و دولت کے تحائف پیش کرنے لگیں پھر اگر کوئی سبزی فروش کوئی معمولی سبزی یا کوئی دیہاتی انگور کا گچھا پیش کرے جس کی قیمت دو روپے یا ایک رتی بھر ہو اور ان بڑے بڑے لوگوں اور دولت مندوں کے گروہ میں گھس جائے جو بہترین تحائف لے کر کھڑے ہوں اور پھر وہ بادشاہ اس فقیر سے اس کا ہدیہ قبول فرمالے اور اسے پسندیدگی و قبولیت کی نگاہ سے دیکھے اور اس کے لیے خلعت فاخرہ اور عزت واحترام کا حکم صادر فرمائے تو کیا یہ اس کا انتہائی فضل و کرم نہ ہوگا۔ پھر اگر یہ فقیر بادشاہ پر احسان جتانے لگے اور اپنے ہدیہ کو بہت کچھ سمجھے اور بادشاہ کے احسان کا تذکرہ کرنا بھول جائے تو کیا اسے دیوانہ، بدحواس یا بیوقوف اور بدتمیز اور انتہائی نادان نہ سمجھا جائے گا۔

اب تجھ پر لازم ہے کہ جب تو خدا تعالیٰ کے سامنے کھڑا ہو اور دو رکعت ادا کرے تو فارغ ہونے پر ذرا سوچ کہ اس رات میں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں کتنے خادم کھڑے ہوئے ہوں گے، زمین کے مختلف گوشوں میں، جنگلوں، سمندروں، پہاڑوں اور شہروں میں کئی ایک استقامت والے صدیق، خائف، مشتاق، مجتہدین اور عاجزی کرنے والوں کے گروہ اور غور کر کہ اس گھڑی میں خداوند تعالیٰ کی بارگاہ میں کتنی ہی خالص عبادت اور کھوٹ سے مبرا خدمت پیش ہو رہی ہوگی اور وہ بھی ڈرنے والے لوگوں، پاک زبانوں، رونے والی آنکھوں، آباد دلوں، پاک سینوں اور پرہیزگار لوگوں کی طرف سے اور تیری نماز اگرچہ تو نے اس کو اچھی طرح ادا کرنے میں اس کے

Marfat.com

اخلاص اور مضبوطی میں اپنی طاقت کے مطابق کوشش کی ہوگی لیکن پھر بھی اس بادشاہ عظیم کی بارگاہ میں پیش ہونے کے قابل کہاں ہے اور ان عبادات کے مقابلے میں اس کی کیا حیثیت ہے جو وہاں پیش ہو رہی ہیں کیونکہ تو نے اسے غافل دل سے ادا کیا جس میں طرح طرح کے عیوب شامل تھے بدن گناہوں کی آلودگی سے ناپاک تھا اور زبان فضول اور گناہ کی باتوں سے لتھڑی ہوئی تھی پھر ایسی نماز اس کی بارگاہ میں پیش ہونے کے قابل کہاں تھی اور رب العزت کی بارگاہ میں ہدیہ کرنے کی اس میں کون سی صلاحیت تھی۔

ہمارے شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا، اے عقلمند غور کر آسمان کی طرف نماز بھیجنے میں تو نے کبھی وہ توجہ کی ہے جو کسی امیر آدمی کے سامنے کھانا پیش کرتے وقت تو کرتا ہے۔ ابوبکر وراق فرمایا کرتے کہ جب میں نماز سے فارغ ہوتا ہوں تو اس عورت سے زیادہ شرمندگی مجھ پر مسلط ہو جاتی ہے جو زنا سے فارغ ہوئی ہو۔

پھر اللہ تعالیٰ سبحانہ نے محض اپنے فضل و کرم سے ان دو رکعتوں کی قدر افزائی کی اور ان پر بہت بڑے ثواب کا وعدہ فرمایا حالانکہ تو اس کا غلام ہے اس کا دیا ہوا کھاتا ہے اور پھر یہ عمل بھی اسی کی توفیق اور امداد سے تو نے کیا ہے پھر باوجود ان تمام چیزوں کے تو ان پر مغرور ہے اور اپنے اوپر اللہ تعالیٰ کے احسان کو بھول رہا ہے۔ خدا کی قسم یہ تمام عجائبات میں سے عجیب چیز ہے اور اس کا صدور ایسے جاہل ہی سے ہو سکتا ہے جس میں کوئی عقل نہ ہو اور ایسے غافل سے جس کا کوئی ذہن نہ ہو اور یا پھر کسی مردہ دل سے جس میں کوئی بھلائی نہ ہو۔ اس کو یاد رکھ۔ ہم اللہ تعالیٰ ہی سے اس کے فضل و کرم کا واسطہ دے کر بہترین کفالت کا سوال کرتے ہیں۔

اس لیے اب اسے یہ مرحلہ طے کرنا پڑتا ہے۔ چنانچہ عبادت میں اخلاص اور رب تعالیٰ کے گوناگوں احسانات کو ذہن میں ملحوظ رکھتے ہوئے بندہ اس مشکل کو بھی خدا کے فضل و کرم، اس کے اذن اور اسکی رحمت سے پوری احتیاط اور دانشمندی کے ساتھ عبور کرتا ہے تاکہ اس کی نیکیاں ریا و عجب وغیرہ جیسی آفتوں سے سالم و محفوظ رہیں۔

☆☆☆☆☆☆☆

جو دن میں کافوری شمع روشن کرے گا تو جلد دیکھے گا کہ رات کو اسکے چراغ میں تیل نہیں رہیگا

Marfat.com

توبہ کی ضرورت

پھر اے عبادت کے طالب! تجھ پر عبادت میں مشغول ہونے سے قبل اپنے گناہوں سے توبہ کرنا لازم ہے۔ اور یہ دو وجہ سے لازم ہے۔

ایک تو اس لیے تاکہ توبہ کے باعث تمہیں طاعت وعبادت کی توفیق نصیب ہو، کیونکہ گناہوں کی نحوست بندے کو طاعات وعبادات بجالانے سے محروم کر دیتی ہے اور اس پر ذلت ورسوائی مسلط کر دیتی ہے۔ یقین جانو کہ گناہ ایک ایسی زنجیر ہے جو بندے کو طاعات ونیکی کی طرف چلنے سے روک دیتی ہے اور گناہوں کے ہوتے ہوئے امور خیر میں جلدی نہیں ہو سکتی کیونکہ گناہوں کا ثقل اور بوجھ نیکیوں کے سکون کو پیدا نہیں ہونے دیتا۔ اور نہ ہی طاعات میں نشاط وخوشی پیدا ہونے دیتا ہے۔ اور گناہوں پر اصرار اور اڑ رہنا دل کو سیاہ کر دیتا ہے۔ اس طرح انسان قساوت قلبی اور گناہوں کی تاریکی میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ نہ اس میں خلوص پیدا ہو سکتا ہے اور نہ ہی دل کا تزکیہ۔ اور نہ ہی عبادت میں لذت وحلاوت پیدا ہو سکتی ہے۔ جو شخص گناہوں سے تائب نہیں ہوگا، اگر خدا کا فضل اسکے شامل حال نہ ہوا تو رفتہ رفتہ یہ گناہ اسے کفر تک پہنچا دیں گے۔ ایسے شخص پر شقاوت اور بدبختی غالب آ جائے گی۔ تو ایسے شخص پر تعجب ہے کہ اس نحوست وقساوت کے ہوتے ہوئے اسے طاعت الٰہی کی توفیق کس طرح مل سکتی ہے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ''جب انسان جھوٹ بولتا ہے تو دونوں کراماً کاتبین جھوٹ کی بدبو کی وجہ سے اس سے علیحدہ ہو جاتے ہیں۔''

اور جھوٹ وغیبت کے ہوتے ہوئے زبان ذکر الٰہی کے لائق کیسے ہو سکتی ہے۔ اس لیے گناہوں پر اصرار کرنے والے آدمی کو نیک کام کی توفیق ملنا بہت مشکل ہے۔ اور نہ ہی عبادت کرتے وقت ایسے شخص کے اعضاء میں چستی اور سکون پیدا ہو سکتا ہے۔ ایسا شخص اگر کچھ ٹوٹی پھوٹی عبادت کرے گا تو وہ بھی مشقت کے ساتھ۔ پھر ایسی عبادت میں لذت وصفائی وغیرہ کچھ نہ ہوگی۔ یہ سب کچھ گناہوں کی نحوست اور ترک توبہ سے ہوگا۔ اس شخص نے سچ فرمایا ہے جس نے کہا ہے کہ اگر تو رات کو نماز تہجد پڑھنے کی اور دن کو روزہ رکھنے کی قوت نہیں رکھتا تو سمجھ لے کہ تو منحوس ہو چکا ہے اور معاصی کی نحوست تجھ پر مسلط ہو چکی ہے۔

تم پر صرف یہ لازم ہے کہ توبہ کے وقت آئندہ گناہ ترک کر دینے کا ارادہ پکا اور سچا ہو۔ باقی

Marfat.com

اس ارادے پر تمہیں استقامت دینا خدا کا کام ہے۔ پس اگر اس ارادے پر تم خدا کے فضل سے قائم رہے تو یہی مقصود ہے اور اگر خدانخواستہ تم اس ارادے پر قائم نہ رہے تو بھی تمہارے گزشتہ گناہ تو معاف ہو گئے گزشتہ گناہوں کے عذاب سے تو تمہیں خلاصی مل گئی اور گزشتہ گناہوں کی آلودگی سے تم پاک ہو گئے۔ توبہ کے بعد اگر کوئی گناہ ہوا ہو تو بس وہی تمہارے ذمہ ہے۔ تو سابقہ گناہوں کا معاف ہو جانا کوئی کم نفع ہے؟ اس لیے صرف اس وسوسہ سے توبہ کرنے سے نہ رکو کہ مبادا پھر گناہ ہو جائے۔ کیونکہ خالص توبہ کرنے سے تمہیں دو بڑے فائدوں سے ایک فائدہ یہ تو یقیناً ہوگا کہ یا تو ہمیشہ کے لیے توبۃ النصوح میسر آ جائے گی، یا سابقہ گناہ معاف ہو جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ ہی توفیق و ہدایت کا مالک ہے۔

جن گناہوں کا تعلق مال سے ہے ان کے متعلق ضروری ہے کہ اگر ہو سکے تو وہ مال واپس کر دیا جائے اگر غربت کے باعث حقدار ہو تو صاحب مال سے معاف کروا لے اگر صاحب مال فوت ہو چکا ہے یا مل نہیں سکتا تو اتنا مال صدقہ کرے اور اگر یہ بھی ممکن نہ ہو تو اعمال صالحہ کی کثرت کرے اور اللہ تعالیٰ کے دربار میں گریہ وزاری کرے تاکہ روز قیامت اللہ تعالیٰ صاحب مال کو اس پر راضی کر دے۔

پھر تمہیں معلوم ہونا چاہیے کہ توبہ کی گھاٹی بہت سخت گھاٹی ہے۔ اس کی اہمیت بہت زیادہ ہے اور اس سے غفلت شدید نقصان کی موجب ہے۔

تائب محبوب الٰہی ہے

توبہ کی اہمیت و ضرورت اس واقعہ سے ظاہر ہوتی ہے جو استاد ابو اسحاق اسفرائنی رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے۔ استاد موصوف باعمل اور راسخ فی العلم علماء میں سے تھے۔ آپ فرماتے ہیں۔

"میں نے تیس برس اللہ تعالیٰ سے توبۃ النصوح نصیب ہونے کی التجا کی۔ تیس برس کے بعد میں اپنے دل میں متعجب ہوا اور دربار خداوندی میں عرض کیا "اے پروردگار! مجھے تیس سال ہوئے ہیں تجھ سے صرف ایک التجا کرتے، لیکن تو نے اب تک وہ بھی پوری نہ کی۔" تب میں نے خواب میں ایک شخص دیکھا جو مجھ سے کہہ رہا تھا، تو اپنی تیس سالہ دعا پر تعجب کرتا ہے۔ تجھے معلوم نہیں کہ تو کتنی بڑی چیز کا مطالبہ کر رہا ہے؟ تو اس چیز کا مطالبہ کر رہا ہے کہ اللہ تعالیٰ تجھے اپنا دوست بنا لے۔ کیا تو نے اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد نہیں سنا کہ "بیشک اللہ تعالیٰ توبہ کرنے والوں اور پاک رہنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔" تو کیا تو توبہ کو معمولی شے خیال کرتا ہے؟

Marfat.com

اے غافل مسلمانو! اولیاء آئمہ دین کے حالات پر تو نظر کرو کہ وہ توبہ کے لیے کتنا اہتمام کرتے تھے اور اصلاح قلوب کے لیے کس طرح مسلسل تگ و دو میں لگے رہتے تھے اور توشہ آخرت تیار کرنے کی خاطر کس طرح جانفشانی سے مصروف رہتے تھے۔

آدم علیہ السلام دوسو برس تک روتے رہے

ایک روایت میں آیا ہے کہ آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام دوسو برس اپنی لغزش پر روتے رہے۔تب جا کر اللہ تعالےٰ نے آپ کی توبہ قبول فرمائی اور اس لغزش کو معاف فرمایا، یہ اس کامل بزرگ کا حال ہے جو اس کا نبی اور دوست تھا، تو عام لوگوں کا کیا حال ہوگا جو بے شمار گناہوں کا ارتکاب کر چکے ہیں۔ دوسو برس وہ اخلاص کا پیکر رویا جو واقعی تائب اور خدا کی طرف رجوع کرنے والا تھا۔تو گناہوں پر اصرار کرنے والے غافل کو کس قدر گریہ وزاری کی ضرورت ہوگی؟

کیا تم نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد نہیں سنا؟ آپ فرماتے ہیں۔ ''تم میں سے بہتر وہ شخص ہے جس سے اگر گناہ صادر ہوں تو بعد میں فوراً توبہ کرے۔''

''اے عبادت کے طالب! توبہ کے بعد موانع اور رکاوٹوں کو دور کرنا بھی تجھ پر لازم اور ضروری ہے تاکہ تیری عبادت درست اور مقبول ہو سکے۔ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں کہ موانع چار ہیں۔

جب تم ان تین باتوں پر کاربند ہو جاؤ گے تو انشاء اللہ تعالےٰ نفس سرکش مطیع و منقاد ہو جائے گا اس وقت تمہیں اس کو زیر کرنے اور لگام دینے میں جلدی کرنی چاہیے تاکہ آئندہ کے لیے اس کی شرارتوں سے محفوظ رہ سکو۔ اور تم متقی لوگوں میں شامل ہو سکو۔ جن کے لیے قرآن پاک میں بارہ انعامات کا وعدہ کیا گیا ہے۔ اسی لیے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دنیا کی کسی شے پر یا کسی انسان پر تعجب نہیں فرماتے تھے مگر صاحب تقویٰ پر۔ اور حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ تورات شریف میں مذکور ہے۔ ''اے انسان! تو متقی بن جا، پھر جہاں چاہے سو۔''

تقویٰ کے جامع ترین معنی یہ ہیں کہ ہر اس شے اور کام سے پرہیز کرنا جس سے دین کو نقصان پہنچنے کا خوف ہو۔

Marfat.com

حصول تقویٰ کا طریقہ

اب تقویٰ (پرہیزگاری) کے حصول کا طریقہ بیان کیا جاتا ہے تاکہ مرید اس کو حاصل کرنے کی کوشش کرے اس کے لیے پانچ اعضاء کی خصوصیت سے نگہداشت کی ضرورت ہے۔ اعضاء یہ ہیں:

(۱) آنکھ (۲) کان (۳) زبان (۴) دل (۵) شکم

اگر ان پانچ اعضاء کی حفاظت ہوگئی تو امید ہے کہ بدن کے باقی اعضاء بھی محفوظ ہو جائیں گے اور بندہ پورے طور پر تقویٰ کی صفت کے ساتھ موصوف ہو جائے گا۔

مندرجہ بالا اعضاء کی نگہداشت وحفاظت کے لیے اس نقطہ کو پیش نظر رکھنا چاہیے کہ قیامت کے دن اعضاء سے کام لینا ہے اور قیامت میں ان سے کون سے کام سرانجام دینے کے لیے بنایا گیا ہے۔ اگر یہ ان کام کے قابل نہ رہے تو سخت حسرت وخسارہ اٹھانا پڑے گا۔ یہ خیال دل میں جاگزیں ہو جانے سے ہی ان کی نگہداشت ہو سکتی ہے۔

پاؤں تو فردوس بریں کے باغات ومحلات میں چلنے پھرنے کے لیے بنائے گئے ہیں اور ہاتھ جنت میں شراب طہور کی چھلکتے جام پکڑنے اور میوہ جات توڑنے کے لیے دیئے گئے ہیں اور آنکھ دیدار الٰہی سے لطف اندوز ہونے کے لیے عطا کی ہے۔ علیٰ ہذا القیاس باقی اعضا بھی علیحدہ علیحدہ کاموں کے لیے بنائے گئے ہیں۔ اور ان مذکورہ مقاصد سے دونوں جہان میں اور کوئی اعلےٰ اور افضل مقصد نہیں ہو سکتا۔ لہٰذا جن چیزوں کو اعلیٰ ترین مقاصد کے لیے تیار کیا گیا ہو انہیں ادنیٰ فضول ونامناسب افعال وحرکات سے محفوظ رکھنا چاہیے۔

ہم پانچ فصلوں میں ان اعضاء سے متعلقہ امور کا بیان کرتے ہیں اور تمہیں بتاتے ہیں کہ کون کونسی چیز ان کے لیے حرام ہے۔ جس سے ان کو حفاظت میں رکھنا ضروری ہے۔

آنکھ کے بیان میں

تجھ پر اپنی آنکھ کی حفاظت لازم ہے۔ (اللہ تعالیٰ ہمیں اور تمہیں حفظ نظر کی توفیق دے) کیونکہ آنکھ ہی ہر فتنے اور ہر آفت کا سبب ہے اور میں اس کے متعلق تین اصول بیان کرتا ہوں، جن پر کاربند ہونے سے نظر کی حفاظت ان شاء اللہ تعالیٰ پوری طرح میسر آ جائے گی۔

Marfat.com

پہلا اصول......وہ جو قرآن مجید کی اس درج ذیل آیت میں بیان کیا گیا ہے۔

''اے حبیب! اہل ایمان سے کہو کہ اپنی نظر جھکائے رکھیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں۔ یہ ان کے لیے بہت پاکیزہ بات ہے اور (اے ایمان والو!) تم جو کچھ بھی کرتے ہو اللہ تعالیٰ اس سے باخبر ہے۔''

اے عزیز! تو جان کہ اس مختصری آیت میں غور کرنے سے تین عجیب و نادر معانی معلوم ہوتے ہیں۔ یعنی اس آیت میں

(۱) تادیب، (۲) تنبیہ اور (۳) تہدید......تین امر جمع کر دیئے گئے ہیں۔

تادیب یعنی ادب سکھانا......تو اس آیت کے اس جملے میں ہے۔ قُلْ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ۔ چونکہ اس آیت میں صیغہ امر ہے۔ تو غلام پر لازم ہو جاتا ہے کہ آقا کے حکم کی تعمیل کرے اور اس کے بتائے ہوئے آداب کو بجا لائے۔ ورنہ بے ادبوں میں شمار ہوگا۔ اور بے ادب غلام کو آقا کی مجلس میں حاضر ہونے کی اجازت نہیں ملتی اور نہ وہ آقا کے سامنے آنے کے لائق ہوتا ہے۔ اس نکتے کو ذہن نشین کر لو اور اس میں غور کرو کیونکہ اس میں بہت کچھ ہے۔

اور تنبیہ ان الفاظ میں ہے۔ ذٰلِكَ اَزْكٰى لَهُمْ۔ اس جملے کے دو مطلب ہو سکتے ہیں۔ ایک یہ کہ نظروں کو جھکائے رکھنا مومنوں کی نیکیوں کو بڑھانے اور زیادہ کرنے کا باعث ہے کیونکہ زکوٰۃ کے معنی لغت میں بڑھنے اور زیادہ ہونے کے بھی آئے ہیں۔ تو مطلب یہ ہوا کہ نظر نیچی رکھنا دل کو بہت زیادہ پاک کرتا ہے اور طاعت و خیر میں اضافے کا ذریعہ ہے۔ اور یہ اس لیے ہے کہ اگر تم نظر نیچی نہ رکھو بلکہ اسے آزادانہ ہر چیز پر ڈالو تو بسا اوقات تم بے فائدہ اور فضول بھی ادھر ادھر دیکھنا شروع کرو گے اور پھر رفتہ رفتہ تمہاری نظر حرام پر بھی پڑنا شروع ہو جائے گی۔ اب اگر قصداً حرام پر نظر ڈالو گے تو یہ بہت بڑا گناہ ہے۔ اور بہت ممکن ہے کہ تمہارا دل حرام شے پر فریفتہ ہو جائے اور تم تباہی کا شکار ہو جاؤ۔ کیونکہ روایات میں وارد ہے۔ ''بعض اوقات بندہ کسی شے پر نظر ڈالتا ہے تو اس سے اس طرح اثر قبول کرتا ہے جس طرح چمڑہ عمل دباغت سے رنگ کو۔''

اور اگر اس طرف دیکھنا حرام نہ ہو بلکہ مباح ہو تو ہو سکتا ہے کہ تمہارا دل مشغول ہو جائے اور اس کے سبب تمہارے دل میں طرح طرح کے وسوسے اور خطرات آنے شروع ہو جائیں اور شاید وسوسے کی چیزوں تک عملی طور پر نہ پہنچ سکو اور اس طرح وسوسوں کا شکار ہو کر نیکیوں سے رہ جاؤ۔ لیکن اگر تم نے کسی طرف دیکھا ہی نہیں تو ہر فتنے، وسوسے اور خطرے سے محفوظ رہو گے، اور اپنے اندر راحت و نشاط محسوس کرو گے۔

Marfat.com

اس چیز کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے ان الفاظ میں بیان فرمایا ہے۔'' اپنے آپ کو نظر حرام سے پوری احتیاط سے بچاؤ کیونکہ ایسی بدنظری دل میں شہوت کی تخم ریزی کرتی ہے اور اس گناہ کا ارتکاب کرنے والے کو فتنے میں مبتلا کر دیتی ہے۔

حضرت ذوالنون مصری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا ارشاد ہے۔'' آنکھ کو نظر حرام سے روکنا شہوات سے بچنے کا بہترین طریقہ ہے۔''

کسی شاعر نے کیا اچھا کہا ہے۔

(۱) اگر تم اپنی آنکھ کو کھلا چھوڑ دو گے تو رنگا رنگ نظارے ایک روز تمہیں مشقت میں ڈال دیں گے۔

(۲) تم وہ اشیاء دیکھو گے کہ نہ تو ان تمام امور پر تم کو قدرت ہو گی اور نہ ان میں بعض سے صبر ہو سکے گا۔

جب تم ہر وقت نظر نیچی رکھو گے اور اسے بے فائدہ اور لایعنی چیزوں پر نہیں ڈالو گے تو تمہارا سینہ وساوس سے صاف رہے گا۔ دل فارغ ہو گا اور خطرات سے راحت میں رہو گے۔ تمہارا نفس آفات سے سلامتی میں رہے گا اور کسب حسنات کی طرف زیادہ توجہ دے سکو گے۔ اس نکتہ جامع کو خوب سمجھ لو۔

اور تحدید اس جملہ میں ہے۔ اللّٰہ خبیرٌ بما تصنعون۔ دوسری جگہ فرمایا۔ یعلم خآئنة الا عین و ما تخفی الصدور۔'' (اللہ تعالیٰ) خائن آنکھوں کو اور سینوں میں پوشیدہ باتوں کو جانتا ہے۔''

حق تعالیٰ کا خوف رکھنے والے کے لیے یہ تنبیہ اور تہدید کافی ہے۔

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی بارگاہ میں ایک شخص حاضر ہوا تو آپ نے فرمایا میری مجلس میں کچھ ایسے لوگ آتے ہیں کہ ان کی آنکھیں زنا کرتی ہیں۔ اس آدمی کو بڑی شرمندگی ہوئی مگر جرات کر کے کہنے لگا حضور، کیا وحی کا سلسلہ ابھی باقی ہے؟ فرمایا نہیں لیکن الہام ہو سکتا ہے۔ اس نے توبہ کی اور آئندہ اپنی نظر کی حفاظت کرنے کا عہد کیا۔

لہٰذا اے مرید قادری! تجھے ہر حال میں اپنی آنکھ کی حفاظت کرنی چاہیے۔

کان کے بیان میں

کان کو بری اور فضول باتوں کے سننے سے محفوظ رکھنا ضروری ہے اور اس کا ضروری ہونا واضح ہے۔

Marfat.com

سے ہے۔

ایک تو اس لیے کہ روایت میں آیا ہے کہ سننے والا بھی کلام کرنے والے کے ساتھ شریک ہوتا ہے۔ کسی شاعر نے اس چیز کو اشعار میں بیان کیا ہے جن کا ترجمہ یہ ہے۔

(۱) افراط و تفریط سے بچ کر درمیانی راہ چلنے کی کوشش کرو اور شبہے والی جانب سے دور رہو۔

(۲) اپنے کان کو بری باتیں سننے سے روکے رکھو جس طرح زبان کو بری گفتگو سے۔

(۳) کیونکہ اگر تم خلاف شرع باتیں سنو گے تو یاد رکھو کہ تم بھی کہنے والے کے ساتھ شریک سمجھے جاؤ گے۔

بری باتیں سننے سے پرہیز کی دوسری وجہ یہ ہے کہ اگر تم انہیں سنو گے تو دل میں وسوسے اور خیالات پیدا ہوں گے۔ اس طرح خیالات میں مستغرق ہو جاؤ گے اور اس صورت میں لازماً عبادت میں غیر معمولی رکاوٹ پیدا ہوگی۔

پھر اے عزیز، تو جان کہ جو گفتگو انسان کے دل اور زبان تک پہنچتی ہے اس کی خاصیت ایسی ہے جیسے پیٹ میں طعام، اور سب جانتے ہیں کہ بعض کھانے نقصان دہ اور بعض نفع دینے والے ہوتے ہیں۔ بعض کھانے جسم کی غذا بنتے ہیں اور بعض زہر کی مانند برا اثر کرتے ہیں۔ ٹھیک اسی طرح اچھی اور پاکیزہ گفتگو سے ایمان تازہ ہوتا ہے۔ اور بری گفتگو سے مردہ ہو جاتا ہے۔ بلکہ طعام کی نسبت کلام کا اثر زیادہ ہوتا ہے اور زیادہ دیر باقی رہتا ہے۔

زبان کے بیان میں

ہمیشہ لشکر آفات سوں رہے محفوظ
نصیب جس کو ہوا ہے معیار خاموشی

پھر زبان کی حفاظت و نگہداشت اور فضولیات و لغویات سے اسے باز رکھنا بھی ضروری ہے کیونکہ زیادہ سرکشی و بے دریغی اور سب سے زیادہ فساد و نقصان اسی عضو (زبان) سے رونما ہوتا ہے۔ حضرت سفیان بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے ایک دفعہ دربار رسالت میں عرض کیا، یا رسول اللہ آپ میرے لیے سب سے زیادہ خطرناک اور نقصان دہ کس چیز کو قرار دیتے ہیں؟ تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی زبان مبارک پکڑ کر اشارہ کیا کہ "اسے"

حضرت یونس بن عبداللہ قدس سرہ فرماتے ہیں کہ میرا نفس بصرہ جیسے گرم شہر میں سخت گرمی کے دنوں میں روزہ رکھنے کی طاقت رکھتا تھا مگر فضول گوئی سے زبان کو روکنے کی طاقت نہیں رکھتا۔

Marfat.com

تو معلوم ہوا کہ زبان سے زیادہ ضرر رساں اور خطرناک کوئی چیز نہیں ہے۔ لہٰذا اس کی حفاظت بہت ضروری اور اس پر کنٹرول کرنے کے لیے بڑی کوشش و جدوجہد کی ضرورت ہے۔ اس کی حفاظت کے تین اصول بیان کیئے جاتے ہیں۔

پہلا اصول ...... وہ جو سیدنا حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انسان روزانہ صبح جب بیدار ہوتا ہے تو تمام اعضاء زبان سے مخاطب ہوکر اس امر کی اسے تاکید کرتے ہیں کہ دن کو درستی وصداقت پر قائم رہنا۔ اور بیہودہ وفضول گوئی سے بچے رہنا۔ کیونکہ اگر تو درست اور ٹھیک رہے گی تو ہم بھی درست رہیں گے اور گر تو کج روی کے راستے پر چلے گی تو ہم بھی کج روی کے راستے پر چل پڑیں گے۔ سچ ہے:

زباں اس کو نہ سمجھو ہے یہ آفت کا اک پرکالا
نہ رکھو گے جو قابو میں تو کر دے گی تہہ و بالا

اس کلام کے معنی یہ ہیں کہ زبان کی یہ بری باتیں انسان کے باقی اعضاء پر اثر انداز ہوتی ہیں۔ اچھی باتیں تو مزید توفیق خداوندی کے حصول کا ذریعہ بنتی ہیں اور بری ذلت وخواری کا باعث۔ اس سلسلے میں حضرت مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ سے جو منقول ہے وہ بھی اس معنی کی تائید کرتا ہے۔ آپ فرماتے ہیں۔ ''جب تم اپنے دل میں قساوت، بدن میں سستی اور رزق میں تنگی محسوس کرو تو سمجھ لو کہ تم سے کہیں فضول اور لایعنی کلمے نکل گئے ہیں جس کا یہ نتیجہ ہے۔''

دوسرا اصول ...... وقت بہت قیمتی شے ہے۔ اس کی قدر کرنا بہت ضروری ہے اور زبان کی وجہ سے اکثر اوقات بندے سے لغو اور بیکار باتیں ہو جاتی ہیں اور ان میں پڑ کر وقت ضائع ہو جاتا ہے۔

حضرت حسان بن سنان رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ آپ ایک بالا خانے کے پاس سے گزرے تو اس کے مالک سے دریافت کیا ''یہ بالا خانہ بنائے تمہیں کتنا عرصہ ہوا ہے؟'' سوال کرنے کے بعد آپ دل میں سخت نادم ہوئے اور نفس سے مخاطب ہوکر یوں فرمایا ''اے مغرور تو فضول و لایعنی سوالات میں وقت عزیز کو ضائع کرتا ہے۔'' پھر اس فضول سوال کے کفارے میں آپ نے ایک سال روزے رکھے۔

تیسرا اصول ...... حفظ زبان سے اعمال صالحہ کی حفاظت ہوتی ہے۔ کیونکہ جو شخص نگہداشت نہیں کرتا بلکہ ہر وقت گفتگو میں مصروف رہتا ہے تو اغلباً ایسا شخص اعمال کی تباہی میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ مشہور فقرہ ہے۔ من کثر لغطہ کثر غلطہ یعنی زیادہ گو زیادہ غلطیاں کرتا ہے۔

Marfat.com

اور غیبت اعمال صالحہ کو اس طرح تباہ کرتی ہے جس طرح آسمانی بجلی۔ اور غیبت کرنے والے آدمی کے اعمال اس طرح ضائع ہوتے ہیں جس طرح وہ منجنیق (ایک طرح کی توپ) میں رکھ کر مشرق و مغرب اور جنوب و شمال میں پھینک دیئے جائیں۔

منقول ہے کہ حضرت امام حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کو کسی شخص نے کہا، فلاں شخص نے آپ کی غیبت کی ہے تو آپ نے غیبت کرنے والے آدمی کو کھجوروں کا ایک تھال بھر کر روانہ کیا اور ساتھ کہلا بھیجا کہ سنا ہے تو نے مجھے اپنی نیکیاں ہدیہ کی ہیں تو میں نے ان کا معاوضہ دینا بہتر جانا ہے۔

حضرت عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے کسی نے غیبت کا ذکر کیا تو آپ نے فرمایا۔ ''اگر میں کسی کی غیبت کو درست جانتا تو اپنی ماں کی غیبت کرتا کیونکہ سب سے زیادہ میری نیکیوں کی مستحق وہ ہے۔''

چوتھا اصول ..... زبان کی نگہداشت کرنے سے انسان دنیا کی آفات سے سالم رہتا ہے۔

حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان ہے کہ زبان سے ایسی بات نہ نکالو جسے سن کر لوگ تمہارے دانت توڑ دیں۔

ایک اور بزرگ فرماتے ہیں۔ ''اپنی زبان کو بے لگام نہ چھوڑو تاکہ تمہیں کسی فساد میں مبتلا نہ کر دے۔'' ایک اور بزرگ فرماتے ہیں۔ ''اپنی زبان کی حفاظت کرو اور بے جا باتیں نہ کرو کیونکہ بسا اوقات گفتگو آفت میں پڑنے کا باعث بنتی ہے۔'' بعض بزرگوں نے فرمایا ہے کہ سب سے زیادہ جس چیز کو قید و بند میں رکھنا ضروری ہے وہ زبان ہے۔ کیونکہ

زباں سے کان کی گر پردہ داری ہو نہیں سکتی
بڑی اس سے لغزش کوئی تمہاری ہو نہیں سکتی

دل کے بیان میں

چوتھا عضو جس کی حفاظت اور نگہداشت از حد ضروری ہے وہ دل ہے۔ کیونکہ یہ تمام جسم کی اصل ہے۔ چنانچہ اگر تیرا دل خراب ہو تو تیرے تمام اعضاء خراب ہوں گے اور اگر تو اس کی اصلاح کر لے تو باقی سب اعضاء کی اصلاح ہو جائے گی۔ کیونکہ دل درخت کے تنے کی مانند ہے اور باقی اعضاء شاخوں کی طرح۔ اور شاخوں کی اصلاح یا خرابی درخت کے تنے پر موقوف ہے۔ تو اگر تیری آنکھ، زبان، پیٹ وغیرہ درست ہوں تو اسکا مطلب یہ ہے کہ تیرا دل درست اور اصلاح یافتہ ہے اور اگر آنکھ، زبان، شکم وغیرہ گناہوں کی طرف راغب ہوں تو سمجھ لے کہ تیرا دل خراب ہے۔

Marfat.com

پھر تجھے یقین کرنا چاہیے کہ دل کا فساد زیادہ اور سنگین ہے۔ اس لیے اصلاح قلب کی طرف پوری توجہ دے۔ تا کہ تمام اعضاء کی اصلاح ہو جائے اور تو روحانی راحت محسوس کرے۔

دل کا معاملہ باقی اعضاء سے زیادہ خطرناک ہے اور اس کا اثر باقی اعضاء سے زیادہ ہے۔ اس کی درستی زیادہ دقت طلب اور اس کی اصلاح زیادہ مشکل ہے اور اس کا حال زیادہ محنت طلب ہے۔ اصلاح قلب کے متعلق پانچ جامع اصول بیان کیے جاتے ہیں جن پر عمل کرنے سے دل کی اصلاح انشاءاللہ پوری طرح ہو جائے گی۔

پہلا اصول...... اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ ''اللہ تعالےٰ خائن آنکھوں اور دل کے پوشیدہ رازوں کو جانتا ہے۔''

اللہ تعالےٰ نے قرآن مجید میں بار بار اس بات کو دہرایا اور تکرار کیا ہے۔ اللہ تعالےٰ کا سینے کے اسرار پر آگاہ ہونا ہی ڈرنے اور خوف کرنے کے لیے کافی ہے کیونکہ علام الغیوب کے ساتھ معاملہ نازک ہے۔ اس لیے تمہیں خیال ہونا چاہیے کہ تمہارے دلوں میں کس طرح کے راز ہیں جن سے اللہ تعالےٰ باخبر ہے۔ اگر معاذ اللہ تمہارے خیالات و ارادے گندے ہوں تو تمہیں شرم و حیا کرنا چاہیے۔

دوسرا اصول...... حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ ''اللہ تعالےٰ تمہاری صرف ظاہری صورتوں اور کھالوں کو نہیں دیکھتا بلکہ وہ تمہارے دلوں کو بھی دیکھتا ہے۔''

اس حدیث مبارکہ سے معلوم ہوا کہ دل رب العالمین کی نظر کا مقام ہے۔ تو اس شخص پر تعجب ہے جو ظاہری چہرے کا اہتمام کرے۔ اسے دھوئے، میل کچیل سے ستھرا رکھے تا کہ مخلوق اس کے چہرے کے کسی عیب پر مطلع نہ ہو، مگر دل کا اہتمام نہ کرے جو رب العالمین کی نظر کا مقام ہے۔ چاہیے تو یہ تھا کہ دل کو پاکیزہ رکھے، اسے آراستہ کرے اور ستھرا رکھے تا کہ رب العالمین اس میں کسی عیب کو نہ پائے لیکن افسوس کا مقام ہے کہ دل گندگی، پلیدی اور غلاظت سے لبریز ہے۔ مگر جس پر مخلوق کی نظر پڑتی ہے۔ اس کے لیے کوشش ہوتی ہے کہ اس میں کوئی عیب وقباحت نہ پائی جائے۔

تیسرا اصول...... دل ایک بادشاہ کی مانند ہے جس کی اطاعت کی جاتی ہے اور باقی اعضاء رعایا کی طرح ہیں کہ سب اس کی پیروی کرتے ہیں۔ تو اگر سردار درست ہو تو اس کے تابع بھی درست ہوتے ہیں۔ اسی طرح اگر بادشاہ درست ہو تو رعایا بھی درست اور ٹھیک ہوتی ہے۔ اس بیان کی وضاحت حضور علیہ السلام کی درج ذیل حدیث سے ہوتی ہے۔ آپ کا ارشاد ہے۔

Marfat.com

''انسان کے اندر گوشت کا ایک لوتھڑا ہے۔ اگر وہ درست ہو تو سارا جسم درست ہوتا ہے اور اگر وہ خراب ہو تو سارا جسم خراب ہوتا ہے۔ سن لو کہ وہ دل ہے۔

اب غور کرنا چاہیے کہ دل کی خرابی کا سبب کیا ہے؟ تو دل کو خراب کرنے والے چار امور ہیں۔ (۱) دنیا کی امیدیں، (۲) عبادات میں جلد بازی، (۳) حسد، (۴) تکبر۔ اس کے مقابلے میں اصلاح کرنے والی بھی چار چیزیں ہیں۔ (۱) امیدیں کم کرنا، (۲) معاملات میں تحمل و آہستگی، (۳) مخلوق کے ساتھ خیر خواہی، (۴) خشوع اور تواضع سے پیش آنا۔ ان آٹھ چیزوں کے ساتھ قلب کی اصلاح یا خرابی وابستہ ہے۔

ان امور کو مختصراً بیان کیا جاتا ہے۔

طول امل (لمبی امیدیں) کا بیان

حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کے متعلق فرمایا، جب انہوں نے ایک ماہ کے ادھار پر گھوڑا خریدا، اے لوگو! تم اسامہ پر تعجب نہیں کرتے جو ایک ماہ کے لیے خرید رہا ہے۔ بیشک اسامہ لمبی امیدوں کا شکار ہو گیا ہے۔ خدا کی قسم، میں نے جب بھی زمین پر قدم رکھا تو میرا گمان تھا کہ شاید اٹھانے سے پہلے موت آ جائے۔ اور میں نے جب بھی منہ میں لقمہ ڈالا تو یہی گمان تھا کہ شاید حلق سے اتارنا نصیب نہ ہو۔ اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے۔ بیشک جن باتوں کا تم سے وعدہ کیا گیا ہے، وہ ضرور آ کر رہیں گی اور تم اللہ تعالیٰ کو عاجز و بے بس نہیں کر سکتے۔''

☆☆☆☆☆☆☆

حلال اور جائز طور پر خواہشات کا نتیجہ یہ ہے کہ انسان اہل و عیال میں مشغول ہو جاتا ہے خود خیال کریں کہ حرام طور پر خواہشات کی پیروی کا کیا نتیجہ ہوگا؟
ابن فورک (رسالہ قشیریہ)

عقل رہنمائی کرتی ہے حکمت اشارہ کرتی ہے اور معرفت اس بات کی گواہی دیتی ہے کہ ''صفائی'' توحید کی صفائی کے بغیر حاصل نہیں ہوگی۔

Marfat.com

حسد اور اسکی دوا

حسد کے لشکروں نے روند ڈالا باغ عالم کو
بزعم خود مسخر کر لیا اولاد آدم کو

حسد کی مذمت میں بہت سی احادیث وارد ہیں۔ چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ''حسد نیکیوں کو ایسے کھا جاتا ہے جیسے آگ لکڑی کو۔'' ایک اور حدیث میں حسد اور اس کے نتائج و اسباب سے منع کرتے ہوئے فرمایا۔ ''آپس میں حسد نہ کرو، کٹ کر نہ رہو ایک دوسرے سے بغض نہ رکھو اور نہ تعلق توڑو اللہ تعالیٰ کے بندے اور بھائی بھائی بن جاؤ۔''

بعض متقدمین کا قول ہے کہ اول خطا جو واقع ہوئی وہ حسد ہے یعنی ابلیس لعین نے حضرت آدم علیہ السلام کے رتبہ پر حسد کر کے سجدہ سے انکار کیا اور صرف حسد ہی کے باعث خدا کی نافرمانی میں مبتلا ہوا۔

اور اب بھی صورت حال یہی ہے کہ

جنہیں چار پیسے کا مقدور ہے یاں
سمجھتے نہیں ہیں وہ انساں کو انساں
موافق نہیں ہیں جن سے ایام دوراں
نہیں دیکھ سکتے کسی کو وہ شاداں
نشہ میں تکبر کے ہے چور کوئی
حسد کے مرض میں ہے رنجور کوئی

جاننا چاہیے کہ حسد ایک بڑے مرضوں میں سے ہے اور ہر امراض دلی کا علاج علم وعمل سے ہوتا ہے۔ حسد کے روگ کو جو علم مفید ہے وہ یہ ہے کہ آدمی اس بات کو یقینا جان لے کہ حسد دنیا و آخرت میں سراسر اس کو مضر ہے اور جس سے حسد کرتا ہے اس کا دین و دنیا میں کچھ بھی ضرر نہیں بلکہ فائدہ ہی فائدہ ہے۔ جب یہ بات اچھی طرح جان لے گا اور اپنے نفس کا دشمن اور دشمن کا خیر خواہ نہ ہو گا بالضرور حسد چھوڑ دے گا۔ حسد کے باعث جو حاسد کے دین میں ضرر ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ حسد کے سبب حکم خدا سے راضی نہیں ہوتا اور جس نعمت کو اس نے اپنے بندوں پر تقسیم فرمایا ہے اور اپنے عدل وحکمت سے کارخانے جاری کیے ہیں ان کو برا جانتا ہے۔ پس اس سے بڑھ کر دین میں اور

Marfat.com

کون سا گناہ ہوگا کہ خدا کی تقدیر پر راضی نہ ہو۔

حاسد حسد کی آگ میں خود ہی جلا کرے
وہ شمع کیا بجھے جسے روشن خدا کرے

حاسد کے حسنات محسود کو ملیں گے اور قیامت کو نعمت آخرت سے خالی دامن رہ جائے گا۔ جیسا دنیا کی نعمت سے مفلس ومحروم رہا تو محسود کو یہ فائدہ ہوا کہ نعمت اخروی بڑھ کر ملی کہ یکیاں ہوئیں کسی سے اور اس کو مفت ملیں اور حاسد کی جان کی شقاوت پر شقاوت ہوئی کہ دنیا میں حسد کے مارے جلتا رہا اور آخرت میں کیا کرایا دوسرے کو دیا گیا اور محسود کا نفع دنیا میں یہ ہے کہ ہر کوئی یہ چاہا کرتا ہے کہ میرے دشمنوں کو شقاوت اور برائی پہنچے اور ہمیشہ رنج وتکلیف میں رہیں۔ سو یہ بات محسود کی دشمنی یعنی حاسد کو موجود ہے۔ کوئی رنج ودکھ حسد کے رنج سے بڑھ کر نہیں غایت تمنا دشمنوں کی یہ ہوتی ہے کہ اپنے کام چین سے کریں اور ان کے حاسد حسرت وغم میں مبتلا رہیں۔ پس حاسد ان کی غرض وتمنا کے بموجب ہی رہتا ہے کہ وہ مزے لوٹتے ہیں اور یہ چھاتی کوٹتا ہے اور یہی وجہ ہے کہ دشمن اپنے حاسد کی موت نہیں چاہتا بلکہ یہ چاہتا ہے کہ حاسد کی عمر زیادہ ہوتا کہ حسد کی آگ میں مدام جلتا رہا۔

حاسد کے نقصان کی مثال

یہاں تک کہ خواب یا بیداری میں حاسد کا حال اس پر منکشف ہو جائے تو یوں معلوم ہوگا کہ اپنے دشمن کی طرف تیر پھینک رہا ہے کہ اس کو قتل کریں لیکن اول تیر جو مارا اس کے نہ لگا بلکہ اس کی اپنی دائیں آنکھ میں لوٹ کر آ لگا پھر غصہ ہو کر دوسرا جو مارا اور وہ بھی ہٹ کر اسی کے سر میں آ لگا اسی طرح بار بار یہ اس کو تاک تاک کر مارتا ہے مگر ہر دفعہ اسی کو پھر کر لگتا ہے۔ دشمن بہر حال سالم ومحفوظ رہتا ہے اور اس کی حرکات پر ہنستا ہے اور تالیاں بجاتا ہے تو محسود اور شیطان حاسد کا اسی طرح تمسخر کرتے ہیں بلکہ اگر غور کیا جائے تو حاسد کا حال تیر انداز کی نسبت زیادہ برا ہے کیونکہ تیر سے نقصان آنکھوں کا یا اعضاء کا ظاہری ہوتا ہے کہ اگر بالفرض اس وقت بچ بھی جائے تو مرنے کے بعد فنا ہو جاتے اور حاسد کے اوپر گناہوں کی بوچھاڑ ہوتی ہے کہ مرنے کے بعد بھی اس کا رنج ساتھ رہے گا کیا عجب ہے کہ غضب خداوندی دوزخ میں پہنچا دیوے۔ پس دنیا میں اندھا ہو کر رہنا اس بات سے بہتر ہے کہ آنکھوں کے ہوتے دوزخ میں جائے۔

بے شک حسد نیکیوں کو تباہ کرتا ہے اور گناہوں پر راغب کرتا ہے۔ یہ بڑا برا مرض ہے جس

Marfat.com

میں بڑے بڑے علماء وقراء مبتلا ہیں، عوام اور جہلاء کا کیا ذکر۔ اس حسد نے لوگوں کو ہلاک کر دیا اور نار دوزخ میں ڈال دیا۔ کیا تم نے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد نہیں سنا؟ آپ نے فرمایا ہے۔

''چھ قسم کے لوگ چھ وجہ سے دوزخ میں جائیں گے۔

(۱) عرب عصبیت کی وجہ سے

(۲) امراء ظلم کے باعث

(۳) چوہدری لوگ تکبر کی وجہ سے

(۴) تاجر لوگ خیانت اور بددیانتی کے باعث

(۵) اہل دیہات جہالت کے باعث اور

(۶) علماء حسد کی وجہ سے۔

بے شک جو آفت علماء کو بھی دوزخ میں لے جانے کا باعث اور سبب ہے اس سے بچنا بہت ضروری ہے۔

مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں، میں عبادت گزار لوگوں کی گواہی دوسروں کے حق میں تو قبول کرنے کو تیار ہوں لیکن ان کے اپنے اندر کو ایک دوسرے کے متعلق حسد سے بھرا ہوا پایا ہے۔ حضرت فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے لڑکے سے فرمایا کہ مجھے عبادت گزار اور رسمی صوفیوں سے دور کوئی مکان خرید دے کیونکہ مجھے اس قوم میں رہنے سے کیا فائدہ جو میری لغزش دیکھ کر اس کا چرچا کریں اور مجھے آرام اور آسائش میں دیکھ کر حسد کریں۔

اے عزیز! جان لے کہ حسد سے پانچ خرابیاں ابھرتی ہیں۔

ا۔ طاعات میں خرابی: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ ''حسد نیکیوں کو اس طرح برباد کرتا ہے جس طرح آگ سوکھی لکڑیوں کو جلا دیتی ہے۔''

حسد سے دوسری چیز جو پیدا ہوتی ہے وہ گناہ اور برائیاں ہیں۔ حضرت وہب بن منبہ فرماتے ہیں۔ حاسد کی تین نشانیاں ہیں۔ جب سامنے آتا ہے تو چاپلوسی کرتا ہے، پشت پیچھے غیبت کرتا ہے اور جب دوسرے پر مصیبت آتی ہے تو خوش ہوتا ہے۔

میں کہتا ہوں کہ حسد کی برائی کا سب سے بڑا ثبوت یہ ہے کہ اللہ تعالے نے ہمیں حاسد کے شر سے پناہ میں رہنے کا حکم دیا ہے۔ جیسا کہ خداوند تعالے نے فرمایا ہے۔ ''اور حاسد کے شر سے پناہ میں رکھ جب وہ حسد کرنے پر اتر آئے۔''

Marfat.com

اللہ تعالےٰ نے حسد کے شر کو شیطان اور ساحر کے ساتھ ملا کر بیان کیا ہے اور فرمایا ان سب سے پناہ مانگو۔ تو غور کرلو کہ حسد کتنا بڑا فتنہ ہے اور اسکا شر کتنا بڑا ہے۔ اسی لیے فرمایا کہ اس سے تحفظ کے لیے مجھ سے مدد طلب کرو اور میری پناہ میں آ ؤ۔

حسد سے تیسری چیز بے چینی اور بے مقصد غم و فکر کا لاحق ہونا ہے بلکہ غم و فکر کے ساتھ طبیعت پر بوجھ اور معصیت کی رغبت بھی پیدا ہوتی ہے۔ حضرت ابن سماک رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ نے فرمایا ہے۔ ''میں نے حاسد کے سوا کسی ظالم کو مظلوم کے ساتھ زیادہ مشابہت والا نہیں دیکھا۔ بیچارہ ہر وقت افسردہ طبیعت رہتا ہے۔ پریشان خیال رہتا ہے اور ہر وقت غم میں مبتلا رہتا ہے۔

حسد سے چوتھی خرابی یہ پیدا ہوتی ہے کہ دل اندھا ہو جاتا ہے۔ یہاں تک کہ اللہ تعالےٰ کے کسی حکم کو سمجھنے کی صلاحیت کم ہو جاتی ہے۔ حضرت سفیان ثوری فرماتے ہیں۔ ''ہمیشہ خاموش رہنا اختیار کر، کہ اس سے تیرے اندر ورع پیدا ہوگا۔ لالچی نہ بن تا کہ فتنوں سے محفوظ رہے۔ نکتہ چین نہ بن تا کہ لوگوں کے طعن وتشنیع سے محفوظ رہے۔ حاسد نہ بن تا کہ تجھے فہم کی تیزی نصیب ہو۔''

حسد سے پانچویں خرابی یہ پیدا ہوتی ہے کہ انسان ذلت اور محرومی کی لعنت میں گرفتار ہو جاتا ہے۔ اپنی کسی مراد میں کامیاب نہیں ہوتا، اور نہ اپنے کسی دشمن پر غالب آتا ہے۔ کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے:

دل کو بغض و حسد سے رنجور نہ کر
یہ نور خدا ہے اسے بے نور نہ کر
نااہل کمینے کی خوشامد سے اگر
جنت بھی ملے تو اسے منظور نہ کر

حضرت حاتم اصم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے۔ ''کینہ پرور دیندار نہیں ہوتا۔ لوگوں کے عیب نکالنے والا عبادت گزار نہیں ہوسکتا۔ چغل خور کو امن نصیب نہیں ہوسکتا۔ اور حاسد شخص نصرت خداوندی سے محروم رہتا ہے۔''

میں کہتا ہوں حاسد شخص اپنی مراد میں کیسے کامیاب ہوسکتا ہے؟ کیونکہ اس کی مراد تو یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ کے تمام بندوں سے خدا تعالےٰ کی دی ہوئی نعمتیں چھن جائیں اور مجھے مل جائیں اور حاسد آدمی اپنے دشمنوں پر کیسے غالب آ سکتا ہے۔ کیونکہ اس کے دشمن تو اللہ تعالےٰ کے نیک بندے ہوتے ہیں۔

Marfat.com

جلد بازی کے نقصانات

جلد بازی نیک مقاصد کو فوت کرتی ہے اور گناہوں میں مبتلا کرتی ہے۔ اللہ تعالےٰ قرآن پاک میں ارشاد فرماتا ہے۔ ''انسان (بوقت مصیبت) بد دعائیں شروع کر دیتا ہے جس طرح آرام کے وقت نیک دعائیں۔ اور انسان بڑا جلد باز ہے۔''

جلد بازی کی وجہ سے بسا اوقات عابد آدمی اس مرتبہ اور مقام کو حاصل کرنے کی کوشش کرتا ہے جس کا وہ اہل نہیں ہوتا۔ فوری طور پر اس مقام کے حاصل نہ ہونے کی وجہ سے یا تو سست و مایوس ہو کر مجاہدہ اور کوشش ترک کر دیتا ہے اور اس طرح اس مرتبہ سے محروم رہ جاتا ہے یا پھر ریاضت و مجاہدہ میں حد سے بڑھ جاتا ہے اور اس افراط کے باعث اس مرتبہ کو حاصل نہیں کر سکتا۔ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ''ہمارا یہ دین بڑا مستحکم دین ہے اس کو نرمی اور متانت سے حاصل کر جس طرح فصل حاصل کرنے والا کسان نہ تو زمین کو بالکل اکھیڑ دیتا ہے اور نہ اس کی ظاہری سطح کو ہی پہلی حالت میں باقی رہنے دیتا ہے۔'' عربی کی مشہور مثل ہے۔ ان لم تستعجل تصل۔ ''اگر تم جلد بازی نہیں کرو گے تو اپنی منزل مقصود کو پہنچ جاؤ گے۔''

عبادت کا اصل مقصود ورع ہے اور ورع ہر شے کی تہہ تک پہنچنے سے پیدا ہوتا ہے۔ جب انسان جلد باز ہو، بردبار نہ ہو اور نہ متحمل مزاج ہو تو وہ کسی کام کے اندر توقف، تحمل، بردباری اور ضروری غور و فکر سے کام نہیں لے گا اور جلد بازی کا ارتکاب کر کے لغزش کھا جائے گا جس طرح ایک عابد پر اگر کوئی ظلم کرے اور وہ غضب ناک ہو کر بد دعا کرتا ہے۔ اس کی دعا کا اثر اگر نقصان کی صورت میں ہو جائے تو یہ عابد بھی گویا حد سے تجاوز کرنے والا ہے۔ اور اس طرح وہ خود بھی ہلاکت و مصیبت میں پڑ گیا ہے۔

☆☆☆☆☆☆☆

اگر ساری دنیا مجھے اس شرط پر دی جائے کہ حساب نہیں لیا جائے گا۔ تب بھی اس سے اسطرح بچوں گا جسطرح تم مردار سے بچتے ہو کہ کہیں کپڑے کو نہ لگ جائے۔
(فضیل بن عیاض)

Marfat.com

تکبر کا بیان

مروی ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے دریافت کیا کہ اے خدائے قدوس! تو سب سے زیادہ کس پر ناراض ہوتا ہے؟ تو اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا، جس کے دل میں تکبر ہو، جس کی زبان ترش ہو، جس کی آنکھوں میں حیا نہ ہو، جس کے ہاتھ بخیل ہوں اور جو بداخلاق ہو۔

تکبر ایک ایسی آفت ہے جو نیکی کا نام ونشان مٹا دیتی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ (ابلیس نے) انکار اور تکبر کیا اور کافروں میں سے ہو گیا۔

ہر متکبر حق سے محروم ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں فرماتا ہے۔ میں عنقریب اپنی آیات کی سمجھ سے ان لوگوں کو پھیر دوں گا جو ناحق تکبر کرتے ہیں۔ دوسری جگہ فرمایا۔ اللہ تعالیٰ ہر متکبر اور سرکش کے دل پر مہر لگا دیتا ہے نیز اللہ تعالیٰ متکبر سے ناراض ہے۔ ''بیشک اللہ تعالیٰ متکبر لوگوں کو پسند نہیں کرتا۔''

حضرت حاتم اصم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ تین حالتوں پر موت آنے سے بچ۔ تکبر، حرص، شیخی۔

اس لیے کہ متکبر شخص کو اللہ تعالیٰ اس وقت تک موت نہیں دیتا جب تک اسے اپنے کمینے اہل وعیال اور خادموں سے ذلیل وخوار نہ کرے۔ اور حریص کو اس وقت تک موت نہیں دیتا جب تک اسے روٹی کے ایک ٹکڑے اور پانی کے ایک گھونٹ کے لیے ترسا نہ لے اور شیخی بگھارنے والے کو اس وقت تک موت نہیں دیتا جب تک اسے اس کے بول و پیشاب میں آلودگی کی ذلت نہ دکھائے۔

نیز حدیث قدسی ہے کہ بڑائی میری چادر ہے اور عظمت میری ازار ہے تو جو شخص ان دونوں میں سے کوئی ایک بھی مجھ سے لینے کی کوشش کرے گا میں اسے دوزخ کی آگ میں داخل کروں گا۔

آپ نے خود بھی دیکھا ہو گا کہ خشک عابد اور رسمی صوفی تکبر سے پیش آتے ہیں۔ دوسروں کو حقیر خیال کرتے ہیں۔ تکبر کی وجہ سے اپنے رخسارے کو ٹیڑھا رکھتے ہیں اور لوگوں سے منہ بسورے رکھتے ہیں۔ گویا کہ دو رکعت نماز زیادہ پڑھ کر لوگوں پر احسان کرتے ہیں۔ یا شاید انہیں دوزخ سے نجات اور جنت کے داخلے کا سرٹیفکیٹ مل چکا ہے۔ یا ان کو یقین ہو چکا ہے کہ صرف ہم

Marfat.com

ہی نیک بخت ہیں، باقی سب لوگ بد بخت اور شقی ہیں۔ پھر وہ ان تمام برائیوں کے ہوتے ہوئے لباس عاجز اور متواضع لوگوں جیسا پہنتے ہیں جیسے صوف وغیرہ اور بناوٹ سے خاموشی اور کمزوری کا اظہار کرتے ہیں حالانکہ ایسے لباس اور خموشی وغیرہ کا تکبر اور غرور سے کیا تعلق! بلکہ یہ چیزیں تو تکبر اور غرور کے منافی ہیں۔ لیکن ان اندھوں کو سمجھ نہیں۔

مذکور ہے کہ ایک دفعہ مرقد سنجی حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آیا۔ وہ اس وقت ایک درویشانہ گودڑی پہنے ہوئے تھا اور حضرت نیا جوڑا پہنے ہوئے تھے۔ وہ بار بار حضرت حسن کے کپڑوں کو دیکھتا تھا اور ہاتھ لگاتا تھا۔ آپ نے فرمایا تو بار بار میرے لباس کو کیا دیکھتا ہے۔ سن لے! میرا لباس اہل جنت کا لباس ہے اور تیرا لباس دوزخیوں کا لباس ہے۔ حضرت حسن نے فرمایا، مجھ تک بات پہنچی ہے کہ اکثر اہل دوزخ گودڑی پہنے ہوں گے۔ پھر حضرت حسن نے فرمایا ان لوگوں نے کپڑوں میں تو زہد اختیار کیا ہے مگر سینوں میں تکبر اور غرور کو جگہ دے رکھی ہے۔ قسم خدا کی خوش پوش مگر صاف دل لوگ رسمی گودڑی پہننے والوں سے ہزار درجے بہتر ہیں۔

ایک بزرگ کا ارشاد ہے۔ ''تیری ابتدا تو رحم میں پڑا ہوا قطرہ ہے اور تیری انتہا ناپاک مردار ہے اور اس وقت تو ان دو حالتوں کے درمیان اپنے پیٹ میں پاخانے کا بوجھ اٹھائے پھرتا ہے۔''

☆☆☆☆☆☆☆

اگر طریقت روح ہے تو شریعت جسم اور اگر شریعت روح ہے تو طریقت جسم۔ (عوارف المعارف) حصہ ۳۶

ہمہ تن گوش ہو کر سننا ملکوت کے دروازے کو کھلوانے کے مترادف ہے۔

جسے اللہ تک پہنچنے کا طریقہ نہ آتا ہو اور نہ پوچھے وہ کمینہ ہے۔

جو شخص چاہے کہ لوگ اسے مانیں وہ آخرت کا مزہ نہیں چکھ پاتا۔

Marfat.com

شکم کی حفاظت کے بیان میں

اے طالب عبادت! تجھ پر اپنے شکم کی حفاظت بھی لازم وضروری ہے۔ پیٹ کی اصلاح اور حفاظت ایک نہایت امر مشکل ہے۔ لہٰذا اس کی اصلاح وحفاظت کے لیے زیادہ محنت ومشقت کی ضرورت ہے۔ اس کے بگاڑ کا اثر بہت گہرا اور اس کی خرابی کا نقصان بہت زیادہ ہے۔ کیونکہ یہ تمام جسمانی قوتوں کا منبع اور معدن ہے۔ اسی شکم سے ہی جسم میں کمزوری یا قوت، عفت یا سرکشی وغیرہ کا ظہور ہوتا ہے۔ اس لیے اگر تم صحیح اور بامقصد عبادت کا عزم وارادہ اپنے اندر پیدا کرنا چاہتے ہو تو تم پر حرام غذا، شبہ کے کھانے اور فضول حلال سے اپنے پیٹ کی حفاظت نہایت ضروری ہے۔ حرام اور شبہ کی چیزوں سے تین وجہ سے بچنا ضروری ہے۔

اول، دوزخ کی آگ سے محفوظ رہنے کے لیے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ ''جو لوگ یتیموں کا مال ظلم کے طریقوں سے کھاتے ہیں ایسے لوگ بیشک اپنے شکموں میں آگ بھر رہے ہیں اور عنقریب بھڑکتی ہوئی آگ (ناردوزخ) میں داخل ہوں گے۔''

دوسری وجہ یہ ہے کہ حرام اور شبہ کی غذا کھانے والا مردود بارگاہ خداوندی ہے۔ ایسے شخص کو رب تعالیٰ کی صحیح اور کارآمد عبادت کی توفیق نصیب نہیں ہوتی کیونکہ ایک پاک اور طاہر انسان ہی اللہ تعالیٰ کی خدمت کے لائق اور سزاوار ہے۔ میں کہتا ہوں کیا اللہ تعالیٰ نے ایک جنبی انسان کو اپنے گھر یعنی مسجد میں داخل ہونے اور بے وضو شخص کو قرآن مجید کو چھونے اور ہاتھ لگانے سے منع نہیں کیا؟ ضرور منع کیا ہے۔ جیسا کہ قرآن مجید میں فرمایا۔ ''مجبوراً راستہ عبور کرنے والے شخص کے علاوہ کسی جنبی شخص کو نہائے بغیر مسجد میں قدم رکھنے کی اجازت نہیں۔''

دوسری جگہ فرمایا۔ ''اس مقدس کتاب (قرآن) کو ہاتھ نہ لگائیں مگر باوضو لوگ۔

جنبی اور بے وضو ہونا شرعاً مباح ہے۔ تو غور کرو، جب ایک مباح امر کی وجہ سے مسجد میں قدم رکھنا قرآن کریم کو ہاتھ لگانا منع اور ناروا ہے۔ تو وہ شخص مسجد میں کیسے آ سکتا ہے جو حرام اور شبہ کی نجاست سے آلودہ ہے۔ اور ایسا شخص کس طرح رب تعالیٰ کی خدمت گزاری کا دعویٰ کر سکتا ہے یا اس کے ذکر اور اس کی یاد سے لطف اندوز ہو سکتا ہے۔ ایسے شخص کو یہ توفیق نصیب نہیں ہو سکتی۔ حضرت معاذ رازی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے۔ ''طاعت اللہ تعالیٰ کے خزانوں میں سے ایک خزانہ ہے اور اس خزانے کی چابی دعا ہے اور چابی کے دندانے رزق حلال ہے۔ تو جب چابی

Marfat.com

کے دندانے نہ ہوں تو دروازہ نہیں کھل سکتا۔ اور جب تک دروازہ نہ کھلے خزانے تک پہنچنا ناممکن ہے۔"

تیسری وجہ یہ ہے کہ حرام اور شبہ کی غذا کھانے والا شخص نیک کام کرنے سے محروم ہوتا ہے اور اگر اتفاقاً کوئی کارِ خیر اس سے ہو جائے تو وہ عند اللہ مقبول و منظور نہیں ہوتا۔ بلکہ رد کر دیا جاتا ہے تو ایسا شخص نیک کام کی انجام دہی میں جو وقت اور قوت صرف کرتا ہے اس سے بے فائدہ مشقت، فضول رنج و محنت اور وقت ضائع کرنے کے سوا اس کو کچھ حاصل نہیں ہوتا۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔ "اللہ تعالیٰ ایسے شخص کی نماز قبول نہیں کرتا جس کے شکم میں غذائے حرام پڑی ہو۔"

زیادہ کھانے کے نقصانات

باقی رہا فضول اور ضرورت سے زائد حلال تو اس کا استعمال بھی بندوں کے لیے آفت اور اہل مجاہدہ کے لیے بلا ہے۔ اس میں غور کرنے سے کئی آفتیں معلوم ہوتی ہیں جن کو اصول کی حیثیت دی جاسکتی ہے۔

پہلی آفت: حلال طعام زیادہ کھانے سے قساوتِ قلبی پیدا ہوتی ہے اور نور زائل ہو جاتا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا "حاجت اور ضرورت سے زیادہ کھانے پینے سے گریز کرو کیونکہ اس سے دل مردہ ہو جاتا ہے جس طرح ضرورت سے زیادہ پانی سے کھیتی تباہ ہو جاتی ہے۔"

دوسری آفت: یہ ہے کہ زیادہ کھانے سے اعضاء میں فتنہ پیدا ہو جاتا ہے۔ فساد برپا کرنے اور بیہودہ کاموں کی رغبت پیدا ہوتی ہے۔ کیونکہ جب انسان خوب پیٹ بھر کر کھاتا ہے، تو اس کے جسم میں تکبر اور آنکھوں میں بدنظری کی خواہش پیدا ہوتی ہے۔ کان بری باتیں سننے کے مشتاق ہوتے ہیں۔ زبان بیہودہ گوئی پر آمادہ ہوتی ہے۔ شرمگاہ شہوت رانی کا تقاضا کرتی ہے اور پاؤں ناجائز مقامات کی طرف حرکت کرنے کے لیے بے قرار ہوتے ہیں۔ اس کے برعکس انسان پیٹ غذا سے پر نہ کرے بلکہ بھوک باقی رہنے دے تو تمام اعضا سکون و آرام اختیار کریں گے۔ نہ تو کسی برائی کا لالچ کریں گے اور نہ برائی کو دیکھ کر مسرور اور خوش ہوں گے۔ غذا گویا تخم ہے اور افعال و اقوال اس تخم کا پودا ہیں جو تخم کے مطابق اگتا ہے۔

تیسری آفت: یہ ہے کہ ضرورت سے زیادہ کھانے سے علم و فہم میں کمی واقع ہوتی ہے۔ کیونکہ

Marfat.com

شکم پری دانائی کو ختم کر دیتی ہے۔ حضرت دارانی رحمۃ اللہ علیہ نے بالکل درست فرمایا ہے۔ کہ اگر تو دنیا اور آخرت کی حاجت وضرورت پورا کرنے کا خواہش مند ہے تو خالی پیٹ اسے پورا کرنے کی کوشش کر۔ پیٹ بھر کر کھا لینے کے بعد عقل اور فہم میں فتور پیدا ہو جائے گا۔ یہ بات ہر تجربہ کار پر ظاہر و واضح ہے۔

چوتھی آفت: پیٹ بھر کر کھانے سے عبادت میں کمی واقع ہوتی ہے کیونکہ انسان جب خوب سیر ہو کر کھا لیتا ہے تو اس کا بدن بوجھل ہو جاتا ہے۔ آنکھوں میں نیند بھر جاتی ہے اور اعضاء سست پڑ جاتے ہیں۔ کوشش کے باوجود کوئی کام نہیں کر سکتا۔ ہر وقت زمین پر مردار کی طرح پڑا رہتا ہے، کہا گیا ہے۔ ''جب تو پیٹو بن جائے تو پھر اپنے آپ کو پابہ زنجیر سمجھ۔''

واقعہ حضرت یحییٰ علیہ السلام اور شیطان

مروی ہے کہ ایک دفعہ حضرت یحییٰ علیہ السلام نے ابلیس کو دیکھا کہ بہت سے جال اٹھائے ہوئے ہے آپ نے ان کی طرف اشارہ کر کے پوچھا کہ یہ کیا ہے؟ ابلیس نے جواب دیا یہ شہوات کے جال ہیں جن سے میں بنی آدم کو شکار کرتا ہوں۔ آپ نے پوچھا کیا مجھے پھانسنے کے لیے بھی ان میں سے کوئی جال ہے؟ تو اس نے کہا ''نہیں' صرف ایک رات آپ نے پیٹ بھر کر کھانا کھایا تو میں نے اس رات آپ پر نماز کو بھاری کر دیا۔'' یحییٰ علیہ السلام نے یہ سن کر فرمایا۔ ''خدا کی قسم، آئندہ میں کبھی پیٹ بھر کر نہیں کھاؤں گا۔'' تو ابلیس نے کہا۔ ''میں بھی آئندہ کبھی کسی کو ایسی بات نہیں بتاؤں گا۔''

یہ اس ہستی کا حال ہے جس نے ساری عمر میں ایک دفعہ سیر ہو کر کھایا، تو اس کا کیا حال ہوگا جس نے ساری عمر میں صرف ایک دفعہ شکم کو بھوکا رکھا؟ کیا ایسا شخص عبادت کی امید کر سکتا ہے؟

پانچویں آفت: پیٹ بھر کر کھانے سے عبادت کی حلاوت مفقود ہو جاتی ہے۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ ''جب سے مسلمان ہوا ہوں کبھی پیٹ بھر کر نہیں کھایا، تاکہ عبادت کی حلاوت نصیب ہو۔ اور جب سے میں مسلمان ہوا ہوں کبھی سیر ہو کر نہیں پیا، رب تعالےٰ کی ملاقات کے شوق سے۔''

اور یہ صفات اہل کشف کی ہیں۔ حضرت صدیق رضی اللہ عنہ بھی مکاشفین میں سے تھے۔ اسی مکاشفہ کی طرف حضور علیہ السلام نے اپنے اس قول میں اشارہ فرمایا۔ ''ابوبکر نماز روزے کی بنا پر تم سے افضل نہیں بلکہ ان کے اندر ایک شے ہے جو ان کے افضل ہونے کی دلیل ہے۔''

Marfat.com

چھٹی آفت: خوب پیٹ بھر کر کھانے سے حرام یا شبہے کے طعام میں پڑنے کا خطرہ ہے کیونکہ حلال اتنا وافر نہیں ملتا بلکہ معمولی گزارے کے موافق ملتا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا۔ ''حلال غذا تجھے نہیں ملے گی مگر معمولی گزارے کے موافق اور حرام تیرے پاس بے تحاشا آئے گا۔''

ساتویں آفت: آخرت میں حساب و کتاب کی ہولناکیوں اور سکرات موت کی شدت کا باعث بھی پیٹ بھر کر کھانا ہے۔ روایات میں آیا ہے۔ ''بیشک سکرات موت کی شدت دنیا کی لذتوں کے مطابق ہے۔ تو جس نے زیادہ لذتیں اٹھائیں اسے نزع کی تکلیف بھی زیادہ ہوگی۔''

آٹھویں آفت: اس سے آخرت کے ثواب میں کمی ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ ''تم اپنی لذت کی چیزیں اپنی دنیوی زندگی میں حاصل کر چکے اور ان کو خوب برت چکے۔ سو آج تم کو ذلت کی سزا دی جائے گی۔ اس وجہ سے کہ تم دنیا میں ناحق تکبر کیا کرتے تھے اور اس وجہ سے کہ تم نافرمانیاں کیا کرتے تھے۔

تو جس قدر تم دنیا کی لذتیں حاصل کر لو گے اتنا حصہ آخرت سے کم ہو جائے گا۔ اسی لیے جب رب تعالیٰ نے اپنے حبیب پاک علیہ السلام پر دنیا پیش کی تو فرمایا اگر تو اس کی لذت اٹھا لے تو اس کے عوض تیری لذتیں آخرت میں کم نہیں کروں گا۔

اس روایت سے معلوم ہوا کہ یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیت تھی۔ دوسرے اگر یہاں لذتیں حاصل کریں گے تو اس کے عوض ان کا آخرت کا حصہ کاٹ دیا جائے گا۔ ہاں اللہ تعالیٰ کا فضل ہو جائے تو دوسری بات ہے۔

یہ آٹھ آفات ہیں جن میں سے اہل نظر کے لیے مضرت میں صرف ایک ہی کافی ہے۔

اے عبادت میں کوشش کرنے والے مرید! تجھ پر حرام اور شبہ کی غذا سے پرہیز کرنا ضروری ہے اور رزق کے معاملہ میں سخت احتیاط کی ضرورت ہے تاکہ دوزخ کے عذاب سے بچتا رہے۔ اسی طرح ضرورت سے زیادہ حلال کے استعمال سے بھی اجتناب لازم ہے تاکہ بندگی [illegible] شر اور برائی میں مبتلا نہ ہو اور تاکہ قیامت کے دن حساب کے لیے تشویش میں [illegible]۔

اسی لیے حضرت معروف کرخی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے۔ ''جب تم روزہ رکھتے [illegible] خیال رکھو کہ کس چیز سے افطار کرتا ہے اور کس کے پاس افطار کرتا ہے [illegible] افطار کرتا ہے۔ کیونکہ بہت [illegible] جاتی ہے اور پھر ساری عمر [illegible]

Marfat.com

خراب لقمہ پیٹ میں جانے سے ایک سال تک نماز تہجد سے انسان محروم ہو جاتا ہے۔ اور بہت دفعہ ایسا ہوتا ہے کہ صرف ایک دفعہ بدنظر دیکھنے سے بندہ ایک عرصہ تک تلاوت قرآن پاک سے محروم ہو جاتا ہے۔''

قرآن پاک میں ہے۔ ''پھر تم سے ضرور نعمتوں کے متعلق سوال ہوگا۔ نیز نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ''اور حلال کے استعمال پر بھی روز قیامت حساب ہوگا۔'' جب حلال پر سوال ہے تو پھر حرام سے بدرجہ اولیٰ بچنا ضروری ہے۔

کھانے کے آداب

اہل عقل کی خواہش ہے کہ جنت میں اللہ تعالیٰ کا دیدار ہو۔ اس نعمت کا حصول علم اور عمل کے بغیر ناممکن ہے اور علم و عمل بغیر جسم کی سلامتی کے قائم نہیں رہ سکتا۔ اس لیے جسم کو سلامت رکھنے کے لیے بوقت حاجت خوراک کی ضرورت بدن کے لیے لازمی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔
''پاکیزہ کھانا کھاؤ اور اچھے اعمال بجالاؤ۔''

اب جس شخص کی خواہش ہو کہ علم و عمل پر قدرت حاصل ہو تو پھر کھانا اس طرح نہ کھائے جس طرح چوپائے کھاتے ہیں بلکہ شریعت کے میزان پر تول کر کھانے کا اقدام کرے تاکہ گنہگار بھی نہ ہو اور ثواب بھی حاصل ہو جائے۔ فرمان رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم ہے کہ آدمی کو اس لقمے پر ثواب دیا جاتا ہے جو اپنے منہ کی طرف اٹھائے خواہ اپنی بی بی کی طرف لے جائے مگر شرط یہ ہے کہ اس کا یہ لقمہ دین کی وجہ سے ہو اور کھانے کے آداب پیش نظر رکھ کر اٹھایا گیا ہو۔

کھانے کے آداب ذیل میں درج کئے جاتے ہیں۔

۱۔ کھانا حلال بھی ہو اور کمائی کی جہت سے پاک بھی۔

۲۔ ہاتھوں کو دھو کر کھانا شروع کرے اور کھانے کے بعد بھی ہاتھ دھوئے۔ ہمارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے، کھانے سے پہلے ہاتھ دھونا غربت دور کرتا ہے اور کھانے کے بعد ہاتھ دھونا رنج و غم مٹا دیتا ہے۔

۳۔ کھانا دسترخوان بچھا کر کھائے اور بیٹھ کر کھائے نیز جس طرح بیٹھے آخر تک اسی بیٹھک پر بیٹھا رہے۔ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بعض اوقات دوزانو ہو کر اپنے پاؤں کی پشت پر بیٹھتے اور کبھی دائیں ٹانگ کھڑی کر کے بائیں ٹانگ پر بیٹھ کر کھانا کھاتے۔ لیٹ کر یا تکیہ لگا کر کھانا مکروہ ہے۔

Marfat.com

۴۔ کھانا کھاتے وقت نیت کرے کہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں قدرت حاصل کرنے کی غرض سے کھاتا ہوں لہٰذا پیٹ بھر کر نہ کھائے کہ اس سے درج ذیل نقصانات ہوتے ہیں۔

(الف) خوف الٰہی دل سے ختم ہو جاتا ہے۔

(ب) مخلوق خدا پر رحم کا جذبہ نہیں پیدا ہوتا کیونکہ اسے یہی معلوم ہوتا ہے کہ سب کا پیٹ بھرا ہوا ہے۔

(ج) عبادت واطاعت کرنے میں سخت بوجھ محسوس ہوتا ہے۔

(د) حکمت کی باتیں دل میں نرمی پیدا نہیں کرتیں۔

(ھ) دوسروں کو اگر نصیحت کرے تو کسی کے دل میں تاثیر نہیں ہوتی۔

(و) معدہ اور اعضاء جسمانی بیماریوں کا مسکن بن جاتے ہیں۔

نیز جو رزق موجود ہو اس پر راضی ہو۔ مزید اور زیادہ طلبی سے حتی المقدور پرہیز کرے۔

۵۔ کوشش کرے کہ کھانے میں زیادہ سے زیادہ احباب شامل ہوں۔ چاہے اپنے بیوی بچوں کو ہی شامل کرے کیونکہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کا دستور تھا کہ کھانا تنہا نہیں کھاتے تھے۔

۶۔ دوران طعام بسم اللہ سے شروع کرے اور الحمد للہ پر اختتام کرے اور اگر ہو سکے تو ہر لقمہ پر بسم اللہ شریف کہے اور بلند آواز سے کہے تاکہ دوسروں کو بھی یاد آ جائے۔

۷۔ دائیں ہاتھ سے کھائے، لقمہ چھوٹا لے کر خوب چبائے اور جب تک اس کو نگل نہ لے تب تک دوسرے لقمہ کی طرف ہاتھ نہ بڑھائے۔ کھانا نمک سے شروع کرے اور اسی پر ختم کرے۔ کھانے میں عیب نہ نکالے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کھانے میں عیب نہیں نکالتے تھے بلکہ دستور یہ تھا کہ اگر پسند ہوتا کھا لیتے ورنہ چھوڑ دیتے تھے۔ کھانا اس طرف سے کھائے جو اپنے قریب ہو۔ مگر میوہ وغیرہ میں اس کی اجازت ہے دوسری طرف بھی ہاتھ ڈال سکتا ہے۔ روٹی کو بیچ سے کھانا اور کنارے چھوڑ دینا منع ہے۔ چھری سے کاٹنے کی بھی ممانعت ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا روٹی سے ہاتھ نہ پونچھو کہ یہ بے ادبی ہے۔ لقمہ گر پڑے تو اسے اٹھا کر صاف کر لے کہ دستر خوان پر سے ریزے چن کر کھانے والے کو حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فراخی رزق اور اولاد کی تندرستی کی بشارت دی ہے۔ خلال کرے اور جو کچھ دانتوں سے نکلے اس کو پھینک دے، خلال کے بعد کلی کرے۔ پیالے کا دھوون پینے والے کو ایک غلام آزاد کرنے کا ثواب عطا کیا جاتا ہے۔ کھانا کھانے پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ ''پاکیزہ کھانے میں سے کھاؤ جو اللہ تعالیٰ نے تمہیں دیا

Marfat.com

ہے اور اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرو۔''

کھانے کے بعد سورہ اخلاص، سورہ قریش اور یہ دعا پڑھے۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَطْعَمَنَا وَ سَقَانَا وَ اجْعَلْنَا مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ۔

''اللہ تعالیٰ کا شکر ہے جس نے ہمیں کھلایا پلایا اور مسلمان بنایا۔ دستر خوان سے نہیں اٹھنا چاہیے جب تک دستر خوان اٹھا نہ لیا جائے اور اگر کسی دوسرے کے ہاں کھانا کھائے تو اس کے لیے یوں دعا کرے۔

اَللّٰهُمَّ اَطْعِمْ مَنْ اَطْعَمَنِیْ وَ اَسْقِ مَنْ سَقَانِیْ۔

''اے اللہ تعالیٰ اسے کھلا اور پلا جس طرح اس نے مجھے کھلایا اور پلایا۔''

کھانے کے بعد انگلیاں چاٹ کر رومال سے صاف کرے۔ گرم کھانے میں پھونک مارنے سے پرہیز کرے۔ خرما وغیرہم ایسی چیزیں طاق کھانا بہتر ہے۔ مثلاً ایک، تین، پانچ، سات وغیرہ۔ کھانا کھانے سے پہلے پانی پیئے یا درمیان میں، آخر میں پانی پینا درست نہیں ہے بلکہ شیر خدا حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا فرمان ہے کہ کھانے سے پہلے پانی پینا شفا، درمیان میں دوا اور آخر پر پینا وبا ہے۔

پانی پینے کے آداب

پانی پیتے وقت برتن دائیں ہاتھ میں ہو۔ بسم اللہ پڑھ کر چھوٹے گھونٹوں کے ساتھ آہستہ آہستہ پیوے۔ جلدی جلدی پینے میں جگر کی بیماری پیدا ہونے کا خدشہ ہے۔ لیٹ کر یا کھڑے ہو کر پینا منع ہے، بلکہ بیٹھ کر پیئے۔ برتن میں اچھی طرح دیکھ لے کوئی مضر چیز نہ ہو۔ پینے کے دوران ڈکار اور سانس نہ لے۔ بلکہ اس وقت برتن کو منہ سے علیحدہ کر دے اور الحمدللہ کہے پھر بسم اللہ پڑھ کر شروع کرے۔ تین سانسوں میں پیوے۔ اور آخر پر الحمدللہ کہے۔

اے مرید صادق! غور سے سن، انسانی شکم کی خواہشات انسان کے لیے بہت بڑا امتحان ہے۔ اسی خواہش کے سبب حضرت آدم علیہ السلام اور اماں حوا سلام اللہ علیہا دارالقرار سے اس ناپائیدار دنیا میں بھیجے گئے۔ یہ شکم گویا آفات کا منبع ہے کہ اس کو جماع میں لذت ملتی ہے اس طرح چاہتا ہے کہ بہت سی منکوحہ ہوں اور خوب صحبت سے لطف اٹھائے۔ اس کے بعد مال و جاہ کو حاصل کرنے کی خواہش پیدا ہوتی ہے اور جب مال کی کثرت ہو تو پھر طرح طرح کی برائیاں جنم لیتی ہیں مثلاً غرور و تکبر اور حسد پیدا ہوتا ہے۔ پھر کئی طرح کی دشمنیاں وجود میں آتی ہیں اور نوبت یہاں

Marfat.com

تک پہنچتی ہے کہ آدمی سرکشی اور نافرمانی پر اتر آتا ہے۔ ان تمام برائیوں کا سبب یہ ہے کہ معدہ کو خالی نہ رکھا اور ناکوں ناک بھرلیا۔ اور اگر انسان اپنے نفس کی بھوک کو ذلیل رکھے اور اس کے سبب شیطان کے داخلی راستوں کو تنگ کر دے تو پھر اس کا قدم صراط مستقیم پر رہے گا اور اطاعت الٰہی سے کبھی بھی منہ نہیں موڑے گا۔ اس لیے بھوک کے چند فوائد بیان کئے جاتے ہیں۔

بھوک کے فوائد

فائدہ اول: پیٹ بھر کر کھانے سے بلادت ہوتی ہے اور ذہن اندھا ہو جاتا ہے اور دماغ میں بخار نشہ کی طرح چڑھتا ہے اور فکر کی جگہ کو گھیر لیتا ہے تو دل بھاری ہو کر فکر کی طرف نہیں دوڑتا اور جلد ادراک نہیں کر سکتا۔ حضرت ابو سلیمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے کہ بھوک کو اختیار کرنا چاہیے کہ اس سے نفس ذلیل اور قلب رقیق ہوتا ہے اور اسے آسمانی علم عطا کیا جاتا ہے۔

دوسرا فائدہ: قلب کی نرمی ہے جس سے استعداد و ادراک لذت ذکر کی حاصل ہوتی ہے۔ بہت بار ایسا ہوتا ہے کہ ذکر زباں پر حضور دل کے ساتھ جاری رہتا ہے مگر قلب کو اس سے لذت اور اثر نہیں ہوتا گویا قلب میں اثر میں حجاب سختی دل کا پڑ جاتا ہے اور بعض دفعہ ذکر سے خوب اثر ہوتا ہے اور مناجات میں ایک لذت معلوم ہوتی ہے اور ظاہر اس کی علت معدہ کا خالی ہونا ہی ہے۔ چنانچہ ابی سلیمان درانی فرماتے ہیں کہ مجھ کو عبادت میں زیادہ حلاوت بھی اس وقت ہوتی ہے جب میری پیٹھ پیٹ سے لگی رہے اور یہ بھی ان کا ہی قول ہے کہ جب پیٹ بھوکا پیاسا رہتا ہے تو صاف و رقیق رہتا ہے اور جب پیٹ بھرا ہوتا ہے تو اندھا اور کثیف ہو جاتا ہے۔ حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ بعض آدمی اپنے سینے میں کھانے کی آرزو رکھ لیتے ہیں اور پھر مناجات کی حلاوت چاہتے ہیں، ایسا نہیں ہو سکتا۔ اس بیان سے معلوم ہوا کہ آسان ہونا فکر کا اور حصول معرفت اور شے ہے اور اس سے لذت و تاثیر ہونی اور چیز اور یہ دوسرا فائدہ ہے۔

تیسرا فائدہ: انکسار اور فروتنی ہے اور تکبر دور ہوتا ہے۔ کیونکہ نفس کسی شے سے اتنا منکسر اور ذلیل نہیں ہوتا جتنا بھوک سے ہوتا ہے اور بھوک کی حالت میں اس کی قوت ضعیف ہو جاتی ہے چونکہ سعادت انسانی اس میں ہے کہ ہمیشہ اپنے آپ کو عاجز اور ذلیل جانے اور اللہ تعالیٰ کو عزیز و غالب تو ضرور ہوا کہ ہمیشہ بھوکا اور خدا کی طرف مضطر رہے اور اس اضطرار میں ذوق و حلاوت پاوے اور باعث یہی تھا کہ جب دنیا اور اس کے خزانے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے پیش کئے گئے تو آپ نے ان سے اعراض کیا اور فرمایا کہ میری خواہش ہے کہ ایک روز بھوکا رہوں

Marfat.com

اور ایک روز شکم سیر ہوں تا کہ جب بھوکا ہوں تو صبر اور تضرع کروں اور جب سیر شکم ہوں تو شکر کروں۔ غرضیکہ شکم اور شرمگاہ ایک دوزخ کے دروازوں میں سے ہے اور اس کی اصل پیٹ بھرنا ہے اور عاجزی اور انکساری جنت کا دروازہ ہے اور اس کی اصل بھوکا رہنا ہے پس جو کوئی دروازہ دوزخ کو بند کرے گا باب جنت کھل جائے گا اس لیے کہ دونوں ایک دوسرے کی ضد ہیں۔ جیسا مشرق و مغرب جتنا ایک کی طرف چلو دوسرے سے دور ہو جاؤ گے۔

چوتھا فائدہ: پیٹ بھرے کو بھوکا اور بھوک دونوں یاد نہیں رہتے اور ہوشیار آدمی جب کوئی مصیبت دیکھتا ہے اس سے آخرت کی مصیبت یاد رکھتا ہے۔ پیاس سے پیاس آخرت کو عرصات قیامت میں یاد کرتا ہے اور بھوک سے دوزخیوں کی بھوک یاد کرتا ہے کہ جب ان کو بھوک لگے گی تو شہتیر اور خاردار درخت غذا کے لیے ملیں گے اور پیاس کے وقت پیپ دی جاوے گی اور بندہ کو ایسا ہی چاہیے کہ عذاب آخرت کو مدنظر رکھے اس لیے کہ اس سے خوف الٰہی کا جوش ہوتا ہے اور جو آدمی کبھی ذلت و علت و مصیبت میں گرفتار نہ ہوا ہو وہ عذاب آخرت کو بھول جاتا ہے بلکہ خود عذاب ہی کو نہیں جانتا۔

پانچواں فائدہ: جو سب فائدوں میں زیادہ ہے یہ کہ شہوت اور قوت کمزور ہو جاتی ہے اور چونکہ سعادت اس میں ہے کہ آدمی اپنے نفس کو قابو میں رکھے اور شقاوت یہ ہے کہ نفس کے قابو میں پڑ جاوے تو جیسے سرکش گھوڑا بے آب و دانہ رکھنے سے قابو میں آ جاتا ہے اس طرح نفس بھی بھوکا رہنے سے دب جاتا ہے۔

چھٹا فائدہ: نیند کا دفع ہونا اور مدام بیدار رہنا کیونکہ جو پیٹ بھر کر کھاوے گا وہ پانی بہت پیئے گا اور زیادہ پانی پینے سے نیند بہت آتی ہے۔ بعض اکابر اسی بنا پر اپنے مریدوں سے کھانا کھانے کے وقت فرماتے کہ بہت مت کھاؤ ورنہ پانی بہت پیو گے اور زیادہ سوؤ گے اور کثرت سے حسرت کرو گے اور ستر صدیق اس بات پر متفق ہیں ہیں کہ نیند کی کثرت بہت پانی پینے سے ہوتی ہے اور کثرت نیند سے اور بھی خرابیاں ہیں۔ تہجد جاتی رہتی ہے، طبیعت غبی رہتی ہے، دل سخت ہوتا ہے اور ہر سانس تجارت کے لیے راس المال آدمی کا ہے اور نیند بمنزلہ موت کے ہے تو کثرت نیند سے عمر کم ہوتی ہے اور غلبہ خواب سے حلاوت تہجد میں بھی نہیں ہوتی۔

ساتواں فائدہ: آسان ہونا عبادت کی مواظبت کا کیونکہ خود کھانا کثرت عبادت سے بایں وجہ مانع ہے کہ اسکے لیے ایک وقت چاہیے اور کبھی آٹا وغیرہ مول لینے میں اور پکانے میں بھی وقت گزر جاتا ہے اور کھانے کے بعد ہاتھ دھونے اور خلال کرنے میں اور کئی دفعہ پانی پینے میں بھی

Marfat.com

زمانہ صرف ہوتا ہے وراگران اوقات کوذکرمناجات میں صرف کرتا تو زیادہ نفع ہوتا۔

آٹھواں فائدہ: بدن کا تندرست رہنااور بیماریوں کا دفع ہونا اس لیے کہ امراض کا سبب یہی ہوتا ہے کہ غذا کی زیادتی سے نکمے اخلاط معدہ اور رگوں میں جمع ہو جاتے ہیں پھر مریض سے عبادت نہیں ہوسکتی دل کوتشویش ہوتی ہے ذکرفکرنہیں کرسکتا زندگی تلخ ہو جاتی ہے۔

نواں فائدہ: خرچ کم ہونا کیونکہ جوکم کھاوے اس کا تھوڑا سامان کافی ہوگا اور اگر پیٹ بھرنے کی عادت ہوگی تو ہمیشہ پیٹ کا تقاضا ہوگا وہ گردن پکڑ کر کہے گا کہ کھانے کی فکر بھی ہے تو آدمی در بدراس کے لیے پھرے گا اگر وجہ حرام سے کچھ پیدا کرے گا تو گنہگار ہوگا اور وجہ حلال سے لاوے گا تو بھی رنج وذلت سے خالی نہیں۔

دسواں فائدہ: یہ کہ جوغذا کھانے سے بچے گی اس سے صدقہ اور خیرات ہوسکتی ہے اور یتیموں اورغریبوں کی خبر گیری سے قیامت کی دھوپ میں حدیث کے بموجب اپنے صدقہ کے سایہ میں رہے گا جس قدر آدمی کھالیتا ہے وہ مٹی اور پاخانہ ہو جاتا ہے اور جوصدقہ دیتا ہے وہ فضل الٰہی کے لیے ذخیرہ ہوتا ہے تو بندہ کو مال میں حق پہنچتا ہے کہ خواہ صدقہ سے اسکوجمع رکھے یا کھا کرفنا کرد ے یا پہن کر پرانا کردے مگراپنی غذا کوکم کرکے اگر بقیہ سے صدقہ کرے تو اس سے بہتر ہے کہ شکم سیر ہو کر ہیضہ میں مبتلا ہو۔

تلاوت قرآن سے زیادہ پڑھی جانے والی حدیث

ابن مبارک رحمۃ اللہ علیہ خالد بن معدان سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت معاذ سے عرض کیا کہ مجھے کوئی ایسی حدیث سناؤ جو آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ہو اور اس کو یاد کیا اور اسکی شدت اور باریکی کی وجہ سے آپ اس کا تذکرہ ہر روز کرتے ہو تو آپ نے فرمایا، ہاں۔ بیان کرتا ہوں۔ پھر آپ بڑی دیر تک روتے رہے، پھر کہنے لگے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اوران کی ملاقات کا شوق حد سے بڑھ گیا ہے۔

پھر فرمایا، ایک دفعہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھا۔ آپ سواری پر بیٹھے اور مجھے بھی اپنے پیچھے بٹھا لیا۔ پھر ہم چلے آپ نے اپنی نگاہ آسمان کی طرف اٹھائی، پھر فرمایا۔ تمام تعریف اس اللہ کے لیے ہے جو اپنی مخلوق میں جو چاہتا ہے، فیصلہ فرماتا ہے۔ اے معاذ! میں نے عرض کیا، لبیک یا سید المرسلین! آپ نے فرمایا، میں تجھ سے ایسی بات بیان کر رہا ہوں اگر تو نے اس کو یاد رکھا تو تجھے نفع دے گی اور اگر تو نے اس کو ضائع کر دیا۔ تو اللہ عزوجل کے نزدیک تیری

Marfat.com

حجت ختم ہو جائے گی۔ اے معاذ اللہ تبارک وتعالیٰ نے زمین اور آسمان کی پیدائش سے پہلے سات فرشتوں کو آسمانوں کے خازن اور دربان کی حیثیت سے پیدا کیا اور ہر ایک آسمان کے دروازے پر ایک فرشتے کو بحیثیت دربان کھڑا کر دیا۔ پھر کراماً کاتبین انسان کے عمل کو بہت زیادہ سمجھتے ہیں اور اس کو خالص جانتے ہیں۔ اس کو بارگاہ الٰہی میں پیش کرنے کی غرض سے جاتے ہیں۔ پھر جب وہ دروازہ پر پہنچتے ہیں تو دربان فرشتہ ان سے کہتا ہے۔ اس عمل کو عمل کرنے والے کے منہ پر دے مارو۔ میں غیبت کا فرشتہ ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں ایسے آدمی کا عمل اوپر نہ جانے دوں جو لوگوں کی غیبت کرتا ہے۔ وہ مجھے چھوڑ کر دوسروں کی طرف متوجہ ہو جاتا ہے۔ پھر دوسرے دن فرشتے اوپر جاتے ہیں۔ ان کے پاس بہت اچھے عمل ہوتے ہیں۔ وہ عمل نور سے روشن ہوتے ہیں کراماً کاتبین ان کو بہت زیادہ اور پاکیزہ خیال کرتے ہیں۔ یہاں تک کہ جب وہ دوسرے آسمان پر جاتے ہیں تو فرشتہ کہتا ہے ٹھہر جاؤ اور اس عمل کو عمل کرنے والے کے منہ پر دے مارو کیونکہ اس کی نیت اس عمل سے دنیا کمانے کی تھی مجھے میرے اللہ نے حکم دے رکھا ہے کہ میں کسی ایسے آدمی کا عمل اوپر نہ جانے دوں جو مجھے چھوڑ کر غیر کی طرف متوجہ ہوتا ہے پھر فرشتے شام تک اس پر لعنت کرتے رہتے ہیں۔ پھر فرشتے بندے کا عمل لے کر اوپر جاتے ہیں اور ان سے بڑا خوش ہوتے ہیں۔ ان میں صدقہ، روزہ اور بہت سی نیکیاں ہوتی ہیں۔ فرشتے ان کو بہت زیادہ سمجھتے ہیں اور خالص جانتے ہیں۔ پھر جب وہ تیسرے آسمان تک پہنچتے ہیں تو دربان فرشتہ کہتا ہے کہ ٹھہر جاؤ اس عمل کو عمل کرنے والے کے منہ پر دے مارو۔ میں تکبر کرنے والوں کا فرشتہ ہوں۔ میرے اللہ نے مجھے حکم دے رکھا ہے کہ میں کسی ایسے آدمی کا عمل اوپر نہ جانے دوں جو مجھے چھوڑ کر غیر کی طرف متوجہ ہو۔ یہ آدمی لوگوں پر ان کی مجالس میں اپنی بڑائی بیان کرتا ہے اور فرشتے بندے کا عمل لے کر اوپر جاتے ہیں اور وہ عمل اس طرح چمکتے ہیں جیسے ستارے یا کوئی روشن ستارہ ان اعمال میں سے تسبیح کی آواز آتی ہے۔ ان میں روزہ، حج، نماز اور عمرہ ہوتا ہے۔ پھر جب وہ چوتھے آسمان پر جاتے ہیں تو وہاں کا موکل دربان فرشتہ ان سے کہتا ہے، ٹھہر جاؤ اور اس عمل کو عمل کرنے والے کے منہ پر دے مارو۔ میں عجب والوں کا فرشتہ ہوں۔ مجھے میرے اللہ نے حکم دے رکھا ہے کہ میں ایسے آدمی کا عمل اوپر نہ جانے دوں جو مجھے چھوڑ کر غیر کی طرف متوجہ ہوتا ہے۔ یہ آدمی جب کوئی عمل کرتا ہے تو اس پر مغرور ہو جاتا ہے اور فرشتے بندے کا عمل لے کر اوپر جاتے ہیں، وہ عمل اس طرح آراستہ ہوتے ہیں جیسے دلہن سسرال جانے کے وقت۔ جب وہ ان کو لے کر پانچویں آسمان تک پہنچتے ہیں، ان میں جہاد، حج، عمرہ وغیرہ اچھے اعمال ہوتے ہیں، ان کی چمک سورج جیسی ہوتی ہے

Marfat.com

تو فرشتہ کہتا ہے میں حسد کرنے والوں کا فرشتہ ہوں۔ یہ آدمی لوگوں پر ان چیزوں میں حسد کرتا تھا جو ان کو اللہ نے اپنے فضل سے دی ہیں۔ یہ آدمی خدا تعالیٰ کی پسندیدہ تقسیم پر ناراض ہے۔ میرے اللہ نے مجھے حکم دے رکھا ہے کہ میں اس کے عمل اوپر نہ جانے دوں کہ وہ مجھے چھوڑ کر دوسرے کی طرف متوجہ ہے۔ اور فرشتے بندے کا عمل لے کر اوپر جاتے ہیں۔ ان میں اچھے وضو، بہت سی نمازیں، روزے، حج اور عمرہ ہوتا ہے۔ وہ چھٹے آسمان تک پہنچ جاتے ہیں۔ تو دروازے پر مقررہ نگہبان کہتا ہے۔ میں رحمت کا فرشتہ ہوں ان اعمال کو عمل کرنے والے کے منہ پر دے مارو۔ یہ آدمی کبھی کسی انسان پر رحم نہیں کرتا تھا اور کسی بندے کو مصیبت پہنچتی ہے تو خوش ہوتا ہے۔ میرے اللہ نے مجھے حکم دے رکھا ہے کہ میں اسکے اعمال کو اوپر نہ جانے دوں یہ مجھے چھوڑ کر غیروں کی طرف متوجہ ہے۔ پھر فرشتے بندے کا عمل لے کر چڑھتے ہیں اس میں بہت سا صدقہ، نماز، روزہ، جہاد اور پرہیزگاری ہوتی ہے۔ ان کی آواز آتی ہے جیسے رعد کی آواز و چمک جیسے بجلی کی چمک۔ پھر جب وہ ساتویں آسمان پر پہنچتے ہیں تو فرشتہ جو اس آسمان پر موکل ہے، کہتا ہے۔ میں ذکر کا فرشتہ ہوں یعنی سنانے کا اور لوگوں میں آواز دینے کا۔ اس عمل والے نے اس عمل میں مجلسوں میں تذکرہ اور دوستوں میں بلندی اور بڑے لوگوں کے نزدیک جاہ پسندی کی نیت کی تھی۔ میرے اللہ نے مجھے حکم دے رکھا ہے کہ میں اس کے عمل کو اوپر نہ جانے دوں کہ یہ مجھے چھوڑ کر دوسروں کی طرف متوجہ ہوتا ہے۔ اور ہر وہ عمل جو اللہ کے لیے خالص نہ ہو وہ ریاء ہے۔ اور ریاء کار کا عمل اللہ تعالیٰ قبول نہیں فرماتے۔ اور فرشتے بندے کے اعمال، نماز، زکوٰۃ، روزہ، حج، عمرہ۔ اچھا خلق خاموشی اور ذکر الٰہی لے کر اوپر جاتے ہیں تو ساتوں آسمانوں کے فرشتے ان کی مشایعت کے لیے ساتھ ہو جاتے ہیں یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ کے سامنے سے تمام پردے پھٹ جاتے ہیں۔ پھر وہ اللہ عزوجل کے سامنے کھڑے ہو کر اس کے لیے شہادت دیتے ہیں کہ اس کا عمل نیک خالص اللہ تعالیٰ کے لیے ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ تم میرے بندے کے اعمال پر نگران ہو اور میں اس کے دل کی نگرانی کرنے والا ہوں۔ اس عمل سے اس کا ارادہ مجھے خوش کرنا نہیں تھا بلکہ میرے سوا اوروں کو خوش کرنا مقصود تھا۔ میں اسے اپنے لیے خالص نہیں سمجھتا۔ اور میں خوب جانتا ہوں جو عمل کرنے سے اس کی نیت تھی اس پر میری لعنت۔ اس نے بندوں کو بھی دھوکہ دیا ہے اور تم کو بھی۔ لیکن مجھے دھوکہ نہیں دے سکتا۔ میں غیبوں کا جاننے والا ہوں دلوں کے خیالات سے واقف ہوں۔ مجھ پر کوئی پوشیدہ چیز چھپی نہیں رہ سکتی اور کوئی چھپی چیز مجھ سے اوجھل نہیں ہے۔ میرا علم حاضر کے متعلق بھی اسی طرح ہے۔ جیسے مستقبل کے متعلق ہے اور گزری ہوئی چیزوں کے ساتھ میرا

Marfat.com

علم اسی طرح ہے جیسا کہ باقی چیزوں کے متعلق اور میرا علم پہلے لوگوں کے ساتھ اسی طرح ہے۔ جیسے پچھلوں کے ساتھ۔ میں پوشیدہ کو جانتا ہوں اور دل کے خیالات کو بھی۔ میرا بندہ اپنے عمل کے ساتھ مجھے کس طرح دھوکہ دے سکتا ہے۔ دھوکہ تو مخلوق کھاتی ہے۔ جن کو علم نہیں ہوتا اور میں تو غیبوں کا جاننے والا ہوں اس پر میری لعنت ہے اور ساتوں فرشتے اور تین ہزار فرشتے وداع کرنے والے، سب کہتے ہیں اے ہمارے رب اس پر تیری لعنت ہے اور ہماری بھی لعنت۔ پھر آسمانوں والے کہتے ہیں اس پر اللہ کی لعنت اور لعنت کرنے والوں کی لعنت۔

پھر معاذ رضی اللہ عنہ رونے لگے اور بڑا سخت روئے اور کہا، اے اللہ کے رسول! آپ نے جو ذکر فرمایا ہے اس سے نجات کی کیا صورت ہے؟ تو فرمایا، اے معاذ اپنے نبی کی یقین میں اقتدا کر۔ میں نے کہا، آپ تو اللہ کے رسول ہیں اور میں معاذ بن جبل ہوں۔ مجھے نجات اور خلاصی کس طرح نصیب ہوسکتی ہے۔ آپ نے فرمایا، اے معاذ! اگر تیرے عمل میں کوتاہی ہو تو لوگوں کی بے آبروئی کرنے سے اپنی زبان کو روک خصوصاً اپنے بھائیوں کی۔ قرآن پڑھنے والوں سے اور لوگوں کی بے آبروئی کرنے سے اپنے نفس کے عیبوں کا علم تجھے روک دے اور اپنے بھائیوں کی مذمت کر کے اپنے نفس کو پاک نہ بنا اور اپنے بھائیوں کو گرا کر اپنے آپ کو بلند کرنے کی کوشش نہ کر اور اپنے عمل میں ریا کاری نہ کر کہ تو لوگوں میں پہچانا جائے اور اسی طرح دنیا میں مشغول نہ ہو جا کہ تجھے آخرت کا معاملہ بھول جائے۔ اور جب تیرے پاس کوئی اور آدمی بیٹھا ہو تو کسی دوسرے سے چھپ کر مشورہ نہ کر اور لوگوں میں بڑائی حاصل کرنے کی کوشش نہ کر، دنیا اور آخرت کی بھلائیاں تجھ سے منہ موڑ لیں گی۔ اور اپنی مجلس میں اس طرح فحش گوئی نہ کر کہ لوگ تیری بداخلاقی کی وجہ سے تجھ سے گریز کرنے لگیں۔ اور لوگوں پر احسان نہ جتا اور لوگوں کی عزت کا پردہ اپنی زبان سے چاک نہ کر کہ تجھے جہنم کے کتے پھاڑ ڈالیں گے اور یہی اللہ تعالےٰ کا قول ہے۔ یعنی ''ہڈیوں'' سے گوشت کو الگ کر دیں گے۔''

میں نے عرض کیا، اے اللہ کے رسول ان باتوں کی کون طاقت رکھ سکتا ہے۔ آپ نے فرمایا، اے معاذ! جو میں نے تجھ سے بیان کیا ہے۔ وہ اسی آدمی پر آسان ہے جس پر اللہ آسان کرے۔ تجھے ان تمام باتوں سے یہ چیز کفایت کرتی ہے کہ تو لوگوں کے لیے وہی کچھ پسند کرے جو تو اپنے نفس کے لیے پسند کرتا ہے اور لوگوں کے لیے وہی کچھ ناپسند کرے جو اپنے نفس کے لیے ناپسند کرتا ہے۔ اگر تو ایسا کرے گا تو سلامت رہے گا اور نجات پا جائے گا۔

خالد بن معدان نے کہا کہ حضرت معاذ قرآن پاک کی تلاوت بھی اس کثرت سے نہیں

Marfat.com

کرتے تھے جتنا کہ اس حدیث کو بیان کرتے اور اپنی مجلس میں اس کا تذکرہ کرتے اور اے مرید صادق! جب تو نے یہ عظیم حدیث اور بہت بڑی خبر سن لی ہے۔ جس کا انجام بڑا دردناک ہے۔ جس کے اثر سے دل اڑنے لگتے ہیں اور عقول پریشان ہو جاتی ہیں اور جس کو سینے اٹھانے سے تنگ ہیں۔ جس کی ہیبت سے نفس گھبراتے ہیں تو اپنے مولا کی رحمت کا دامن تھام لے اور عاجزی اور تضرع اور دن رات کے رونے سے اس کے دروازہ کو لازم پکڑ۔ جیسا کہ دوسرے عاجزی کرنے والے اور تضرع کرنے والے کرتے ہیں اس معاملہ میں نجات صرف اس کی رحمت سے ہے۔ اور اس سمندر سے سلامتی کے ساتھ بچ نکلنا صرف اس کی توجہ اور توفیق اور عنایت سے ہے۔ غافلوں کی نیند سے بیدار ہو اور اس کام کو اس کا حق دے اور اس خوفناک گھاٹی میں اپنے نفس سے جہاد کرتا کہ تو ہلاک ہونے والوں کے ساتھ ہلاک نہ ہو جائے۔ اور ہر حالت میں اللہ تعالیٰ ہی سے مدد کی التجا ہے، وہ بہترین مددگار ہے اور وہ سب رحم کرنے والوں سے زیادہ رحم کرنے والا ہے اور گناہ سے بچنے اور نیکی کرنے کی طاقت بھی اللہ تعالیٰ بلند اور عظیم کی توفیق سے ہے۔

پھر اگر تو کہے کہ عمر تھوڑی ہے۔ اور یہ گھاٹیاں بڑی طویل اور سخت ہیں پھر کس طرح عمر باقی رہے گی کہ یہ تمام شرائط پوری ہو سکیں گی۔ اور یہ گھاٹیاں طے کی جا سکیں۔ تو یہ گھاٹیاں واقعی بڑی طویل ہیں اور ان کی شرائط بھی بڑی سخت ہیں۔ لیکن جب اللہ تعالیٰ کسی بندے کو انتخاب کر لیتے ہیں تو یہ لمبائی اس پر چھوٹی ہو جاتی ہے۔ اور یہ سختیاں اس پر آسان ہو جاتی ہیں۔ یہاں تک کہ بندہ ان کو قطع کرنے کے بعد کہتا ہے کہ یہ راہ کتنی قریب ہے، کتنی مختصر ہے، کتنی آسان اور نرم ہے۔

یہاں تک کہ بعض ایسے لوگ ہیں جو ان گھاٹیوں کو ستر سال میں طے کرتے ہیں اور بعض بیس سال میں اور بعض دس سال میں اور بعض وہ ہیں کہ جن کو یہ ایک سال میں حاصل ہو جاتی ہیں اور بعض ان کو ایک مہینہ میں طے کر لیتے ہیں بلکہ ایک جملے میں۔ بلکہ ایک ساعت میں یہاں تک کہ بعض کو خداوند تعالیٰ کی خاص توفیق اور عنایت سے ایک لحظہ میں حاصل ہو جاتی ہیں۔

کیا تو اصحاب کہف کا واقعہ یاد نہیں کرتا کہ ان کی مدت کتنی مختصر تھی۔ جب انہوں نے اپنے بادشاہ دقیانوس کے چہرے میں تغیر دیکھا تو کہا۔ ''تو کہنے لگے ہمارا رب وہی ہے جو آسمانوں اور زمین کا رب ہے۔ ہم اس کے سوا کسی معبود کو کبھی نہ پکاریں گے۔''

ان کو یہ معرفت حاصل ہوئی اور اس راہ کے حقائق انہوں نے ملاحظہ کئے اور اس راہ کو طے کیا تو وہ اپنا معاملہ اللہ کو سپرد کرنے والے اسی پر بھروسہ رکھنے والے اور اس پر قائم رہنے والے بن گئے جبکہ انہوں نے کہا۔ ''تو غار میں جگہ پکڑو۔ تمہارا رب اپنی رحمت تم پر پھیلا دے گا۔''

Marfat.com

اور یہ سب کچھ ان کو ایک ساعت یا ایک لحظہ میں حاصل ہو گیا۔

آدمی ہوا میں ٹھہر گیا

ابراہیم بن ادھم دنیا میں ایک بادشاہ تھے۔ انہوں نے بادشاہی چھوڑ دی اور اس راہ کا قصد کیا ان کے لیے یہ راہ اتنی ہی ثابت ہوئی تھی جتنی دیر میں وہ بلخ سے مرو تک جاتے تھے۔ یہاں تک کہ وہ اس مقام پر پہنچے کہ ایک آدمی پل پر سے بہت گہرے پانی میں گرا۔ ابراہیم نے اشارہ کر کے کہا، ٹھہر جا تو وہ آدمی ہوا ہی میں معلق ٹھہر گیا اور پانی سے بچ گیا۔

اور رابعہ بصری ایک بوڑھی لونڈی تھی، اس کو بصرہ کے بازاروں میں گھمایا جاتا اور بوڑھی ہونے کی وجہ سے اس کو کوئی نہ خریدتا۔ ایک سوداگر کو اس پر رحم آیا اور اس نے اس کو سو درہم سے خرید کر آزاد کر دیا۔ پھر اس نے یہ راستہ اختیار کر لیا۔ اور عبادت پر متوجہ ہوئی۔ ایک سال بھی نہیں گزرا تھا کہ بصرہ کے زاہد، قاری اور علماء لوگ اس کے مرتبہ کی بلندی کی وجہ سے اس کی زیارت کو آنے لگے۔

جب ان مندرجہ بالا دشوار گزار مراحل سے گزر جاتا ہے تو اب کما حقہ عبادت بجالانے کے قابل ہوتا ہے اور اب اس کی بندگی تمام عیوب و نقائص سے پاک ہوتی ہے۔ لیکن پھر جب بندہ اپنے حالات زندگی پر نظر کرتا ہے تو اپنے آپ کو رب تعالےٰ کے بے شمار احسانات، بے شمار عطاؤں اور قسم قسم کی نعمتوں میں ڈوبا ہوا پاتا ہے۔ مثلاً عبادت اور ان مشکل مرحلوں کو عبور کرنے کی توفیق مضرت رساں چیزوں سے حفاظت، دوسری مخلوقات پر عظمت و بزرگی وغیرہ وغیرہ۔ تو ان احسانات اور نعمتوں کو یاد کر کے اس کے دل میں خوف پیدا ہوتا ہے کہ کہیں میں ان کے شکر سے غافل نہ ہو جاؤں اور کفران نعمت کے گناہ میں مبتلا نہ ہو جاؤں، اور کفران نعمت کے باعث کہیں اس کے مخلص خدام کے بلند رتبہ سے گر نہ جاؤں اور ناشکری کرنے سے یہ نعمتیں مجھ سے کہیں چھن نہ جائیں اور میں اللہ تعالےٰ کی نظر کرم اور اس کے الطاف کریمانہ سے محروم نہ ہو جاؤں تو اس لیے حمد و شکر کی طرف متوجہ ہوتا ہے جس کے بعد وہ اپنے آپ کو مقصود کے قریب اور اپنے مطلوب کو سامنے پاتا ہے۔ کیونکہ اس پر عبادت کا دارومدار ہے۔

قصہ مختصر جب تو نے اچھی طرح دیکھ لیا اور اللہ تعالےٰ کی اطاعت کے انداز کو ملاحظہ کر لیا اور مخلوق اور ان کی کمزوری اور ان کی جہالت کو دیکھ لیا تو اپنے دل کے ساتھ ان کی طرف توجہ مت کر اور ان کی مدح و ثناء اور ان کی تعظیم سے بے نیاز ہو جا کہ اس میں کوئی فائدہ نہیں ہے۔ تو ان

Marfat.com

چیزوں سے اپنی عبادات کو مردود نہ کر اور جب تو نے دنیا کی کمینگی اور حقارت اور سرعت زوال کو جان لیا ہے تو اللہ تعالے کی عبادت سے اس کی طرف توجہ نہ کر اور اپنے نفس سے کہہ، اے نفس رب العالمین کی تعریف اور اس کی شکر گزاری عاجز اور جاہل مخلوق کی ثناء سے بہتر ہے۔ جس نے اپنی عظمت اور جلال کے باوجود تیری عبادت اور معمولی عمل پر ثنائے جمیل اور ثواب عظیم اور اجر تیار کر رکھا ہے جس کا تو کسی صورت میں مستحق نہیں ہے۔ پھر وہ اس پر تیری شکر گزاری کرتا ہے اور اس معمولی کام پر تیری ثنا کہتا ہے اور اسی کی وجہ سے تجھ سے محبت رکھتا ہے۔ اس لیے تجھے اس کا ہمیشہ شکر ادا کرنا چاہیے۔

☆☆☆☆☆☆☆

آیت پاک اوحی الی عبدہ مااوحی کا راز جبریل میں نہیں سما سکتا۔ لہذا علم لدنی کے اسرار و رموز ام الکتاب قرآن مجید میں کیسے منکشف ہو سکتے ہیں جو جبریل کے واسطے سے نازل ہوئی۔

وقت کا فوت ہو جانا موت سے بھی زیادہ سخت ہے کیونکہ وقت کے فوت ہونے سے اللہ سے تعلق ٹوٹتا ہے اور موت سے لوگوں سے۔

صوفیاء کی آفت تین چیزوں میں ہے نوخیز لڑکوں کی صحبت۔ مخالف طبیعت والوں سے میل جول اور عورتوں کے ساتھ نرمی۔

مجھے وہ زمانہ یاد ہے جب صوفیاء شیطان سے مذاق کرتے تھے اب شیطان ان سے مذاق کرتا ہے۔ (محمد بن خفیف شیرازی)

نامعلوم مجھ سے کیا خطا سرزد ہوگئی ہے کہ بادشاہ متواتر میرے پاس آ رہا ہے۔

Marfat.com

شکر کی حقیقت

شکر کے معنی میں علماء نے بہت کلام کیا ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا۔ خداوند تعالیٰ کی ظاہر اور باطن میں تمام اعضاء سے اطاعت کا نام شکر ہے۔ اور ہمارے بعض مشائخ کا بھی یہی قول ہے کہ انہوں نے کہا ظاہر اور باطن میں اطاعت کا ادا کرنا شکر ہے۔ پھر دوسرے قول کی طرف رجوع کیا اور کہا کہ ظاہر اور باطن میں گناہوں سے پرہیز کرنا شکر ہے اور کسی اور نے کہا، اللہ تعالیٰ کی نافرمانیوں کو اختیار کرنے سے اپنی حفاظت کرنے کا نام شکر ہے کہ تو اپنے دل اور زبان اور اعضاء کی اس طرح حفاظت کرے کہ ان تینوں سے کسی طرح بھی اللہ تعالیٰ کی نافرمانی نہ کر سکے۔

منعم (نعمت دینے والے) کا کم از کم یہ حق ہے کہ اس کی نعمت کے ساتھ اس کی نافرمانی نہ کی جائے اور کتنی بدتر حالت ہے۔ اس آدمی کی جو منعم کی نعمت کو اس کی نافرمانی پر ہتھیار کے طور پر استعمال کرے پس بندے پر شکر کا حقیقت میں یہ فرض ہے کہ اس کے دل میں اللہ تعالیٰ کی ایسی تعظیم ہو کہ وہ خدا تعالیٰ اور اس کی نافرمانی کے درمیان حائل ہو جائے جبکہ اس نعمت کو یاد کرے۔ جب اس نے ایسا کر لیا تو اس نے شکر کا اصل ادا کر دیا۔

اور کچھ لوگوں نے یہ بھی کہا ہے کہ اور ہمارے شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے اس قول کو راجح قرار دیا ہے کہ دنیا کی مصیبتوں پر شکر کرنا بھی بندے کے لیے لازم ہے کیونکہ یہ سختیاں حقیقت میں نعمتیں ہیں کیونکہ بندے کو اس کے معاوضے میں عظیم منافع بے انداز ثواب اور اچھا بدل آخرت میں ملتا ہے۔ جن کے مقابلہ میں ان سختیوں کی کوئی حیثیت نہیں رہتی۔ اور اس سے بڑھ کر اور کون سی نعمت ہوگی اس کی مثال ایسی ہے جیسا کہ تجھے بدمزہ اور کڑوی دوائی پلائے تاکہ خطرناک بیماری دور ہو جائے۔ تو اس کا نتیجہ نفس کی صحت، بدن کی سلامتی اور زندگی کی صفائی ہوگا۔ تو اس کا تجھے کڑوی دوائی پلا کر تکلیف دینا حقیقت میں ایک بہت بڑا احسان اور عظیم نعمت ہوگی۔ اگرچہ اس کی ظاہری صورت ناپسندیدہ ہے۔ اس سے طبیعت نفرت کرتی ہے۔ اور نفس وحشت محسوس کرتا ہے پھر بھی تو اس آدمی کا شکریہ ادا کرتا ہے بلکہ اپنی ہمت کے مطابق اس کو اچھا معاوضہ بھی دیتا ہے تو یہی حکم ان مصیبتوں اور سختیوں کا بھی ہے۔ کیا تم غور نہیں کرتے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سختیوں پر بھی اسطرح حمد اور شکر ادا کرتے تھے جیسا کہ خوشی کی چیزوں پر۔ آپ نے فرمایا۔ ''تمام تعریفیں اللہ کے لیے ہیں

Marfat.com

برائیوں پر بھی اور بھلائیوں پر بھی۔''

کیا آپ اللہ تعالےٰ کے قول کی طرف غور نہیں فرماتے کہ ''ہوسکتا ہے کہ تم کسی چیز کو ناپسند کرو اور اللہ تعالےٰ نے اس میں بہت سی بھلائی رکھی ہو۔''

اور اللہ تعالےٰ جس کا نام بھلائی رکھے وہ اس سے بہت زیادہ ہے کہ تیرا خیال بھی وہاں تک پہنچ سکے۔ اور اس کی تائید اس قول سے ہوتی ہے کہ نعمت صرف وہ ہی نہیں ہوتی جس میں خوشگوار مزہ ہو یا جسے طبیعت کے تقاضے کی وجہ سے نفس چاہے بلکہ وہ چیز بھی نعمت ہے جس سے درجات میں رفعت نصیب ہو۔ یہی وجہ ہے کہ نعمت کو زیادت کے معنی میں بھی استعمال کرتے ہیں اور جب سختی بندے کے مشرف ہونے اور درجات کی بلندی کا سبب ہے۔ تو یہ بھی حقیقت میں نعمت ہوگی۔ اگرچہ اپنی ظاہری صورت سے اسے سختی اور تکلیف شمار کیا جاتا ہے پھر اگر شکر اور صبر کرنے والے کا موازنہ کیا جائے تو معلوم ہونا چاہیے کہ شکر کرنے والا افضل ہے۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ ''میرے تھوڑے بندے شکر گزار ہیں۔'' گویا اللہ تعالےٰ نے شکر گزاروں کو اخص الخواص بنایا ہے۔

دوسری بات یہ ہے کہ جو آدمی کسی چیز کی قدر نہ جانے وہ نعمت اس سے چھین لی جاتی ہے اور جو قدر نہیں جانتا وہی ناشکرا ہے جس نے اس نعمت کی قدر نہ کی اور اسکا شکر ادا نہ کیا اور اسکی دلیل اللہ تعالےٰ کا قول ہے۔ ''اور پڑھ ان پر خبر اس آدمی کی جس کو ہم نے اپنی آیتیں دیں پھر وہ اس سے نکل گیا پھر شیطان اس کے پیچھے لگا سو وہ گمراہوں سے ہو گیا اور اگر چاہتے ہم تو اس کو ان آیتوں کے ذریعے سے بلند کر دیتے۔''

کلام کا مقصد یہ ہے کہ ہم نے اس بندے پر بڑی بڑی نعمتوں اور عظیم احسانات سے دین کے متعلق جو ہم نے اس کو بصیرت دی تھی، انعام کیا تھا اور بڑا رتبہ اور رفیع منزلت اپنے دروازے پر اس کو عطا کی تاکہ وہ ہمارے پاس بلند مرتبہ عظیم القدر بڑے جاہ و جلال والا ہو جائے لیکن وہ ہماری نعمت کی قدر سے جاہل رہا اور حقیر اور کمینی دنیا کی طرف مائل ہو گیا اور اپنی کمینی اور ردی خواہشات نفس کو اختیار کر لیا اور یہ نہ جانا کہ ساری دنیا اللہ تعالےٰ کے نزدیک دینی نعمتوں میں سے ایک نعمت کے برابر بھی نہیں ہے۔ اور یہ مچھر کے ایک پر کی حیثیت بھی نہیں رکھتی۔ تو اس آدمی کی مثال اس کتے کی سی ہے جو عزت اور راحت اور توہین اور مشقت میں تمیز نہیں کر سکتا اور نہ رفعت اور شرف کو حقارت اور خست سے الگ دیکھتا ہے تو یہ دونوں حالتوں میں ہانپتا ہے۔ اس کے نزدیک تمام بزرگی روٹی کے ایک ٹکڑے میں ہے جسے وہ کھالے یا دستر خوان کی ایک ہڈی میں جو اس کی طرف پھینک دیا جائے، برابر ہے کہ تو اسے اپنے ساتھ تخت پر بٹھائے یا اپنے سامنے اس

Marfat.com

گندگی اور مٹی میں کھڑا کر دے سو اس کی ہمت اور کرامت اور نعمت سب کچھ اسی میں ہے۔ تو اس برے انسان نے جب ہماری نعمت کی قدر کو نہ پہچانا اور جو بزرگی ہم نے اس کو دی تھی اسکا حق نہ پہچانا تو اس کی بصیرت کند ہو گئی اور ہمیں چھوڑ کر دوسروں کی طرف توجہ کرنے کے سبب سے مقام قرب میں اس کا ادب بدتر صورت اختیار کر گیا اور ہماری نعمتوں کے تذکرہ کو چھوڑ کر حقیر دنیا اور خسیس لذت میں مشغول ہو گیا۔ تو ہم نے اس کی طرف قہر کی نظر سے دیکھا اور اسے انصاف کے میدان میں کھڑا کر دیا اور اس کے متعلق مذمت کا فیصلہ نافذ کیا۔ پھر اس سے اپنی تمام خلعتیں اور کرامتیں چھین لیں اور اس کے دل سے اپنی معرفت کھینچ لی، پھر وہ ننگا ہو کر ان تمام نعمتوں سے باہر نکل گیا جو ہم نے اس کو اپنے فضل سے دی تھیں۔ پس وہ ایک ہانکا ہوا کتا اور شیطان مردود ہو گیا۔ بلعم بن باعورا کے متعلق یہ قرآنی احکام نازل ہوئے جس کا ذکر اس سے قبل ہو چکا ہے۔

پھر ایک بادشاہ کی مثال پر قناعت کرو کہ وہ اپنے کسی بندے کی عزت کرے اور اسے خاص اپنے کپڑے پہنائے اور اسے اپنے قریب کرے اور اپنے تمام خادموں، دربانوں پر اس کو سردار بنا دے اور اسے اپنے دروازے کی ملازمت کا حکم دے پھر حکم دے کہ اس کے لیے کسی دوسری جگہ میں محل تعمیر کیے جائیں اور اس کے لیے تخت بچھائے جائیں۔ اس کے لیے طرح طرح کے کھانے چنے جائیں، آراستہ لونڈیاں اس کو مہیا کی جائیں۔ غلام اس کے سامنے دست بستہ کھڑے ہوں یہاں تک کہ جب وہ اس ملازمت سے واپس جائے تو اس جگہ ایک مخدوم بادشاہ کی حیثیت سے بٹھایا جائے اور اس کی خدمت کی حالت اور اپنے ملک اور ولایت کی حالت میں ایک ہی ساعت کا فاصلہ ہو یا اس سے بھی کم، پھر اگر یہ بندہ بادشاہ کے دروازے پر جانوروں کی نگرانی کرتے ہوئے کسی نوکر کو روٹی کا ٹکڑا کھاتے دیکھے یا کسی کتے کو ہڈی چباتے ہوئے تو بادشاہ کی خدمت چھوڑ کر ان کو دیکھنے میں مشغول ہو جائے اور اپنی توجہ اس طرف پھیر دے اور شاہی خلعتوں اور کرامتوں کی طرف توجہ نہ کرے اور اس ملازم کی طرف دوڑے اور اپنا ہاتھ پھیلا اس سے روٹی کا ٹکڑا مانگنے لگے یا کسی کتے کو ہڈی چباتے دیکھ کر مزاحمت کرنے لگے اور ان پر رشک کرے اور ان کی اس حالت کو بڑا اچھا جانے تو کیا بادشاہ جب اس آدمی کو اس حالت میں دیکھے گا تو یہ نہ سمجھے گا کہ یہ بیوقوف اور کمینہ ہمت آدمی ہے؟ اس نے ہماری کرامت کا حق نہ پہچانا اور ہم نے اس کو خلعت عطا کر کے اور اپنی بارگاہ میں حاضر کر کے اپنی عنایت اس پر مبذول کر کے اس کی جو عزت افزائی کی تھی اس نے اس کے قدر کو نہیں دیکھا اور ہم نے اس کے لیے دولت کے ذخیرے اور کئی قسم کی نعمتیں مہیا کی تھیں۔ یہ کمینہ ہمت اور عظیم الجہل اور بدتمیز انسان ہے۔ اس سے خلعتیں چھین لو اور اس کو ہمارے

Marfat.com

دروازے سے دھتکار دو۔

پس یہی حال عالم کا ہے۔ جب وہ دنیا کی طرف جھک جائے اور یہی حال عابد کا جب وہ خواہش کی پیروی کرنے لگے بعد اس کے کہ اللہ تعالےٰ نے اس کو اپنی عبادت اور اپنی نعمتوں کی پہچان اور اپنی شریعت اور اس کے احکام سے سرفراز کیا تھا۔ پھر اس نے ان کی قدر کو نہ جانا تو وہ اللہ کے نزدیک سب سے حقیر اور سب سے ذلیل ہے کہ اس میں رغبت کرتا ہے۔ اور اس کی حرص رکھتا ہے۔ اور اس کے دل میں یہ سب سے بڑی اور سب سے محبوب چیز ہے ان تمام چیزوں سے جو اس کو علم اور عبادت اور حکمت اور حقائق سے ہم نے عنایت کی تھیں۔ اور یہی حال ہے اس آدمی کا جس کو اللہ تعالےٰ نے طرح طرح کی توفیق اور عصمت سے خاص کر لیا اور اپنی خدمت اور عبادت کے انوار سے اس کو زینت بخشی اور اکثر اوقات میں رحمت کی نظر سے اس کو دیکھا اور اس کی وجہ سے فرشتوں پر فخر کیا اور اس کو اپنے دروازے کی سرداری اور وجاہت بخشی اور اسے شفاعت کے مقام پر کھڑا کیا اور اس کو عزت کی منزل پر اتارا یہاں تک کہ جب وہ اس حیثیت کا ہو گیا کہ اگر اس کو پکارے تو وہ قبول کرے اور لبیک کہے اور اگر اس سے مانگے تو اس کو دے اور غنی کر دے اور اگر دنیا بھر کی شفاعت کرے تو ان کے متعلق ان کی شفاعت قبول کرے اور اسے راضی کرے اور اگر خدا کو قسم دے تو وہ اس کی قسم کو پورا کرے اور اگر اس کے دل میں کسی چیز کا خیال آئے تو اس کو سوال کرنے سے پہلے عطا کرے پھر جس آدمی کی یہ حالت ہو اور پھر بھی وہ ان نعمتوں کی قدر نہ پہچانے۔ اور اس منزلت کی قدر کو نہ دیکھے اور بے حیا نفس کی ردی خواہشات کی طرف چلا جائے یا کمینی دنیا کے حصول میں لگ جائے جس کو کوئی بقا نہیں۔ اور ان کرامتوں اور خلعتوں اور ہدیوں اور احسانوں اور عطاؤں کو نہ دیکھے پھر ان چیزوں کو نہ ملحوظ رکھے جن کا اس نے وعدہ کیا ہے۔ جو آخرت میں اس کے لیے تیار ہیں عظیم ثواب اور ہمیشہ کی رہنے والی پوری نعمتیں تو یہ کتنا حقیر آدمی ہے اور کتنی بدتر حالت میں بندہ ہے اور اگر وہ جانے تو کتنے خطرناک مقام پر ہے اور اس کا یہ کام اگر وہ سمجھے تو کتنی بڑی بے حیائی ہے۔ ہم اللہ تعالےٰ رحیم اور شفیق سے سوال کرتے ہیں کہ وہ اپنے عظیم فضل اور وسیع رحمت سے ہمارے حالات کو درست کر دے بیشک وہ سب رحم کرنے والوں سے زیادہ رحمت کرنے والا ہے۔

اور باقی رہا دنیا کا سامان تو یہ وہ چیز ہے جو اللہ تعالےٰ ہر کافر، فرعون، ملحد، زندیق اور فاسق کو عطا فرماتا ہے جو کہ اللہ تعالےٰ کی نگاہ میں سب سے زیادہ ذلیل ہیں یہاں تک کہ وہ اس میں ڈوب جاتے ہیں۔ اور اس سامان سے ہر ایک نبی، برگزیدہ، صدیق، عالم اور عابد کو محروم کر دیتا ہے جو کہ

Marfat.com

اس کی نگاہ میں سب سے بہترین مخلوق ہیں۔ یہاں تک کہ ان کو روٹی کا ٹکڑا اور کپڑے کا چیتھڑا بھی بعض دفعہ نصیب نہیں ہوتا۔ اوران پر احسان جتاتا ہے کہ ان کو اس گندگی سے آلودہ نہیں کیا۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے موسیٰ اور ہارون سے فرمایا۔ اگر میں چاہوں تو تم کو زینت دے دوں تاکہ فرعون کو معلوم ہو جائے جبکہ اس کو ملاحظہ کرے یہ کہ اس کی قدرت اس سے عاجز ہے تو میں کر سکتا ہوں لیکن میں تم دونوں سے دنیا کو لپیٹ لوں گا اور اس کو تمہارے نزدیک نہ آنے دوں گا اور میں اپنے دوستوں سے ایسا ہی کرتا ہوں۔ میں ان کو دنیا کی نعمتوں سے اس طرح ہانک دیتا ہوں جس طرح مشفق چرواہا اپنے اونٹوں کو خطرناک جگہوں سے روک دیتا ہے۔ اور دنیا کے عیش اور اطمینان کو ان سے الگ رکھتا ہوں اور یہ اس لیے نہیں کہ وہ میری نگاہ میں ذلیل ہیں بلکہ اس لیے کہ وہ میری کرامت سے پورا حصہ حاصل کر سکیں اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ ''اور اگر یہ خطرہ نہ ہوتا کہ لوگ ایک ہی گروہ ہو جائیں گے تو ہم خدا تعالیٰ کا انکار کرنے والوں کے مکانوں کی چھتیں چاندی کی بنا دیتے۔''

پس دونوں امور میں غور کر اگر تجھے بصیرت حاصل ہے اور کہہ تمام تعریف اس اللہ کے لیے ہے کہ جس نے ہم پر اپنے اولیاء واصفیاء کی نعمتوں سے احسان فرمایا۔ اور اپنے دشمنوں کے فتنے کو ہم سے دور کر دیا تاکہ ہم حمد اکبر اور پورے شکر اور بڑے احسان اور نعمت عظمیٰ کے ساتھ مخصوص ہو جائیں اور حصہ حاصل کریں جو کہ اسلام ہے پس یہ نعمت اس قابل ہے کہ تو اس کی شکر گزاری سے دن رات میں کسی وقت بھی غفلت نہ کرے اگر تو اس کی قدر کو پہچاننے سے عاجز ہے تو جان لے کہ اگر تو دنیا کی ابتدا ہی میں پیدا کر لیا جاتا اور اسلام کی نعمت کے شکریہ ادا کرنے میں اول وقت سے لے کر ہمیشہ تک مصروف رہتا تو اس کا حق ادا نہ کر سکتا بلکہ اس فضل عظیم کے بعض حقوق بھی ادا نہ ہوتے۔

اور جب حضرت یعقوب علیہ السلام کے پاس خوشخبری لانے والا آیا تو آپ نے فرمایا، تو نے یوسف علیہ السلام کو کس دین پر چھوڑا۔ اس نے کہا دین اسلام پر تو آپ نے فرمایا، اب نعمت پوری ہوگئی اور کہا گیا ہے کہ اس سے زیادہ کوئی کلمہ اللہ تعالیٰ کو محبوب نہیں اور نہ اس سے زیادہ شکر گزاری میں کوئی کلمہ ہے کہ بندہ کی تمام تعریفیں اس اللہ کے لیے ہیں جس نے ہم پر احسان فرمایا اور دین اسلام کی رہنمائی کی۔

اور اس سے ہوشیار رہنا کہ اسلام کے شکرانہ میں کبھی غفلت نہ کرنا اور اسلام اور معرفت اور توفیق اور عصمت کے جس حال پر تو فائز ہے اس سے دھوکہ نہ کھا جانا۔ کیونکہ اس کے باوجود امن

Marfat.com

اور غفلت کا یہ مقام نہیں ہے کیونکہ تمام امور کا تعلق انجام سے ہے۔ سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے جو آدمی اپنے دین پر مطمئن ہو جائے اس سے دین چھین لیا جاتا ہے۔ اور امام غزالی رحمۃ اللہ کے شیخ فرمایا کرتے تھے کہ جب تو کافروں کا حال اور ان کا ہمیشہ آگ میں رہنا سنے تو اپنے نفس پر مطمئن نہ ہو کیونکہ معاملہ خطرناک ہے اور تو نہیں جانتا کہ انجام کیا ہوگا۔

اور ہمیں محمد بن یوسف رحمۃ اللہ علیہ سے روایت پہنچی ہے۔ آپ نے کہا، میں نے سفیان ثوری کو ایک بار غور سے دیکھا، وہ ساری رات روتے رہے۔ میں نے پوچھا کیا گناہوں پر روتے ہو؟ تو آپ نے ایک تنکا اٹھایا اور کہا، گناہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس سے بھی زیادہ حقیر ہے۔ میں اس سے ڈرتا ہوں کہ اللہ مجھ سے اسلام نہ چھین لے اور اس سے خدا کی پناہ۔

پس اے آدمی ہوشیار ہو اور شکر کے رکن کی بہت زیادہ حفاظت کر اور دینی نعمتوں پر اس کی حمد بیان کر کہ سب نعمتوں سے بالاتر اسلام اور معرفت ہے اور سب سے چھوٹی تسبیح کہنے کی توفیق یا بے مقصد بات کرنے سے پرہیز ہے۔ ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنی نعمتیں تجھ پر پوری کرے۔ اور زوال کی کڑواہٹ میں تجھے مبتلا نہ کرے کہ سب سے زیادہ تلخ اور سب سے زیادہ مشکل عزت کے بعد ذلت اور وصال کے بعد فراق ہے۔ اور اللہ تعالیٰ بزرگ کریم مشفق اور مہربان ہے۔

شکر کی مزید تفصیل کیلئے فقیر کی تصنیف الجواہرات عن الزیارات کا مطالعہ کیجئے۔

اے عزیز! اللہ تعالیٰ کی چھوٹی بڑی نافرمانی سے تجھے ہر حال میں بچنا لازم ہے۔ مگر گناہ کبیرہ سے تجھے ایسے ہی پرہیز کرنا چاہیے جس طرح شوگر کا مریض شکر سے پرہیز کرتا ہے۔ کیونکہ گناہ کی لذت بظاہر شہد کی طرح ہوتی ہے مگر اس کی تاثیر زہر کی سی ہے جو تیرے وجود کو نہ صرف روحانی، اخلاقی اور مذہبی طور پر مردہ کردے گی بلکہ جسمانی طور پر بھی ہلاکت میں ڈال دے گی۔ لہٰذا یہاں چند گناہ کبیرہ کا مختصر ذکر کیا جاتا ہے۔

☆☆☆☆☆☆☆

شہرت ایک آفت ہے جسے لوگ پسند کرتے ہیں گمنامی راحت ہے جسے پسند نہیں کرتے۔

متکبرین کے ساتھ تکبر کرنا صدقہ ہے۔ حدیث

Marfat.com

شرک کی مذمت

تمام گناہوں سے بڑا گناہ شرک ہے۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔

اِنَّ اللّٰہَ لَا یَغْفِرُ اَنْ یُّشْرَکَ بِہٖ وَ یَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِکَ لِمَنْ یَّشَآءُ

ترجمہ: بے شک اللہ اسے نہیں بخشا کہ اس کا کوئی شریک ٹھہرایا جائے اور اس سے نیچے جو کچھ ہے جسے چاہے معاف فرمادیتا ہے۔

اس آیت مقدسہ سے ظاہر ہے کہ شرک بخشا نہ جائے گا۔ اگر مشرک اپنے شرک پہ مرے۔

ایک اور مقام فرمایا۔

اِنَّ الشِّرْکَ لَظُلْمٌ عَظِیْمٌ

شرک یقیناً بڑا بھاری ظلم ہے۔

اس میں کوئی شبہ نہیں کہ شرک سب سے بڑا گناہ ہے مگر بعض لوگ اچھے بھلے مسلمانوں بلکہ تقویٰ و طہارت کے پیکر نفوس قدسیہ کو بھی اپنے فتووں سے مشرک ٹھہراتے ہیں۔ بقول اعلیٰ حضرت:

دل میں شرک ہی شرک بھرا ہے
وہ ہی سب پر چھڑکاتے یہ ہیں

اس لیے ضروری ہے کہ شرک کی حقیقت کو سمجھا جائے۔

شرک توحید کی ضد ہے اور ہر چیز اپنی ضد کی وجہ سے پہچانی جاتی ہے۔ شرک اور توحید متضاد چیزیں ہیں جہاں توحید ہوگی وہاں شرک نہیں ہوگا اور جہاں شرک ہوگا وہاں توحید ناپید ہوگی اس لیے ضری ہے کہ توحید کا معنی سمجھا جائے۔

اللہ تعالےٰ کی ذات پاک کو اس کی ذات اور صفات میں شریک سے پاک ماننا توحید ہے یعنی جیسا اللہ تعالےٰ ہے ویسا ہم کسی کو اللہ نہ مانیں۔ اگر اللہ تعالےٰ کے ہوتے ہوئے کسی دوسرے کو اللہ سمجھا یا مانا تو ذات میں شرک ہوگیا۔ اسی طرح علم، سمع، بصر وغیرہ اللہ تعالےٰ کی صفات ہیں۔ اگر ان صفات میں کسی دوسرے کو شریک ٹھہرائیں تو پھر بھی مشرک ہوں گے۔ مگر سوال یہ ہے کہ علم اللہ تعالےٰ کی صفت ہے۔ اگر ہم کسی دوسرے کے لیے علم ثابت کردیں تو کیا یہ شرک ہوگا۔ سمیع و بصیر اللہ تعالےٰ کی صفات ہیں۔ اگر ہم کسی دوسرے کے لیے سننے اور دیکھنے کی صفات ثابت کردیں تو

Marfat.com

کیا یہ بھی شرک ہوگا؟ اسی طرح اللہ تعالیٰ کے لیے صفت حیات ثابت ہے۔ اگر ہم کسی دوسرے کو حیات کی صفت کا حامل کہیں تو کیا ہم مشرک ہوں گے؟

اللہ تعالیٰ کی حیات پر تو سب کا ایمان ہے۔ اور جن لوگوں کو اللہ تعالیٰ نے صفت حیات دی ہے وہ سب اس صفت کے حامل ہیں۔ پس ہم نے اپنے لیے بھی حیات کی صفت کو جانا اور اللہ تعالیٰ کے لیے بھی صفت حیات کو مانا اس کی وجہ یہ ہے کہ جو حیات ہم اللہ تعالیٰ کے لیے مانتے ہیں وہ حیات نہ ہم اپنے لیے مانتے ہیں نہ کسی اور کے لیے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ ہمیں زندگی دینے والا ہے۔ اللہ تعالیٰ کو کوئی حیات دینے والا نہیں۔ ہماری حیات عارضی ہے، اس کی دی ہوئی ہے، محدود اور فانی ہے جبکہ اللہ تعالیٰ کی حیات عارضی عطائی اور محدود نہیں۔ پس جب معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کی حیات عارضی عطائی اور محدود نہیں اور ہماری زندگی عطائی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی حیات باقی ہے اور ہماری فانی، تو شرک ختم ہو گیا۔ یہ تصور تمام مسائل میں پیش کرتے جائیے۔ مثلاً اللہ تعالیٰ قادر و مختار ہے اور انسان کی وہ قدرت اور اختیار جو اللہ تعالیٰ نے ہر شخص کے اندر پیدا کی، اس کی وجہ سے انسان بھی مختار ہوا کہ نہیں۔ اگر نہیں تو پھر انسان اور پتھر میں کیا فرق ہوگا؟ تو پھر اللہ تعالیٰ بھی مختار اور بندہ بھی مختار، یہ کیسے؟ ہاں اللہ تعالیٰ مختار ہونے میں محتاج نہیں، اللہ تعالیٰ کو اختیار کسی سے عطا نہیں ہوا بلکہ ذاتی ہے اور بندہ مختار ہونے میں محتاج ہے۔ اسی طرح علم انسانیت کا زیور ہے لیکن علم تو خدا تعالیٰ کی صفت ہے، تو کیا یہ شرک ہوگا؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ جو علم اللہ تعالیٰ کا ہے وہ بندے کا نہیں، اللہ اور بندے کے علم میں درج ذیل چھ فرق ہیں۔

(۱) اللہ تعالیٰ کا اپنا ہے، ہمارا علم اسی کا عطا کردہ ہے۔

(۲) اللہ تعالیٰ کا علم بغیر کسی آلے کے ہے، ہمارا علم محتاج ہے آلے کا۔

(۳) اللہ تعالیٰ کا علم سرمدی ہے یعنی ازلاً ابداً جبکہ مخلوق کا علم عارضی ہے۔

(۴) اللہ تعالیٰ کا علم کسی طرح سلب نہیں ہوسکتا جبکہ مخلوق کا سلب ہوسکتا ہے۔

(۵) اللہ تعالیٰ کے علم میں کسی وجہ سے تغیر و تبدل ممکن نہیں جبکہ مخلوق کے علم میں تغیر و تبدل ممکن ہے۔

(۶) اللہ تعالیٰ کا علم اقصیٰ غایات یعنی کمالات پر ہے، معلوم کی ذات، ذاتیات، اعراض، احوال، لازمہ، مفارقہ، ذاتیہ، اضافیہ، ماضیہ، موجودہ، ممکنہ وغیرہ کا علم جبکہ مخلوق کا علم ایسا نہیں ہو سکتا۔ پھر اگر نبی کی ذات پر علم غیب کا اطلاق کیا جائے تو یہ کسی طرح شرک نہیں ہوسکتا۔

اب شرک کا مطلب واضح ہو گیا کہ جو صفات اللہ تعالیٰ کی اپنی ہیں یعنی کسی کی عطا کردہ نہیں

Marfat.com

وہی کسی اور کے لیے ثابت کرنا شرک ہوگا۔اس کے برعکس وہ صفات جو اللہ تعالیٰ نے کسی کو بخشی ہیں ان سے شرک لازم نہیں آتا۔اگر اللہ تعالیٰ نے انسانوں کو صفات نہ بخشی ہوں تو پھر نہ کوئی سننے والا ہو نہ دیکھنے والا ہو نہ زندہ ہو نہ کوئی علم والا ہو، پس ہم یہی کہیں گے کہ جو صفات اللہ تعالیٰ کی ہیں وہ بندے کی نہیں ہوسکتیں۔اللہ تعالیٰ کی صفات ازلی وابدی ہیں، بندے کی عارضی ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے کمالات بغیر کسی کے پیدا کیے ہوئے ہیں اور انسان کے کمالات اللہ تعالیٰ کے بخشے ہوئے ہیں۔اگر ہم کسی کے لیے اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی قدرت اور اللہ تعالیٰ کا عطا کردہ اختیار مانیں۔اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ سمع اور بصر مانیں تو شرک نہیں کیونکہ جب عطا کا تصور آیا تو شرک ختم ہوگیا۔مثلاً اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

مَنْ ذَا الَّذِیْ یَشْفَعُ عِنْدَهٗۤ اِلَّا بِاِذْنِهٖ

''کون ہے جو شفاعت کرے بغیر اذن خداوندی کے۔''

پتہ چلا کہ بغیر اذن کے شفاعت کا اعتقاد شرک ہے اور اذن کے ساتھ عین توحید ہے۔پس جب یہ عقیدہ ہوا کہ فلاں شخص اللہ تعالیٰ کے اذن کے بغیر کوئی حاجت پوری کرسکتا ہے تو شرک ہے اور جب اذن الٰہی کا عقیدہ آیا تو شرک ختم۔حضرت عیسیٰ علیہ السلام فرماتے ہیں۔

وَ اُبْرِئُ الْاَكْمَهَ وَ الْاَبْرَصَ وَ اُحْیِ الْمَوْتٰى بِاِذْنِ اللّٰهِ۔

''اور اچھا کرتا ہوں اندھے اور کوڑھی کو اور مردے کو زندہ کرتا ہوں اللہ تعالیٰ کے حکم سے۔''

اب دیکھئے شفا دینا اور مردے کو زندہ کرنا یہ اللہ تعالیٰ کا کام ہے اس لحاظ سے تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کے کاموں کا دعویٰ کیا۔لیکن آگے آپ فرماتے ہیں۔ "باذن اللہ" یعنی میں جو کچھ کرتا ہوں اللہ تعالیٰ کے اذن سے کرتا ہوں۔پس جہاں اذن الٰہی آجائے تو شرک چلا جاتا ہے اور جہاں اذن گیا توحید بھی گئی۔یہی اذن (اجازت) الٰہی ہونا اور نہ ہونا توحید اور شرک کا بنیادی نکتہ ہے۔

بخاری شریف میں ہے کہ قیامت کے دن تمام لوگ کسی ایسی ہستی کی تلاش میں ہوں گے جو ان کی شفاعت کرسکے۔سب لوگ حضرت آدم علیہ السلام کی خدمت میں آئیں گے۔دیکھئے جب غیر اللہ سے مدد مانگنا شرک ہے تو قیامت کے دن جو لوگ حضرت آدم علیہ السلام کے پاس جائیں گے کیا وہ مشرک ہوں گے۔یہاں تو پھر حضرت آدم علیہ السلام بھی نہیں بچتے، وہ بھی ان کو خدا کا راستہ نہ بتائیں گے بلکہ کسی غیر کا راستہ بتائیں گے اور فرمائیں گے۔

اذھبوا الی غیری

Marfat.com

''میرے غیر کے پاس جاؤ۔''

اب جولوگ غیر اللہ سے مدد مانگنے کو شرک کہتے ہیں ان کے فتویٰ کی رو سے تو معاذ اللہ حضرت آدم علیہ السلام بھی مشرک ہوئے اور ان کے پاس جانے والے مشرک ہوئے۔

تو جناب یہ فتوے غلط ہیں۔ حضرت آدم علیہ السلام مشرک نہیں ہو سکتے اور نہ ان کے پاس جانے والے مشرک ہوں گے۔ بلکہ بارگاہ خداوندی کے مقبول و محبوب دنیا میں بھی کام آتے ہیں، برزخ میں بھی مدد فرماتے ہیں اور قیامت کے دن بھی مدد فرمائیں گے۔ اس کو شرک کہنا شریعت الٰہیہ پر زیادتی ہے۔ بخاری شریف میں ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ خارجی گروہ کو ساری مخلوق سے برا جانتے تھے اور فرمایا ان لوگوں نے اپنا طریقہ یہ بنالیا ہے کہ جو آیات کفار و مشرکین کے حق میں نازل ہوئی ہیں ان کو مومنوں پر چسپاں کر دیتے ہیں۔

بہر حال قدرے تفصیل سے اس مسئلہ پر اس لیے روشنی ڈالی گئی ہے کہ بعض لوگ اچھے بھلے مسلمانوں کو اپنے فتووں سے مشرک بنا دیتے ہیں اور نہیں سوچتے کہ اللہ تعالیٰ کے حضور اس کا کیا جواب دیں گے۔ اگر کوئی واقعی شرک کا ارتکاب کرے تو سب سے بڑا جرم ہے۔ اس جرم سے توبہ کرنی چاہیے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنے حفظ و امان میں رکھے۔ آمین

☆☆☆☆☆☆☆

زکوٰۃ نہ دینے کی وجہ سے بارش نہیں ہوتی اور زنا کاری سے اطراف میں وبا پھیلتی ہے۔ (مثنوی)

جو شخص اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہے۔ ہر چیز اس سے ڈرتی ہے۔

استغفار کو ایک مخصوص ہوا اللہ تعالیٰ کے پاس پہنچاتی ہے۔ بہجۃ الاسرار

اگر انسان اپنے لیے جیتا ہے تو زندگی ایک زحمت ہے لیکن جب وہ دوسروں کیلئے جیتا ہے تو زندگی ایک رحمت ہے۔

Marfat.com

والدین کی نافرمانی

شرک کے بعد دوسرا بڑا گناہ والدین کی نافرمانی ہے۔ مسلم شریف کی حدیث ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے تین مرتبہ فرمایا۔ ''اس کی ناک خاک آلود ہو۔'' حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے عرض کی۔ ''کس کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم؟'' فرمایا۔ ''جس نے بوڑھے ماں باپ پائے یا ان میں سے ایک کو پایا اور جنتی نہ ہوگیا۔'' یعنی ان کی خدمت کر کے جنت سے محروم رہا۔

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ وَ بِالْوَالِدَیْنِ اِحْسَانًا۔ "اور ماں باپ کے ساتھ بھلائی کرو۔

کیونکہ تم پر ان کے بہت حقوق ہیں۔ انہوں نے تمہاری پرورش کی، تمہارے ساتھ شفقت و مہربانی کا سلوک کیا۔ تمہاری ہر خطرے سے نگہبانی کی، ان کے حقوق کا لحاظ نہ کرنا اور ان کے ساتھ حسن سلوک کا ترک کرنا حرام ہے۔ سورہ بنی اسرائیل میں ہے۔ ''اگر ان میں سے ایک یا دونوں بوڑھے ہو جائیں تو ان سے ''ہونہہ'' نہ کہنا اور انہیں نہ جھڑکنا اور ان سے تعظیم سے بات کرنا اور ان کے لیے عاجزی کا بازو بچھانا اور نرم دلی سے، اور عرض کر اے میرے رب تو ان دونوں پر رحم فرما جیسا کہ ان دونوں نے مجھے بچپن میں پالا۔''

مدعا یہ ہے کہ دنیا میں بہتر سلوک اور خدمت میں کتنا بھی مبالغہ کیا جائے لیکن والدین کے احسان کا حق ادا نہیں ہوتا۔ اس لیے بندے کو چاہیے کہ بارگاہ الٰہی میں ان پر فضل و رحمت فرمانے کی دعا کرے اور عرض کرے کہ یارب میری خدمات ان کے احسان کی جزا نہیں ہوسکتیں تو ان پر کرم فرما کہ ان کے احسان کا بدلہ ہو۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جس شخص نے اپنی ماں کی آنکھوں کے درمیان بوسہ دیا وہ بوسہ اس کے لیے جہنم کی آگ سے حجاب ہوگا۔

سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ اپنی ماں کے پیروں سے چمٹے رہو، جنت وہیں ہے۔

زمین پھیلی ہوئی جسطرح افلاک کے نیچے
یونہی جنت بھی ہے ماں کے قدموں کی خاک کے نیچے

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جو شخص یہ چاہتا ہے کہ اس کی عمر بڑھادی جائے اور اس کے رزق میں زیادتی کی جائے وہ اپنے ماں باپ کے ساتھ نیکی کرے اور صلہ رحمی کرے۔

حضرت ابن عباس سے روایت ہے کہ جو نیک شخص ایک بار اپنے ماں باپ کی طرف محبت سے دیکھتا ہے، اللہ تعالےٰ ہر نظر کے عوض اس کو حج مقبول کا ثواب عطا فرماتا ہے۔ صحابہ نے پوچھا خواہ

Marfat.com

وہ ہر روز سو بار دیکھے۔ فرمایا، ہاں۔ اللہ تعالیٰ خوب عطا فرمانے والا اور بہت پاک ہے۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ جس شخص نے اپنے ماں باپ یا ان میں سے کسی ایک کی قبر کی ثواب کی نیت سے زیارت کی اس کو ایک مقبول حج کا ثواب ہوگا اور جو شخص ماں باپ کی زیارت کرے گا فرشتے اس کی قبر کی زیارت کریں گے۔

ان احادیث سے ثابت ہوا کہ والدین کی خدمت میں بہت بڑا اجر و ثواب ہے اور ان کی نافرمانی میں ہمیشہ کی ذلت اور گناہ کبیرہ ہے۔ لہٰذا والدین کا ادب و احترام کرنا چاہیے۔

☆☆☆☆☆☆☆

مجھے قضا و قدر کے کارکنوں نے واضح کہا ہے کہ علم کلام کے اختلافات کے باوجود حنفی مسلک ہی حق پر ہے۔ (مبداء و معاد مجدد الف ثانی)

سب سے بڑا دروازہ جس سے ابلیس لوگوں کے پاس جاتا ہے جہالت کا دروازہ ہے۔

علم بھی قلبی عمل ہے اور قلبی عمل بہ نسبت ظاہری اعمال کے افضل ہوتا ہے۔

لباس میں خشوع کرنا اور دل میں نہ ہونا منافقت ہے۔

مشائخ کی حکایات دلوں کی تسخیر کے لئے خدا تعالیٰ کے لشکروں میں سے لشکر ہے۔

جب تک خودی و تکبر سے باہر نہ آئے طریقت و تصوف کی خوشبو بھی نہیں سونگھ سکتے۔

تمام بھلائیاں ایک گھر میں جمع ہیں اور اسکی کنجی تواضع (عاجزی) ہے اور تمام برائیاں ایک گھر میں جمع ہیں اور اسکی کنجی تکبر ہے۔

عبادت غذاء حرام کے ساتھ ایسے ہے جیسے عمارت پانی پر بنانا چاہیں۔

Marfat.com

زنا کی مذمت

خالق کائنات کا فرمان ہے۔ ''وہ جو بدکاریوں سے اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرتے ہیں۔'' (المومنون/۵) اس ضمن میں دوسری آیت کا ترجمہ ہے۔ ''فحاشی کے چھوٹے بڑے ظاہر اور پوشیدہ گناہ کے پاس نہ پھٹکو۔''

بڑے گناہ سے مراد زنا ہے اور چھوٹے گناہ کا مطلب غیر حلال عورت کا بوسہ لینا، چھونا اور اس پر نظر شہوت ڈالنا ہے۔ فرمان ختم المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ ''ہاتھ زنا کرتے ہیں، پاؤں زنا کرتے ہیں اور آنکھیں زنا کرتی ہیں۔''

حکم ربانی ہے۔ ''اہل ایمان سے کہہ دیجیے، اپنی نگاہیں نیچی رکھا کریں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں، یہ ان کے لیے نہایت پاکیزگی کا عمل ہے۔''

اس حکم ربانی سے مسلمان مرد اور عورتوں کو حکم دیا گیا ہے وہ حرام کی طرف نہ دیکھیں اور حرام کے مرتکب ہونے سے اپنی شرمگاہوں کو محفوظ رکھیں۔ متعدد آیات میں اللہ تعالیٰ نے زنا کو حرام قرار دیا ہے۔

ارشاد خداوندی ہے۔ ''جو شخص زنا کا فعل کرے گا اسے اثام میں ڈالا جائے گا۔'' علماء کے مطابق اثام جہنم کا ایک حصہ ہے جب اس کا دروازہ کھولا جائے گا تو اس کی بدبو سے جہنمی چیخ اٹھیں گے۔

ایک صحابی سے روایت ہے کہ زنا سے بچو، اس سے چھ مصیبتیں آتی ہیں جن میں سے تین کا تعلق دنیا سے اور تین کا واسطہ آخرت سے ہے۔

☆ روزی کا تنگ ہو جانا۔

☆ زندگی یا عمر میں کمی ہو جانا اور توبہ کا موقع نہ ملنا۔

☆ چہرہ سیاہ ہو جانا۔

● اللہ تعالےٰ کا غضب نازل ہونا۔

● حساب کتاب کی سختی پیش آنا۔

● دوزخ میں ٹھکانہ ہونا۔

ایک روایت میں ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا۔ ''اے میرے خالق! زانی کو

Marfat.com

کیا سزا ملے گی؟'' اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔''میں اسے آگ کی اتنی وزنی زرہ پہناؤں گا کہ اگر اسے پہاڑ پر رکھ دیا جائے تو وہ ریزہ ریزہ ہو جائے۔ شیطان کو ایک ہزار بدکار مردوں سے زیادہ ایک بدکار عورت پسند ہے۔

حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔''زمین دو جگہ روتی ہے۔ ایک تو ناحق خون ہونے پر، جب خون کا پہلا قطرہ زمین پر گرتا ہے تو رو کر کہتی ہے۔ اے رب مجھے اجازت دے کہ میں اس قاتل کو نگل جاؤں۔ حکم ہوتا ہے کہ ذرا صبر کر یہ تیرے ہی اندر آنے والا ہے، پھر سمجھ لینا۔ اور جب کوئی زنا کرتا ہے تو زمین رو کر کہتی ہے، اے رب مجھے اختیار دے کہ میں اس زانی اور زانیہ کو نگل جاؤں۔ حکم ہوتا ہے۔ ذرا صبر کر یہ دونوں تیرے ہی اندر آنے والے ہیں۔ اس وقت سمجھ لینا۔''

فرمان رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہے کہ زنا کرنے والوں کے لیے مرنے کے بعد ان کی قبروں میں دوزخ کے ساتوں دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور ان دروازوں سے ان کو سانپ اور بچھو آ کر ڈستے رہیں گے۔ اللہ رب العزت اس بے حیائی کے کام سے اپنی امان میں رکھے۔ آمین

زنا سے ہزار ہا خرابیاں پیدا ہوتی ہیں جن میں سے چند یہ ہیں:

(۱) نسب خراب (۲) اولاد حرامی (۳) وراثت تباہ (۴) قومیت برباد (۵) اولاد میں بے غیرتی (۶) بزدلی (۷) بے حیائی و گستاخی (۸) خطرناک بیماریاں (۹) نحوست (۱۰) علم سے محرومی (۱۱) عورت کی عظمت تباہ (۱۲) سیرت و اخلاق تباہ (۱۳) مقدس عورت بازاری چیز بنتی ہے (۱۴) صحت ختم (۱۵) عزت و وقار برباد (۱۶) حق زوجیت برباد (۱۷) فتنہ و فساد اور قتل و غارت کی بہتات (۱۸) انسان اور جانور میں فرق ختم (۱۹) قبر کی تنگی (۲۰) بوقت موت کلمہ سے محرومی (۲۱) آخرت میں عذاب ...... وغیرہ

مفسرین فرماتے ہیں، اصلی زنا کے علاوہ حکمی زنا دیگر اعضاء بھی کرتے ہیں۔ مثلاً آنکھ کا زنا شہوت سے دیکھنا، ہاتھ کا زنا چھونا، منہ کا زنا شہوت سے چومنا، اس طرح کان، دل، دماغ اور پیروں کا بھی زنا ہے۔ اسے بھی پیش نظر رکھنا چاہیے۔ یہاں اسباب زنا سے عورتوں کو بھی پرہیز کا حکم ہے مثلاً عورت پر لازم ہے کہ اجنبی لوگوں میں آنے جانے سے پرہیز کرے، غیر محرم سے خلوت حرام ہے، بھڑکیلا اور فیشنی لباس پہن کر آزاد پھرنا مخلوط تعلیم اور ایسے کاروبار میں شامل ہونا جہاں غیر محرم مرد بھی گاہک ہوں نیز ناچ گانے اور فحش فلموں ڈراموں وغیرہ میں شمولیت سے پرہیز کرنا از حد ضروری ہے بلکہ دور حاضر میں ایک کمرے میں تنہائی میں باپ بیٹی اور بہن بھائی کو بھی بیٹھنے سے حتی المقدور پرہیز کرنا چاہیے۔

Marfat.com

اغلام بازی زنا سے بدتر ہے

ارشاد نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ ''اللہ تعالیٰ کے نزدیک انسان کا نطفہ حرام رحم میں رکھنے سے بڑا گناہ کوئی نہیں اور اغلام بازی زنا سے بھی بڑا گناہ ہے۔''

مرد کا مرد سے اپنے جنسی میلان کا پورا کرنا، یہ اپنے پیچھے ایک لمبی تاریخ رکھتا ہے۔ قرآن پاک کی شہادت یہ ہے کہ اس فعل بد کی ابتداء قوم لوط نے کی۔ اس قوم سے پہلے کوئی اس کا مرتکب نہ تھا۔ قوم لوط کے اس فعل بد کا تذکرہ کرتے ہوئے ارشاد الٰہی ہے۔

(ترجمہ) اور ہم نے لوط کو بھیجا جبکہ انہوں نے اپنی قوم سے فرمایا تم ایسا فحش کام کرتے ہو جس کو تم سے پہلے دنیا والوں میں سے کسی نے نہیں کیا۔ کیا تم مردوں کے ساتھ شہوت رانی کرتے ہو عورتوں کو چھوڑ کر بلکہ تم حد سے گزر گئے ہو۔

اس معنی کو اور بھی متعدد بار آیات قرآنی میں ذکر کیا گیا ہے جن سے معلوم ہوتا ہے کہ اغلام بازی مردوں میں قوم لوط سے شروع ہوئی۔ حضرت لوط علیہ السلام کے لب ولہجہ سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کی قوم نے اس فعل کو اس طرح شروع کیا کہ ان کی قوم کے سامنے اس طرح کی کوئی مثال نہ تھی۔

قرآن ہی سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ قوم لوط کی خباثت اس سلسلہ میں بہت بڑھی ہوئی تھی۔ اس برائی پر ان کو ذرہ برابر ندامت محسوس نہ ہوتی تھی بلکہ قوم علی الاعلان اس برائی کا ارتکاب کرتی تھی۔ ان کی شیطنت کا یہ حال تھا کہ جہاں کسی خوبصورت لڑکے کو دیکھا لوگ ٹوٹ پڑے۔ مہمان کی بھی اس سلسلہ میں پرواہ نہ تھی، زبردستی کرنا چاہتے تھے۔

سورۃ ہود ساتویں رکوع میں رب العزت نے اس وقت کا نقشہ کھینچا ہے جب عذاب کے فرشتے نوجوان انسانوں کی صورت میں مہمان بن کر لوط علیہ السلام کے یہاں پہنچتے ہیں اور قوم لوط ان مہمانوں کی بے حرمتی کے لیے آمادہ ہوگئی یعنی چاہا کہ ان سے اپنی جنسی پیاس بجھائیں۔

لوط علیہ السلام کی پریشانی کا عجیب عالم ہے قوم کو سمجھا رہے ہیں کہ بیویوں سے اپنی جنسی تسکین چاہو اس غیر فطری فعل پر تم کیوں بضد ہو۔ پھر درد کے ساتھ فرما رہے ہیں اور اللہ کا واسطہ دے رہے ہیں کہ یہ میرے مہمان ہیں تم نے کوئی بات کی تو میری رسوائی ہوگی۔ مگر ملعون قوم ہے کہ ایک نہیں سنتی۔

Marfat.com

بالآخر نتیجہ یہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ کا عذاب آیا اور بری طرح سے قوم لوط تہہ و بالا ہوئی۔ زمین کو الٹ کر اس قوم پر دے مارا اور پتھروں کی بارش بھی ہوئی۔ عذاب کا نقشہ قرآن میں کھینچتے ہوئے ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ ''سو جب ہمارا حکم آ پہنچا تو ہم نے اس زمین کا اوپر کا تختہ تو نیچے کر دیا اور اس سرزمین پر کنکر کے پتھر برسانا شروع کیے جو لگاتار گر رہے تھے۔ جن پر ان کے رب کے پاس خاص نشان بھی تھا۔''

ایک اور روایت میں ارشاد نبوی ہے۔ ''جنت کی خوشبو پانچ سو سال کی مسافت کی دوری سے آئے گی مگر اغلام بازی کرنے والا اس سے محروم رہے گا۔''

سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کسی امرد کو اپنے پاس نہ بیٹھنے دیتے تھے۔ آپ سے روایت ہے کہ لڑکی کے ساتھ ایک شیطان اور امرد لڑکے کے ساتھ دو شیطان ہوتے ہیں۔ ایک اور روایت میں ہے کہ لڑکے کے ساتھ کچھ اوپر دس شیطان ہوتے ہیں۔

جناب قاضی امام احمد کا فرمان ہے، میں نے بعض مشائخ سے سنا ہے کہ عورت کے ساتھ ایک شیطان ہوتا ہے اور حسین لڑکے کے ساتھ اٹھارہ شیطان ہوتے ہیں۔

اسلام نے دوسری برائیوں کے ساتھ اس برائی سے بھی سختی کے ساتھ روکا اور اس فعل بد کی سزا نہایت سخت سے سخت تجویز کی ذرا سی بھی رعایت ملحوظ نہیں رکھی۔ اول تو قرآن پاک میں قوم لوط کا واقعہ تفصیل سے متعدد مقامات پر ذکر کیا گیا۔ اس برائی کے سلسلہ میں حضرت لوط علیہ السلام نے جس جس طرح اپنی قوم کو سمجھایا اسے نقل کیا گیا اس طرف اشارہ کیا کہ جس قوم کو اغلام بازی اور امرد پرستی کی عادت ہو جاتی ہے اس کی اخلاقی حالت کس قدر پست اور ذلت آمیز حد تک پہنچ جاتی ہے۔ پھر قوم کی عبرت انگیز سزا کا نقشہ پیش کیا تا کہ قرآن کے پڑھنے والے اس برائی کے انجام سے اچھی طرح واقف ہو جائیں اور اس طرح اپنے آپ کو اس غیر فطری فعل سے محفوظ رکھیں۔

قرآن و حدیث میں اس امت کے لیے اس غیر فطری فعل کی سزا بھی بیان کی گئی اور اس سے روکنے اور امت کو بچانے کے لیے بڑا مواد فراہم کر دیا گیا۔ شروع میں قرآن میں اس غیر فطری فعل کے کرنے والوں کے متعلق ارشاد ہوا۔ ''تم میں جو دو مرد بدکاری کریں ان کو ایذا دو۔''

پھر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دلنشیں پیرایہ میں اس غیر فطری فعل کی برائی ذہن نشین کرنے کی سعی فرمائی، طرح طرح سے روکا، اس کی سخت سزائیں بیان کیں۔ ایک دفعہ آپ نے اپنے خطرہ کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا۔ ''مجھے اپنی امت میں سب سے زیادہ خطرہ قوم لوط کے عمل کا ہے۔'' گویا یہ پیش بندی تھی کہ قوم کا رخ ادھر نہ ہونے پائے اور امت محسوس کر سے

Marfat.com

کہ یہ ایسی برائی ہے جس کا اندیشہ پیغمبر اسلام ظاہر کر چکے ہیں۔

ایک مرتبہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جو شخص اپنا جنسی میلان مرد سے پورا کرتا ہے یعنی اغلام بازی کرتا ہے رب العزت اس کی طرف نظر اٹھا کر بھی نہ دیکھے گا۔

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ''قوم لوط کے عمل میں جس کو بھی مبتلا دیکھو فاعل (کرنیوالا) ہو یا مفعول (کروانے والا) دونوں کو قتل کر ڈالو۔

بخاری شریف کی اس حدیث کے مطابق جمہور کا مسلک یہ ہے کہ اغلام بازی کے مرتکب کو قتل کر دینا چاہیے۔ یہ ایسا جرم ہے جس میں معافی کی کوئی صورت نہیں۔

☆☆☆☆☆☆☆

قلوب کی بیماریوں کا علاج صرف انہی معجونوں سے ہوتا ہے جو شریعت کے دواخانوں سے ملتی ہیں۔ احیاء العلوم

خدا تعالیٰ کو جب کسی کے ساتھ بھلائی کرنی منظور ہوتی ہے۔ تو اسکی نظر کو خود اسکے عیبوں کی طرف پھیر دیتا ہے۔

حلم کے سبب وہ مرتبہ ملتا ہے جو شب بیدار اور روزے دار کو ملتا ہے۔

جاہل سخی خدا کے نزدیک عالم بخیل سے بہتر ہے۔

شریف آدمی عبادت سے متواضع اور احمق متکبر ہو جاتا ہے۔

ہر ایک گناہ کا مزہ تو شہد کیطرح ہے مگر تاثیر زہر کی سی ہے۔

دنیا شیطان کی دکان ہے اس میں سے مت چراؤ نہیں تو وہ تمہارے پیچھے لگے گا اور تمہیں پکڑے گا۔

Marfat.com

قتل کی قباحت

اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے۔''اور جو کوئی مسلمان کو جان بوجھ کر قتل کرے تو اس کا بدلہ جہنم ہے کہ مدتوں اس میں رہے۔مسلمانوں کوارادتاً قتل کرنا سخت گناہ اور اشد کبیرہ ہے۔''

اس آیت کی بناپر بعض علماء نے فرمایا کہ کفر وشرک کے بعد سب سے بڑا گناہ ظلماً قتل ہے۔ چنانچہ امام احمد ونسائی نے حضرت امیر معاویہ سے روایت کی کہ فرمایا، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ ہر گناہ بخشا جاسکتا ہے سوا اس کے جو کفر پر مرجاوے یا جو مومن کو جان بوجھ کر قتل کرے۔

حدیث پاک میں ہے کہ سوبے دین کا ہلاک ہونا اللہ تعالیٰ کے نزدیک ایک مسلمان کے قتل ہونے سے ہلکا ہے۔اگر تمام زمین وآسمان کی مخلوق ایک مومن کے قتل میں شریک ہوجائے تو اللہ تعالیٰ سب کو دوزخ میں ڈال دے۔

ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو کسی مسلمان کے ظلماً قتل پر آدھی بات سے بھی مدد کرے تو قیامت میں اس کی پیشانی پر لکھا ہوگا۔''یہ اللہ تعالےٰ کی رحمت سے مایوس ہے۔''

تفسیر روح البیان میں ہے، قتل میں تین جرم ہوتے ہیں۔مقتول پر ظلم، مقتول کے وارثوں کو ایذا دینا اور اللہ تعالیٰ کی نافرمانی۔

اگر کوئی شخص قتل کے بعد قصاص یا دیت دے کر رہا بھی ہوجائے تو یہ دوسرے جرم کا عوض اور بدلہ تو ہوسکتا ہے باقی دو جرموں کا معاملہ آخرت میں ہوگا۔

ایک اور مقام پر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔''اور کوئی جان جس کی حرمت اللہ تعالےٰ نے رکھی ہے، ناحق نہ مارو۔''

اس آیت میں خود اپنی جان بھی شامل ہے یعنی خودکشی کو بھی حرام قرار دیا گیا ہے۔قتل کی ممانعت منجملہ کئی وجوہات کے چند درج ذیل وجوہات کی بنا پر بھی ہے۔

(۱) انسانیت اللہ تعالیٰ کی امانت ہے اس لیے اس کی روح اور جسم کی حفاظت ہر شخص پر فرض ہے یہاں تک کہ ملائکہ اور جنات پر بھی۔

(۲) انسان عبادت کے لیے پیدا کیا گیا ہے لہٰذا اس کو عبادت کی مہلت ملنی چاہیے۔گنہگار اور کافر کو بھی مہلت ضروری ہے کہ کسی بھی وقت وہ سچی توبہ کرسکتا ہے۔قتل یا خودکشی سے یہ مہلت ختم

Marfat.com

ہو جاتی ہے۔لہٰذا یہ ظلم عظیم ہے۔

(۳)قتل سے زمین میں فساد، غداری اور بغاوت جنم لیتی ہے جو امن و امان کے لیے مسائل پیدا کرتی ہے لہٰذا اس کا سبب یعنی قتل بھی حرام قرار دیا گیا ہے۔

(۴)قتل سے بہت زیادہ دینی، دنیاوی اور اخلاقی نقصانات ہوتے ہیں بلکہ روحانی نقصان بھی ہے کیونکہ انسانی جسم اللہ تعالےٰ کے خزانوں کا مخزن ہے۔عقل، علم، حفظ، تجربات و مشاہدات اور معرفت الٰہی وغیرہم ایسے انمول خزانے ہیں، ایک قتل سے اتنے نقصان ہوئے اور نقصان کرنا حرام ہے لہٰذا قتل بھی حرام ہے۔

(۵)قتل سے مقتول کی پوری نسل ختم ہو جاتی ہے جو مرد یا عورت کے نطفوں میں پوشیدہ ہے لہٰذا اللہ رب العزت حکیم وخبیر نے اس کو ازل سے ابد تک ہر دین و شریعت میں حرام فرما دیا۔ بلکہ بے دین لوگوں کی عقلوں کو بھی بتا دیا کہ یہ فطرتاً اور قانوناً منع ہے۔

بحمد اللہ تعالےٰ بانی اسلام صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیشہ انسانی خون کی قدر کی ہے۔ بلکہ اس کی عمدہ مثال وضو میں موجود ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے مطابق وضو کرتے وقت پانی کے زیادہ استعمال کی ممانعت ہے تو جس ہستی کی نظر میں پانی کے ایک قطرے کی اتنی اہمیت ہے اس کے نزدیک انسانی خون کی قدر و قیمت کا اندازہ کون کر سکتا ہے۔جس کو اللہ تعالےٰ نے اَحْسَنِ تَقْوِیْم اور کَرَّمْنَا بَنِیْٓ آدَمَ کے القاب سے یاد کیا ہے۔حقیقی انسانی قدر و عظمت اسلام نے ہی بیان فرمائی ہے۔

حدیث پاک کا مفہوم ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے خانہ کعبہ کے سامنے کھڑے ہو کر فرمایا، اے کعبہ اللہ تعالےٰ نے تجھے بڑی عظمت بخشی ہے مگر جو اکرام اللہ تعالےٰ کی نظر میں بندہ مومن کو حاصل ہے وہ تجھے میسر نہیں۔

اس حدیث سے یہ سبق ملتا ہے کہ جب مسلمان خانہ کعبہ کی طرف بوقت غسل برہنہ یا رفع حاجت کے وقت پشت نہیں کرتا، اس طرف پاؤں پھیلا کر نہ سوتا ہے نہ بیٹھتا ہے بلکہ اس طرف منہ کر کے تھوکتا بھی نہیں تو پھر ایک مومن مسلمان کا ناحق خون بہانے کی کس طرح اجازت ہو سکتی ہے جس کی قدر اللہ تعالےٰ کی نظر میں کعبہ سے بھی بڑھ کر ہے۔ بلکہ سچ تو یہ ہے کہ:

فرشتہ مجھ کو کہنے سے میری توقیر گھٹتی ہے
میں مسجود ملائک ہوں مجھے انسان ہی رہنے دو

Marfat.com

شراب کی حرمت

قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ نے اس کو حرام اور شیطانی کام فرمایا ہے۔ یہ ناپاک ہے اس کو بطور دوا بھی پینا اور لگانا منع ہے اور جو شخص شراب کو حرام نہ سمجھے وہ کافر ہے۔ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ''شرابی فرعون کے ساتھ دوزخ میں جائے گا'' اور اللہ تعالیٰ اپنی عزت کی قسم کے ساتھ فرماتا ہے کہ دنیا میں جو شراب پیئے گا میں قیامت کے روز اُسے ایسا پیاسا رکھوں گا کہ اس کا دل پیاس کی تیزی سے آگ کی طرح جلے گا اور اس کی زبان اس کی چھاتی پر آپڑے گی اور جو آدمی دنیا میں میرے ڈر سے شراب چھوڑ دے گا تو میں اس کو جنت کی نہر سے شراب پاک پلاؤں گا۔ نیز جو آدمی دنیا میں شراب پیئے گا اس کو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن سانپ اور بچھو کا زہر پلائے گا۔ جب وہ برتن کو منہ لگائے گا تو اس کے منہ کا چمڑا اسی برتن میں آپڑے گا۔ علاوہ ازیں دنیا میں شراب کا ایک بھی قطرہ پینے والے کو شریعت کے حکم سے ۱۰۰ کوڑے مارنے کا حکم ہے۔

حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص شرابی کو سلام کرے اور اس سے مصافحہ کرے تو اللہ تعالیٰ اس کے چالیس برس کے نیک اعمال برباد کر دیتا ہے اور جس نے شرابی کو ایک لقمہ کھلایا یا ایک گھونٹ پانی پلایا یا اس کو کپڑا پہنایا تو اللہ تعالیٰ بطور سزا قبر میں اس کے بدن پر سانپ اور بچھو کاٹنے کے لیے مقرر کر دے گا۔

لہٰذا ایسے جرم کے متعلق سوچنا بھی گناہ ہے۔

☆☆☆☆☆☆☆

برا عالم ایسا ہے جیسا چشمہ کے منہ پر پتھر کہ نہ خود پانی جذب کرے نہ بہنے دے کہ اور کھیتوں کو نفع ہو۔

شبے کا ایک درہم پھیر دینا میرے نزدیک ایک لاکھ سے چھ لاکھ درہم تک خیرات کرنے سے افضل ہے۔

میں لقمہ تو اپنے کسی دوست کو کھلاتا ہوں لیکن اس کا مزہ اپنے گلے میں پاتا ہوں۔

Marfat.com

چوری لعنت ہے

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ ''جو مرد یا عورت چوری کرے ان دونوں کے ہاتھ پنچے پر سے کاٹ ڈالو یہ ان کی کرتوت کے بدلے بطور سزا اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے۔''

کتب فقہ میں ہے، ڈاکو اور لٹیرا جو راستوں میں یا آبادیوں میں لوٹ مار کرے اور کسی کا مال بھی لے جائے تو اس کی دنیا میں سزا یہ ہے کہ حاکم وقت اسے ہاتھ پاؤں کٹوا کر اس کو قتل کروا دے یا اگر چاہے تو اس کو پھانسی دلوا دے اور نیزے سے اس کا پیٹ پھاڑ دیا جائے کہ تڑپ تڑپ کر اس کی جان نکل جائے اور تین روز تک سب کے سامنے پھانسی پر لٹکائے رکھیں۔ چور کو جہنم میں یہ عذاب ہوگا کہ اس کا ایک عضو کاٹ دیا جائے گا پھر نیا جسم دیا جائے گا پھر کاٹا جائے گا۔ ستر ہزار عذاب کے فرشتے اس کا جسم کاٹنے کے لیے چھریاں لے کر اس کی طرف بڑھیں گے۔

حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، تین کام کرتے وقت ایمان قلب و قالب سے نکل جاتا ہے۔ (۱) شراب نوشی، (۲) زنا اور (۳) چوری ڈکیتی۔

لہٰذا اگر عین شراب نوشی، زنا یا چوری ڈاکے کے وقت مر جائے تو گویا بے ایمان ہو کر مرا بلکہ بعض علماء کے نزدیک اس کا جنازہ بھی نہ پڑھا جائے۔

اسلامی سزاؤں کی حکمت

بعض لوگوں کا خیال ہے کہ یہ سزائیں غیر انسانی ہیں لیکن جن افعال شنیع پر یہ سزائیں دی جاتی ہیں کیا وہ انسانوں کے کام ہیں۔ بغیر کسی استحقاق کے کسی کا مال لے لینا کیا یہ فعل غیر انسانی نہیں۔ پس اگر غیر انسانی جرم میں ویسی ہی سزا دی جائے تو یہ طعن کا موجب ہے یا عین حکمت ہے؟ کیا یہ مسلمہ اصول نہیں کہ اگر جسم کے کسی حصہ میں کوئی بیماری لاحق ہو جائے جس سے باقی جسم اس کے مضر اثرات سے متاثر ہو سکتا ہو اس متاثرہ حصے کو کاٹ کر الگ کر دیا جاتا ہے۔ کتنے ایسے مریض ہیں جن کی ٹانگیں یا ہاتھ ڈاکٹروں نے کاٹے ہیں کہ مبادا یہ مرض پورے جسم میں نہ پھیل جائے۔ اب اگر چور کو اس کے حال پر چھوڑ دیا جائے تو وہ بار بار ان امور کا ارتکاب کرے گا اور اس سے معاشرے میں دو قسم کا نقصان ہوگا۔ ایک تو اس کی چوری سے مال ناحق ضائع ہوگا اور دوسرے اس بیماری کے جراثیم معاشرے کے دوسرے صحت مند افراد کو بیمار کر دیں گے۔ تمام مسلم معاشرہ چونکہ جسم واحد کی مانند ہے لہٰذا اس فاسد عضو کو کاٹ کر باقی جسم کو بچانا عین مصلحت اور حکمت ہے۔

Marfat.com

سود کی ممانعت

سود میں صدہا خرابیاں ہیں۔ جس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے اسے حرام فرمایا۔ اللہ تعالیٰ سورۃ بقرہ میں ارشاد فرماتا ہے۔

وَاَحَلَّ اللّٰهُ الْبَيْعَ وَ حَرَّمَ الرِّبٰو۔

''اللہ تعالیٰ نے حلال کیا ہے بیع کو اور حرام کیا سود کو۔''

لہٰذا سود کا لینا یا دینا بھی گناہ کبیرہ ہے۔ قرآن مجید کے متعدد مقامات پر اس کی حرمت کا بیان کیا گیا ہے بلکہ سودی کاروبار کو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے جنگ کے مترادف قرار دیا ہے۔

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَ ذَرُوْا مَا بَقِيَ مِنَ الرِّبٰوا اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ● فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا فَاْذَنُوْا بِحَرْبٍ مِّنَ اللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ

''اے ایمان والو، اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور چھوڑ دو جو باقی رہ گیا ہے سود اگر مسلمان ہو، پھر اگر ایسا نہ کرو تو یقین کرلو اللہ اور اس کے رسول سے لڑائی کا۔''

اب آپ خود ہی اندازہ کریں جس کی اللہ تعالیٰ کے ساتھ لڑائی ہو وہ کب فلاح پا سکتا ہے۔ وہ دنیا میں بھی ذلیل و خوار ہے اور آخرت میں بھی عذاب کا حقدار ہے۔ حدیث پاک میں ہے عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ سود لینا اپنی ماں کے ساتھ زنا کرنے سے ستر درجے زیادہ گناہ ہے۔ ایک اور مقام پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، سود کا پیسہ ستر بار ماں کے ساتھ زنا کرنے سے بدتر ہے۔ آج کل اس بیماری میں عام مسلمان مبتلا ہیں۔ اور مال کی محبت میں اتنے بڑے جرم کے ارتکاب سے بھی گریز نہیں کرتے۔ مگر یاد رکھیں:

ذرا سا بھی دخل ہے جس زمین پر سود خواری کا
مرقع ہے وہیں انسان ذلت اور خواری کا

سود کی دینی و دنیاوی خرابیاں بہت زیادہ ہیں چند ایک پیش خدمت ہیں۔

(۱) سود میں دوسرے کا مال بلاعوض لیا جاتا ہے یہ ظلم ہے مثلاً سو روپے کے عوض ایک سو دس لینے۔ سو کے بدلے سو ہو گیا اور دس روپے بلاعوض رہے، یہ انتہائی ظلم ہے۔

(۲) سود سے تجارت کے بند ہونے کا اندیشہ پیدا ہو جاتا ہے۔ جب بلامحنت اور خوف وخطر کے نفع

Marfat.com

ملے تو پھر تجارت میں نقصان کا خطرہ کیوں مول لیا جائے۔ اس طرح تجارت بند اور کاروبار عالم ٹھپ ہو جاتا ہے۔

(۳) سود سے باہمی محبت و اخوت اور مروت ختم ہو جاتی ہے۔

(۴) سود سے صدہا غرباء کو برباد کر کے سود خور کا گھر بھرا جاتا ہے اور ظاہر ہے غرباء کی بربادی عالم کی بربادی ہے۔

(۵) سود خور قرض حسنہ دینے سے جی چراتا ہے جس کی احادیث میں بڑی فضیلت ہے۔

(۶) سود خور صدقہ وخیرات سے بھی جی چراتا ہے کیونکہ ہر پیسے پر اس کی نگاہ ہوتی ہے کہ بجائے صدقہ وخیرات کے اسی پیسے سے مزید پیسے بنائے جائیں۔

(۷) سود خور اپنے بال بچوں پر بھی خرچ کرنے سے گریز کرتا ہے جس سے اس کی اپنی اور بال بچوں کی زندگی بھی دشوار ہو جاتی ہے۔

اس کے علاوہ بھی دیگر کئی مفاسد سود میں مضمر ہیں۔ چونکہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سود کے تفصیلی احکام بتانے سے پیشتر وصال فرمایا لہٰذا حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ سود اور مشبہ سود (سود سے مشابہت والے امور) سے بچو کہ یہ ہلکا سود ظالم ہی نظام ایسا بناتا ہے کہ جس سے آدمی شیطان کے پنجے میں آتا ہے۔

جہاں اک مرتبہ انسان اس کے پیچ میں آیا
پھر اس کی سات پشتوں میں نہ عزت ہے نہ سرمایا

شریعت مطہرہ نے جس طرح سود لینا حرام فرمایا سود دینا بھی حرام کیا ہے۔ احادیث میں دونوں پر لعنت فرمائی ہے۔ آج کل سود کی اتنی کثرت ہے کہ قرض حسنہ جو بغیر سود ہوتا ہے بہت کم پایا جاتا ہے۔

اور دوسری طرف ہم برادری اور خاندانی رسومات میں اتنے جکڑے ہوئے ہیں کہ ان جعلی رسومات میں کمی کرنے کو اپنی ذلت سمجھتے ہیں۔

سود سے بچنے کا حیلہ

اے عزیز! اول تو اپنے آپ کو ان رسومات کے جنجال سے نکال لے۔ تھوڑی دیر کی ناموری یا وقتی خوشی پوری زندگی کو تلخ کر دیتی ہے اور اکثر لوگ خودکشی ایسی قبیح حرکت کرنے سے بھی گریز نہیں کرتے بلکہ آئے دن اخبارات میں آپ پڑھتے کہ بعض عاقبت نااندیش معہ بال بچوں کے خود کو

Marfat.com

موت کے گھاٹ اتار لیتے ہیں لٰہذا دنیا و آخرت کے تباہ کن نتائج سے ڈرنا چاہیے۔ بصورت دیگر اگر مجبوراً شرعی عذر کی بنا پر کچھ لینا پڑ جائے تو اس کے لیے بیع عینہ کی رخصت دی گئی ہے۔ بیع عینہ یہ ہے کہ مثلاً ایک شخص نے دوسرے سے مثلاً ایک ہزار روپے قرض مانگے اس نے کہا میں قرض نہیں دے سکتا البتہ یہ کر سکتا ہوں کہ یہ چیز تمہارے ہاتھ بارہ سو روپے میں فروخت کرتا ہوں اگر تم چاہو خرید لو اسے بازار میں ہزار روپے کی فروخت کر دینا تمہارا کام ہو جائے گا۔ اس صلہ سے قرض خواہ کو دو سو روپے مل جائیں گے اور دوسرے کا کام بھی ہو جائے گا۔ اس کی دوسری صورت یہ بھی ہو سکتی ہے کہ اس خرید و فروخت میں ایک تیسرے شخص کو بھی شامل کر لیا جائے۔ یعنی قرض دینے والے نے قرض لینے والے کے ہاتھ اس چیز کو بارہ سو میں بیچا اور قبضہ دے دیا۔ پھر قرضدار نے تیسرے کے ہاتھ ہزار روپے میں بیچ کر قبضہ دے دیا۔ اس تیسرے نے قرض دینے والے کو ہزار روپے میں فروخت کر کے قبضہ دے دیا۔ اور ہزار روپے قیمت کے قرض خواہ سے وصول کر کے قرضدار کو دے دیئے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ قرض مانگنے والے کو ہزار روپے وصول ہو گئے مگر بارہ سو دینے پڑیں گے کیونکہ وہ چیز بارہ سو روپے میں خریدی گئی ہے۔

ایک حدیث پاک اس ضمن میں رہنمائی کرتی ہے جو صحیحین میں ابو سعید خدری اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما سے مروی ہے۔ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو خیبر کا حاکم بنا کر بھیجا تھا وہ وہاں سے آپ کی خدمت میں کھجوریں لائے۔ آپ نے پوچھا، کیا خیبر کی سب کھجوریں ایسی ہی ہوتی ہیں؟ عرض کی نہیں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم دو صاع (ٹوپہ) کے بدلے میں ان کھجوروں کا ایک صاع لے لیتے ہیں اور تین صاع کے بدلے دو صاع لیتے ہیں۔ آپ نے فرمایا، ایسا نہ کرو۔ معمولی کھجوروں کو روپیہ سے بیچو پھر روپیہ سے اس قسم کی کھجوریں خریدا کرو اور تول کی چیزوں میں بھی ایسے ہی فرمایا۔

اس حدیث سے واضح ہے کہ بات وہی ہے کہ عمدہ کھجوریں خریدنا چاہتے ہیں مگر اپنی کھجوریں زیادہ دے کر لینے میں سود ہوتا ہے اور اپنی کھجوریں روپے سے بیچ کر اچھی کھجوریں خریدیں، یہ جائز ہے۔

اس حیلہ سے اگر سود سے بچ سکے تو ضرور بچے اور یہ نہ سوچے کہ جب دل میں یہ خیال ہے کہ میں بارہ سو کی بیچ کر ہزار کی لے رہا ہوں تو سود تو یقیناً ہو گیا۔ اس سوچ اور ظن کی بنا پر اسے حرام قرار نہیں دیا جا سکتا جب کہ شرع مطہر نے اس عقد اور سودے کو جائز قرار دیا ہے تو پھر اپنے تخیل سے اسے ناجائز قرار نہیں دیا جا سکتا۔

Marfat.com

جوئے کا بیان

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔''اے ایمان والو! شراب، جوا، بت اور پانسے (فال نکالنے والے تیر) یہ سب گندے شیطانی کام ہیں، ان سے بچو تاکہ فلاح پاؤ۔'' ایک اور مقام پر فرمایا۔''شیطان تو یہ چاہتا ہے کہ شراب اور جوئے کے ذریعے تمہارے درمیان عداوت اور بغض ڈال دے اور تمہیں نماز اور اللہ کے ذکر سے روک دے۔''

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شراب اور جوئے سے منع فرمایا ہے۔

جوا بھی حرام افعال میں سے ایک فعل ہے۔ جس پر قرآن وحدیث شاہد ہیں۔

معمہ و لاٹری شرعاً ناجائز ہیں

آج کے دور میں معمہ اور لاٹری کا رواج عام ہے۔ معمہ میں ایک مقررہ فیس ادا کر کے لوگ اس معمہ کو حل کر کے صاحب معمہ کے پاس قسمت آزمائی کے لیے بھیج دیتے ہیں اور لاکھوں شرکا کی فیسوں سے جو رقم جمع ہوتی ہے اس میں سے چند انعامات مقرر کیے جاتے ہیں، یہ بھی شرعاً ناجائز ہے۔

اسی طرح لاٹری بھی جوا ہے۔ ہلال احمر اور فاطمید فاؤنڈیشن وغیرہ ایسے ادارے ریفل ٹکٹ کے ذریعے کاروبار کر رہے یہ بھی ناجائز ہے۔ اسی طرح وہ سارے کھیل اور کام جوئے میں داخل ہیں جن میں اشیاء کی تقسیم کا مدار حقوق اور خدمات اور عقلی فیصلوں پر رکھنے کی بجائے محض کسی اتفاقی امر پر رکھ دیا جائے۔ گھوڑ دوڑ اور بین الاقوامی کھیلوں میں ہار جیت پر جانبین سے شرط لگانا صراحتاً سٹہ اور جوا ہے اور ناجائز و حرام ہے۔ آج کل کرکٹ وغیرہ کے کھیلوں پر کثرت سے جوا بازی ہوتی ہے جو یقیناً گناہ ہے لہٰذا ایسے امور سے پرہیز ضروری ہے۔

اسی طرح بیمہ کے متعلق بھی علماء کی آراء میں اختلاف ہے اور احتیاط کا تقاضا یہ ہے کہ شبہ والی چیز سے بھی اجتناب کیا جائے۔ اکثر علماء کے نزدیک بیمہ کا موجودہ طریقہ کار بھی غیر شرعی ہے اور اسی طرح لکی کمیٹی اور بولی والی کمیٹی بھی ناجائز اور شرعاً منع ہے۔

مروجہ کبوتر بازی ناجائز اور لہو ولعب میں داخل ہے اور اس پر شرط لگانا حرام ہے۔ نیز چھت پر

Marfat.com

چڑھنا کہ جس سے لوگوں کی بے پردگی ہوتی ہے تو اسے سختی سے منع کیا جائے گا۔اور سزا دی جائے گی اور اگر پھر بھی باز نہ آئے تو حکومت وقت کا فرض ہے کہ کبوتروں کو ذبح کر کے اسے دے دے تا کہ اڑانے کا سلسلہ منقطع ہو جائے۔اسی طرح تاش اور شطرنج کھیلنے کی بھی ممانعت ہے۔

اسی طرح جانوروں مثلاً مرغ، کتے، بٹیر، بھینسے وغیرہ کو لڑانا بھی حرام ہے اور اس میں شرکت کرنا یا تماشا دیکھنا بھی ناجائز ہے۔

پھلوں کا پھول پر ہی بیچ دینا شرعاً حرام ہے۔ایسی بیع درست نہیں ہوتی۔حتیٰ کہ اگر کچے پھل ہوں اور خرید کر پکنے کا انتظار کرے تب بھی ناجائز ہے۔یونہی مچھلی اگر دریا میں ہو یا جو شکار ابھی قبضہ میں نہ آیا ہو اس کی خرید وفروخت بھی جائز نہیں۔لہٰذا تالابوں، جھیلوں کا مچھلیوں کے شکار کے لیے ٹھیکہ دینا جیسا ہمارے ہاں رواج ہے، ناجائز ہے۔ابتدائی ابواب میں حرام مال، کی مذمت پر مشتمل اجمالی بیان آ چکا ہے۔مگر چونکہ چوری، سود، جوئے میں براہ راست مادی منفعت اور دنیاوی عیش وعشرت کے لیے ناجائز مال حاصل کیا جاتا ہے اور حق داروں کو ان کے حق سے محروم کیا جاتا ہے اور بعض اوقات زنا اور قتل ایسے کبیرہ گناہوں میں بھی یہی عنصر کارفرما ہوتا کہ

زن ہے زر ہے اور زمین
جھگڑے کی بنیادیں تین

اس لیے ان گناہوں کے ساتھ ہی مال حرام کی مزید مذمت بھی قرآن وحدیث کی روشنی میں بیان کی جاتی ہے تا کہ مریدین باصفا بالخصوص اور عام مسلمان بالعموم اس سے استفادہ کر سکیں۔

☆☆☆☆☆☆☆

جب تجھ پر بلا نازل ہو تو شکایت لوگوں سے مت کر جو کہنا ہے مجھ ہی سے کہہ میں تیری خطاؤں کی شکایت فرشتوں سے نہیں کرتا۔

اخلاص عمل کو عیبوں سے ایسے جدا کر دیتا ہے جسطرح دودھ گوبر اور خون سے علیحدہ ہوا کرتا ہے۔

بخیل کیلئے ایک درہم خیرات کرنا کئی شب بیداریوں سے بہتر ہے۔

Marfat.com

حلال کی فضیلت اور حرام کی مذمت

اللہ تعالےٰ ارشاد فرماتا ہے۔"کُلُوْا مِنَ الطَّیِّبَاتِ وَاعْمَلُوْا صَالِحًا۔"

اس آیت میں عمل کرنے سے پہلے مال پاکیزہ کھانے کا حکم فرمایا اور بعضوں نے فرمایا کہ اس سے مراد مال حلال ہے۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ تم افضل عبادت سے غافل ہو جس کا نام حرام سے بچنا ہے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اگر تم نماز پڑھتے پڑھتے کمان کی طرح جھک جاؤ اور روزہ رکھتے رکھتے چلہ کی طرح دبلے ہو جاؤ تو اللہ تعالےٰ تمہارے یہ اعمال قبول نہ کرے گا جب تک کہ حرام سے نہ بچو گے۔

نہیں گنجائش مال حرام اسلام کے اندر
گوارا ہو نہیں سکتا یہ کام اسلام کے اندر

ابن مبارک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ شبہ کے ایک درہم کا پھیر دینا میرے نزدیک ایک لاکھ سے چھ لاکھ درہم تک خیرات کرنے سے بہتر ہے۔ سہل تستری فرماتے ہیں کہ جو شخص مال حرام کھاتا ہے۔ اس کے اعضاء خواہ مخواہ نافرمان ہو جاتے ہیں، اس کو خبر ہو یا نہ ہو اور جس کی غذا حلال ہوتی ہے اس کے اعضاء اطاعت کرتے ہیں اور اس کو عبادت کی توفیق ہوتی ہے اور ایک روایت میں ہے کہ توریت میں مذکور ہے کہ جو شخص اس بات کی پرواہ نہیں کرتا کہ میری غذا کہاں سے ہے خدائے تعالےٰ اس بات کی پرواہ نہ کرے گا کہ اسے دوزخ کے کس دروازے سے داخل کرے۔

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کے ارشادات کا مفہوم ہے کہ اگر کوئی شخص کسی ہتھیار یا طاقت کے بل بوتے پر کسی کا مال لیتا ہے تو لینے والے کے لیے حرام ہے۔ اسی طرح جو شخص اپنی عزت کے پامال ہونے کے خوف سے کسی کو دیتا ہے وہ بھی لینے والے کیلئے اسی طرح حرام ہے کیونکہ پہلا شخص اپنا مال اپنی جان کے نقصان کے خوف سے دے رہا اور دوسرا شخص اپنی عزت کی پامالی کے خوف سے دے رہا ہے۔ لہٰذا دونوں طرح سے حاصل کیا ہوا مال رزق حرام ہوگا۔

یہاں ان علماء، مشائخ اور حفاظ قرآن کیلئے درس عبرت ہے جو زبردستی نذرانے لیتے، تحائف وصول کرتے یا اپنے معتقدین سے نقدی وصول کر کے محض ذاتی جائدادیں بناتے ہیں۔ اور اپنی آسائشوں اور نفسانی خواہشات کی تکمیل کیلئے پرایا مال لینا اپنا حق سمجھتے ہیں ایسے ہی لوگوں کے لیے علامہ اقبال نے فرمایا ہے۔

Marfat.com

ہم کو تو میسر نہیں مٹی کا دیا بھی
گھر پیر کا بجلی کے چراغوں سے ہے روشن
نذرانہ نہیں سود ہے پیران حرم کا
ہر خرقہ سالوس کے اندر ہے مہاجن
آئی ہے مسند ارشاد انہیں وراثت میں
زاغوں کے تصرف میں عقابوں کے نشیمن

بلکہ حدتو یہ ہے کہ مریدین کے نذرانوں پر شراب وشباب کی محافل سجا کر علی الاعلان فسق وفجور کا ارتکاب کرتے ہیں۔ایسے نام نہاد پیروں عاملوں اور جادوگر قسم کے لوگوں کی صحبت ومحافل سے بچنا انتہائی ضروری ہے۔ چہ جائیکہ انکو نذرانے اور ہدیے پیش کیے جائیں ان کو دینا بھی حرام اور ایسے نام نہاد پیروں کا نذرانے لینا بھی حرام۔حرام اوراشد حرام ہے۔انہیں خود ہی اپنا طرزعمل بدلنا چاہیے۔اورخوف خدا کو دل میں جگہ دے کرایسی خرافات سے اجتناب کرنا چاہیے ورنہ کل داورمحشر کے حضور کیا جواب دیں گے؟۔

جب سر محشر وہ پوچھیں گے بلا کے سامنے
کیا جواب جرم دو گے تم خدا کے سامنے

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اصحاب کے ساتھ تشریف فرما تھے کہ ایک جوان قوی اور چالاک آدمی کو دیکھا کہ صبح سویرے کچھ کام کرنے لگا۔صحابہ نے کہا، کاش اس کی جوانی اور چالاکی راہ خدا میں صرف ہوتی۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، یہ مت کہو۔اس لیے کہ یہ شخص اگر اپنے نفس کے لیے کام کرتا ہے اس غرض سے کہ اس کو سوال کرنے سے باز رکھے اور لوگوں سے بے پرواہ کردے تو راہ خدا میں ہے۔

لقمان حکیم نے اپنے بیٹے سے کہا کہ بیٹا حلال کمائی سے مفلسی دور کرنا کیونکہ جوفقیر ہو جاتا ہے اس کے اندر تین باتیں پیدا ہوتی ہیں۔اول دین کی نرمی۔دوم ضعف عقل اور تیسرے مروت کا جاتے رہنا اوران تینوں سے بڑھ کر یہ ہے کہ آدمی اس کو حقیر جانتے ہیں۔حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا مجھ کواور کسی جگہ میں اپنا مرنا خوش نہیں آتا بجز اس جگہ کہ میں بازار جاتا ہوں اور اپنے گھر والوں کے لیے خرید وفروخت کرتا ہوں۔حضرت ابوقلابہ رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کو کہا کہ میں تم کو اگر طلب معاش میں مصروف دیکھوں تو میرے نزدیک اس سے اچھا ہے کہ تم کو مسجد کے کونے میں دیکھوں۔

Marfat.com

غلہ مہنگا بیچنے کا سبق آموز واقعہ

غلے کو اس نیت سے روکنا کہ جب مہنگا ہوگا، بیچیں گے ظلم ہے چنانچہ بعض اکابر سلف سے مروی ہے کہ وہ واسط میں تھے وہاں سے انہوں نے ایک کشتی گیہوں کی بصرہ کو بھیجی اور اپنے وکیل کو لکھ دیا کہ جس روز کشتی بصرہ میں داخل ہوا اسی روز غلہ فروخت کر دینا۔ اتفاقاً جب کشتی پہنچی تو نرخ ارزاں تھا۔ سوداگروں نے وکیل سے کہا کہ اگر ایک ہفتہ ٹھہرو تو تم کو کئی گنا فائدہ ملے گا۔ وہ ایک ہفتہ ٹھہر گیا۔ جس سے کئی گنا فائدہ ہوا اور اپنے موکل کو یہ خبر لکھ کر بھیجی۔ مالک غلہ نے اس کے جواب میں لکھ کر بھیجا کہ میاں صاحب ہم نے تھوڑے سے نفع پر قناعت کی تھی کہ ہمارا دین بچا رہے۔ تم نے ہمارے کہنے کے خلاف کیا ہم کو منظور نہیں کہ نفع کئی گنا ملے اور ہمارے دین میں سے اس کے عوض کچھ کم ہو جائے۔ یہ تم نے بڑا قصور کیا اب اس کا تدارک یہ کرو کہ جب میرا خط ملے سب مال کو لے کر بصرہ کے فقیروں پر خیرات کر دو شاید اس تدبیر سے مجھ کو ثواب نہ ہو لیکن غلہ روکنے کے گناہ سے تو بچ جاؤں گا اس لیے کہ

تمہیں اس باب میں ایمان کو محفوظ رکھنا ہے
حصول رزق میں پاکیزگی ملحوظ رکھنا ہے

بعض اکابر فرماتے ہیں کہ ایک کھوٹے روپے کا رائج کرنا سو روپوں کی چوری سے زیادہ سخت ہے۔

حرام چارہ کھانے سے گھوڑا نافرمان

کسی غازی نے اپنا قصہ اس طرح بیان کیا کہ میں نے ایک بار جہاد میں اپنے گھوڑے کو ایک کافر کے پیچھے دوڑایا کہ اس کو قتل کروں مگر گھوڑے نے قصور کیا، میں لوٹ آیا۔ پھر وہ کافر میرے قریب آ گیا میں نے دوبارہ حملہ کیا اس دفعہ بھی گھوڑے نے کوتاہی کی۔ میں نے تیسری بار حملہ کیا، گھوڑا پھر بدک گیا اور کہیں کا کہیں چلا گیا حالانکہ کبھی ایسا نہ ہوا تھا۔ میں معرکہ سے واپس آیا تو مجھ کو نہایت رنج تھا ایک تو کافر ہاتھ سے نکل گیا دوسرا گھوڑے میں جو عادت کبھی نہ دیکھی تھی، وہ ظاہر ہوئی۔ غرض کہ اپنا سامنہ لے کر واپس خیمے میں آیا اور سر خیمے کی لکڑی پر رکھ کر گھوڑے کو کھلا چھوڑ کر لیٹ گیا۔ خواب میں کیا دیکھتا ہوں کہ گھوڑا مجھ سے کہتا ہے میاں صاحب خدا کو یاد کرو تم نے تین بار یہ چاہا کہ مجھ پر سوار ہو کر کافر کو مارو حالانکہ کل جو تم نے میرا چارہ لیا تھا اس میں ایک درہم کھوٹا تھا تو ایسا کبھی نہ ہوگا کہ تم مجھ کو ایسی خوراک کھلا کر مجھ سے اطاعت چاہو۔ اس کے بعد میں جاگا۔ خوف کھایا اور گھاس والے کے پاس جا کر اس درہم کو بدلا۔

Marfat.com

جھوٹ کا بیان

جھوٹ ایسی بری چیز ہے کہ تمام آسمانی مذاہب والوں نے اس کی برائی کی ہے اور اسے حرام قرار دیا ہے۔ اسی طرح اسلام نے بھی اس سے بچنے کی بہت تاکید فرمائی ہے۔ قرآن مجید میں بہت سے مواقع پر اس کی ممانعت آئی ہے بلکہ فرمایا۔

لَعْنَتَ اللّٰہِ عَلَی الْکٰذِبِیْنَ۔

ترجمہ: جھوٹ بولنے والوں پر اللہ کی لعنت ہے۔

اب جس برائی کی وجہ سے انسان اللہ تعالیٰ کی لعنت اور پھٹکار کا مستحق ٹھہرے وہ کتنی بڑی برائی ہوگی۔ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ صدق کو لازم کرلو کیونکہ سچائی نیکی کی طرف لے جاتی ہے اور نیکی جنت کا راستہ دکھاتی ہے۔ آدمی برابر سچ بولتا رہتا ہے اور سچ بولنے کی کوشش کرتا رہتا ہے یہاں تک کہ وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک صدیق لکھ دیا جاتا ہے اور جھوٹ سے بچو کیونکہ جھوٹ فجور کی طرف لے جاتا ہے اور آدمی برابر جھوٹ بولتا رہتا ہے اور جھوٹ بولنے کی کوشش کرتا رہتا ہے۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک کذاب (جھوٹا) لکھ دیا جاتا ہے۔ نیز آپ کا ارشاد ہے، جب بندہ جھوٹ بولتا ہے اس کی بدبو سے فرشتہ ایک میل دور ہو جاتا ہے۔ آپ کا فرمان ہے، جھوٹ سے منہ کالا ہوتا ہے اور چغلی سے قبر کا عذاب ہے۔ ایک اور مقام پر فرمایا، ہلاکت ہے اس کے لیے جو بات کرتا ہے اور لوگوں کو ہنسانے کے لیے جھوٹ بولتا ہے، اس کے لیے ہلاکت ہے۔ اس کے لیے ہلاکت ہے۔ یعنی تین مرتبہ آپ نے فرمایا۔

ترک جھوٹ سے تمام برائیاں ختم

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں ایک شخص حاضر ہوکر مشرف بہ اسلام ہوا۔ آپ نے اسے گناہوں اور برائیوں سے بچنے کی تلقین فرمائی۔ اس نے کہا، یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھ میں کثرت سے برائیاں ہیں اور وہ میری عادت بن چکی ہیں۔ یکدم انہیں چھوڑنا میرے لیے بہت مشکل امر ہے۔ ایک ایک کر کے چھوڑوں گا۔ فی الحال آپ مجھ سے ایک برائی کا وعدہ لے لیں کہ وہ میں نہیں کروں گا۔ آپ نے اسے فرمایا، آج کے بعد تم نے جھوٹ نہیں بولنا۔ اس نے وعدہ کیا اور چلا گیا۔

Marfat.com

جوا کھیلنے کا خیال دل میں آیا تو سوچنے لگا اگر میں نے جوا کھیلا اور پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں گیا اور آپ نے پوچھا کہ آج جوا کھیلا ہے؟ تو اگر جھوٹ بولا تو وعدہ خلافی ہو گی اور اگر سچ بولا تو لوگوں میں جواری مشہور ہو جاؤں گا۔

میں کوئی بات بھی دل سے بنا کر کہہ نہیں سکتا
کہ میرا جھوٹ کوئی دم میں سچا رہ نہیں سکتا

اسی طرح شراب، چوری وغیرہ کے متعلق یہی فکر دامن گیر رہی اور بالآخر سرکار کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ بے کس پناہ میں عرض گزار ہوتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک برائی کیا چھڑائی کہ تمام برائیاں خود بخود ہی ختم ہو گئیں۔ سبحان اللہ

اے مرید قادری! تیرے شیخ کامل حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ نے اپنے زمانہ طفولیت میں ایک سچ بول کر نہ صرف ڈاکوؤں کے ایک گروہ کو توبہ پر مجبور کر دیا بلکہ وہ تمام کے تمام مقبولان بارگاہ الٰہی ہو کر ولایت کے منصب پر فائز ہوئے۔ یہ واقعہ زبان زد خاص و عام ہے۔

ہمارے آقا و مولا حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اعلان نبوت سے قبل بھی صادق اور امین کے القاب سے یاد کئے جاتے تھے اور آپ کے جانی دشمن بھی اس بات کا برملا اعتراف کرتے تھے کہ۔

پیمبر ہادی برحق ہے صادق بھی امیں بھی ہے
ہمیں ہے اعتراف اس کا ہمیں اس کا یقیں بھی ہے

بلکہ جو آپ کی بارگاہ سے فیض یاب ہیں پہلے ابوبکر تھے۔ واقعہ معراج کی تصدیق کے بعد ''صدیق اکبر'' کے مبارک لقب سے پہچانے جاتے ہیں اور ساری عمر بلکہ دور جہالت میں بھی جھوٹ میں ملوث نہیں ہوئے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَالَّذِیْ جَآءَ بِالصِّدْقِ وَ صَدَّقَ بِهٖٓ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُتَّقُوْنَ

''جس کے پاس سچائی ہے اور جس نے تصدیق کی وہ متقی ہے۔''

اسلام بھی سچائی ہے اور اس کے ماننے والے بھی یقیناً سچے ہیں۔ اس لیے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک مومن میں تمام صفتیں ہو سکتی ہیں مگر خیانت اور جھوٹ۔ یعنی یہ دونوں چیزیں ایمان کے خلاف ہیں۔ مومن کو ان سے دور رہنے کی بہت زیادہ ضرورت ہے۔

Marfat.com

اپریل فول

غیر قوموں کے تہوار ہم میں بکثرت رواج پا رہے ہیں جس میں ''اپریل فول'' بھی ہے۔ یکم اپریل کو پوری قوم بڑے سے بڑا جھوٹ بولے تو اس کو مذاق سمجھا جاتا ہے جو صریحاً اللہ جل جلالہٗ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام کا مذاق ہے۔

اس کے کئی نقصانات مشاہدے میں ہیں۔ جن سے ہر ذی شعور آگاہ ہے۔ نیز گھر میں ٹیلیفون پر اکثر جھوٹ بولے جاتے ہیں۔ جس شخص سے بات نہ کرنا ہو کہہ دیتے ہیں گھر میں نہیں ہے۔ یہ بھی جھوٹ ہے۔ سرکاری ملازمین جعلی میڈیکل سٹرفکیٹ بنوا کر چھٹی لیتے ہیں جب کہ بیمار نہیں ہوتے تو سٹرفکیٹ بنوانے والا بھی اور بنانے والا بھی دونوں گنہگار ہیں مگر اس کا احساس ہی نہیں ہوتا شاید جھوٹ بولنے کی عادت اتنی پختہ ہو چکی ہے کہ یہ گناہ معلوم ہی نہیں ہوتا۔ حالانکہ بوقت حاجت توریہ سے کام لیا جا سکتا ہے۔

توریہ کا بیان

ایسے الفاظ بولنا جس کے ظاہری معنی غلط ہوں اور بولنے والے نے اس سے دوسرے معنی مراد لیے ہوں، جو صحیح ہوں۔ ایسا کرنا بلا حاجت منع ہے مگر بوقت حاجت وضرورت جائز ہے۔ مثلاً ایک مقروض صحابی کے گھر جب قرض خواہ آتا تو اس کی بیوی کہتی کہ مسجد نبوی میں تلاش کرو۔ یعنی گھر ہونے کی نفی بھی نہیں کی اور اس طرح ان کا مقصد بھی حل ہو گیا کہ قرض خواہ کے سامنے جھوٹ سے بچ گئیں۔

اس طرح ایک مرتبہ ایک بوڑھی عورت کے متعلق حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی بڑھیا جنت میں نہیں جائے گی۔ وہ پریشان ہوگئی تو آپ نے فرمایا فکر نہ کرو جنت میں سب عورتیں جوان ہوں گی۔

ان مثالوں کے بیان سے مقصد یہ ہے کہ جہاں شدید ضرورت ہو وہاں ''توریہ'' سے کام لیا جا سکتا ہے مگر جھوٹ سے بچنا ہر حال میں ضروری ہے۔

جھوٹ کے ساتھ ساتھ زبان کی دوسری آفتوں مثلاً غیبت چغلی اور گالی گلوچ وغیرہ سے بھی بچنا چاہیے۔

Marfat.com

گالی گلوچ، چغلی اور غیبت کی ممانعت

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص میرے لیے اس چیز کا ضامن ہو جائے جو اس کے جبڑوں کے درمیان یعنی زبان کا اور اس کا جو اس کی دونوں رانوں کے درمیان ہے یعنی شرمگاہ کا، میں اس کے لیے جنت کا ضامن ہوں۔ یعنی زبان اور شرمگاہ کو ممنوعات سے بچانے پر جنت کا وعدہ ہے۔

نیز آپ کا ارشاد ہے۔ ''خاموشی پر قائم رہنا ساٹھ برس کی عبادت سے افضل ہے۔''

حضرت عبداللہ ثقفی نے عرض کی، یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے لیے کس چیز کے ضرر کا زیادہ اندیشہ ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زبان مبارک پکڑ کر فرمایا۔ ''یہ ہے۔''

روایت ہے کہ فرمایا، اپنی ماں کو گالی نہ دو۔ عرض کی گئی، آقا ایسا کم بخت کون ہے جو اپنی ماں کو گالی دے گا۔ فرمایا، جب تم کسی کو ماں کی گالی دو اور وہ جواباً تمہیں ماں کی گالی دے تو وہ ایسے ہی ہے جیسے تم نے اپنی ماں کو خود گالی دی ہے۔ فرمایا، مومن گالی دینے والا نہیں ہو سکتا۔

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، میں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ جنت میں چغل خور داخل نہیں ہوگا۔

لہٰذا گالی گلوچ اور چغل خوری سے پرہیز کرنا چاہیے۔ بلکہ فضول گوئی کو معیوب سمجھا جاتا ہے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شہید کا جنازہ پڑھا۔ ایک آدمی نے ازراہ استحسان کہا کہ اے شہید تجھے جنت مبارک ہو۔ آپ نے فرمایا، ایسا نہ کہہ کیا معلوم کہ یہ شخص فضول گوئی کرنے والا ہو۔ گویا فضول گوئی شہادت اور جنت کے درمیان آڑ بن سکتی ہے تو پھر گالی گلوچ اور چغلی کس درجہ قابل مذمت ہوگی۔ اور اس سے بڑھ کر غیبت ہے۔ یعنی کسی شخص کے پوشیدہ عیب کو (جس کو وہ دوسروں کے سامنے ظاہر ہونا پسند نہ کرتا ہو) اس کی برائی کرنے کے طور پر ذکر کرنا اور اگر اس میں وہ بات ہی نہ ہو تو یہ غیبت نہیں بہتان ہے۔ اور بہتان کی سزا اسی درے ہے۔

قرآن مجید میں اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ ''تم آپس میں ایک دوسرے کی غیبت نہ کیا کرو۔ کیا تم میں کوئی اس بات کو پسند کرتا ہے کہ وہ اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھائے۔ اس کو تو تم برا سمجھتے ہو۔''

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، غیبت زنا سے بھی زیادہ سخت چیز ہے۔ لوگوں نے عرض

Marfat.com

کی، یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! غیبت زنا سے زیادہ سخت کیونکر ہے؟ فرمایا کہ مرد زنا کرتا ہے پھر توبہ کرلیتا ہے اللہ تعالےٰ اس کی توبہ قبول فرمالیتا ہے اور غیبت کرنے والے کی مغفرت نہ ہوگی جب تک وہ معاف نہ کرے جس کی غیبت کی ہے۔

اس سے معلوم ہوا کہ غیبت بہت بڑا جرم ہے۔ اس سے ہر حال میں بچنا چاہیے بلکہ بعض روایتوں میں یہ بھی ہے کہ غیبت کرنے والے کی نیکیاں جس کی غیبت ہو رہی ہو اس کے نامہ اعمال میں درج کر دی جاتی ہیں۔ آج کل یہ برائی عام ہے جس کی وجہ سے ایک گھر سے لے کر پوری ملت اسلامیہ اختلاف و انتشار کا شکار ہے یعنی اکثر جھگڑے اور فسادات میں غیبت ہی کا عمل دخل ہوتا ہے۔

البتہ فاسق و فاجر کی برائی بیان کرنا کہ لوگ اس سے بچیں یا اظہار افسوس کے ساتھ بیان کی ہوئی بات غیبت کے زمرے میں شمار نہیں ہوگی۔ مزید تفصیل کے لیے فقہ کی کتب کی طرف رجوع کریں۔

فرمایا اللہ جل شانہ نے ''خرابی ہے اس کے لیے جو لوگوں کے منہ پر عیب کرے پیٹھ پیچھے برائی کرے۔''

چغل خور سے کنارہ کرنا چاہیے کیونکہ اگر بالفرض اس کا قول صحیح ہے تب بھی کمینگی سے خالی نہیں کہ اس نے حرمت کی حفاظت نہ کی اور عیب پوشی کا کاربند نہ رہا۔

حدیث نبوی ہے۔ ''یعنی چغل خور حلال زادہ نہیں ہوتا۔''

اسی طرح دورخی بات کی بھی ممانعت ہے۔ حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ جو شخص دنیا میں دورویہ ہوا قیامت کے دن اس کے لیے دو زبانیں آگ کی ہوں گی۔'' اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث مروی ہے کہ'' آپ نے فرمایا قیامت کے روز اللہ کے بندوں میں سے بہت دورویہ آدمی پاؤ گے جو ان سے کچھ کہتا تھا اور ان سے کچھ۔'' گویا ان کی حالت یہ ہے کہ۔

ہر عہد کے یزید کے ساتھی رہے ہیں ہم
اور نام بھی ادب سے لیا ہے حسین کا

بے جا تعریف بھی بعض موقعوں پر ممنوع ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کو دوسرے کی تعریف کرتے سنا۔ آپ نے تعریف کرنے والے سے پوچھا کہ تو نے اس کے ساتھ سفر کیا ہے یا کبھی بیع و شراء کا معاملہ کیا ہے یا اس کا ہمسایہ ہے کہ صبح و شام اس کے پاس رہتا ہے۔

Marfat.com

اس نے عرض کیا کہ ان باتوں میں سے کوئی نہیں۔ آپ نے فرمایا، تو پھر اس کی تعریف مت کر۔

بے جا غصہ کی ممانعت

جاننا چاہیے کہ غضب کو غصہ کہتے ہیں وہ آگ کا ایک شعلہ ہے۔ جس کی صفت یہ آیت ہے۔ ''آگ ہے اللہ کی وہ جھانک لیتی ہے دل۔'' اور جیسے آگ راکھ میں چھپی رہتی ہے اسی طرح غصہ کی آگ دل کی تہوں میں مخفی رہتی ہے اور جس طرح چقماق لگتے ہی آگ ظاہر ہو جاتی ہے اسی طرح یہ آگ بھی کبر کی ادنیٰ چوٹ سے دل میں چھپی ہوئی ظاہر ہو جاتی ہے اور ارباب مکاشفہ کو نور یقین سے یہ بات دریافت ہوئی ہے کہ آدمی میں ایک رگ شیطان کی مشابہت کی پائی جاتی ہے پس جو غصہ کی آگ سے جل اٹھتا ہے اور حق سے دور ہو جاتا ہے وہ اپنا نسب اور قرابت کا رشتہ شیطان کی طرف پکا کرتا ہے اس لیے کہ اس نے یہی کہا تھا کہ مجھ کو تو نے بنایا آگ سے اور اس یعنی آدم کو بنایا مٹی سے۔''

حضرت ابو درداء فرماتے ہیں کہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مبارک میں عرض کیا کہ مجھ کو کوئی ایسا عمل بتلائیے جس سے جنت میں جاؤں۔ آپ نے فرمایا کہ غصہ نہ کرو۔ حضرت حسن فرماتے ہیں کہ ابن آدم تو غصہ میں اتنا اچھلتا ہے کہ یہ ڈر ہو سکتا ہے کہ شاید اب کی اچھال میں دوزخ میں جا پڑے۔ جب غصہ کی آگ بھڑک اٹھتی ہے تو غصہ والے کو پھونک دیتی ہے اور نصیحت سے بہرہ کر دیتی ہے بلکہ نصیحت سے اور زیادہ غصہ ہوتا ہے اور اپنی عقل ونفس سے کچھ استفادہ کر لے۔ یہ بھی نہیں ہو سکتا اس لیے کہ نور عقل گل ہو جاتا ہے اور غصہ کے دھوئیں سے ایسا دھندلا ہو جاتا ہے کہ کام کا نہیں رہتا اس لیے کہ آدمی دماغ سے فکر کیا کرتا ہے مگر جب غصہ کے مارے دل میں خون جوش مارتا ہے تو اس سے ایک کالا دھواں دماغ کی طرف چڑھ کر فکر کی جگہ پھیل جاتا ہے بلکہ بعض اوقات غصہ کی آگ ایسی تیز ہوتی ہے کہ اس سے وہ رطوبت جس سے کہ دل کی زندگی ہے فنا ہو جاتی ہے اور آدمی ہلاک ہو جاتا ہے۔

جوش کے وقت غصہ کا علاج

اول یہ جو اخبار کہ غصہ کے پینے اور عفو وحلم کی فضیلت میں وارد ہیں ان کو سوچے اور ان کے ثواب کی رغبت کرے۔ پس کیا عجب ہے کہ ثواب کی حرص سے جوش جاتا رہے اور انتقام سے درگزر کر لے۔ دوسرے یہ کہ اپنے نفس کو عذاب الٰہی سے ڈرائے اور یوں کہ جتنی میری قوت اس شخص پر ہے اس سے زیادہ زور خدا کا مجھ پر ہے اگر میں نے آج اس پر غصہ چلا لیا کل قیامت کو خدا

Marfat.com

کے غضب سے مجھے کون بچائے۔دوسرے کو معاف کرنے سے شاید نجات مل جائے۔

تیسرے یہ کہ غصہ کے وقت دوسرے لوگوں کی جیسی صورت بری بن جاتی ہے اپنی صورت کو غصہ میں بھی ویسا ہی خیال کرے اور تصور کرے کہ خود غصہ ایسی بلا ہے کہ جس کو آتا ہے اس کی شکل باؤلے کتے یا درندے جیسی ہو جاتی ہے اور اس کے برخلاف حلیم اور صاحب وقار و تارک غضب کی صورت انبیاء اور اولیاء اور حکماء جیسی ہوتی ہے۔اب جیسی چاہے صورت اختیار کرلے خواہ کتوں اور درندوں اور کمینوں کی شکل اختیار کرے یا علماء و انبیاء جیسی۔اگر ذرہ بھی عقل ہوگی تو اچھے ہی لوگوں کی عادت واقتدا کو دستور العمل ٹھہرائے گا۔جس سبب سے انتقام لیا جاتا ہے اور غصہ کو پی نہیں سکتا اس میں فکر کرے کہ وہ کیا وجہ ہے؟

غصہ کے وقت اعوذ بالله من الشیطن الرجیم کہنے کا حدیث میں حکم ہے۔اگر اس زبانی قول سے غصہ نہ جائے تو اگر کھڑا ہو بیٹھ جائے اور بیٹھا ہو تو لیٹ جائے۔یعنی اپنے آپ کو زمین کی خاک سے قریب کردے۔اس عمل سے اپنے نفس کی خاکساری سمجھ میں آجائے گی۔اگر اس سے بھی غصہ نہ جائے تو ٹھنڈے پانی سے وضو کرے یا نہا ڈالے کیونکہ آگ بغیر پانی کے نہیں بجھ سکتی۔

☆☆☆☆☆☆☆

انسان اگر آتش دوزخ سے اتنا ڈرتا جتنا افلاس سے ڈرتا ہے۔تو جنت میں داخل ہو جاتا۔

دنیاداروں کے مال کی طرف مت دیکھو کہ ان کے مال کی چمک تمہارے ایمان کے نور کو کھودے گی۔

خواہشات نفسانی سب سے بڑا معبود ہے جو دنیا میں پوجا جاتا ہے۔

شہوات اور مال کا جمع کرنے والا ریشم کا کیڑا ہے جو اپنے گرد بن کہ خود مر جاتا ہے۔

Marfat.com

معاشرتی رسم ورواج

ہمارے معاشرے میں بہت ساری ایسی رسومات پیدا ہوگئی ہیں جن کا شریعت کے ساتھ کوئی تعلق نہیں۔ حتیٰ کہ بعض شرعی اور جائز امور میں بھی جھوٹی نمود ونمائش اور دکھاوے کے لیے ناجائز اور گناہ کے کاموں کو داخل کر دیا گیا ہے جس سے نہ صرف اللہ تعالےٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ناراضگی مول لی جاتی ہے بلکہ اس میں معاشرتی طور پر بھی بہت سے بگاڑ پیدا ہو جاتے ہیں۔

ہمارے پیارے آقا و مولےٰ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک غزوہ سے واپسی پر ارشاد فرمایا، ہم جہاد اصغر سے جہاد اکبر کی طرف لوٹتے ہیں۔ صحابہ نے عرض کی، یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا میدان جنگ میں دشمن کے ساتھ لڑنا جہاد اصغر ہے۔ فرمایا، ہاں دشمن کے ساتھ میدان میں لڑنا چھوٹا جہاد ہے اور اپنے نفس کے ساتھ جہاد کرنا بڑا جہاد ہے۔ اور اس بات میں کسی شک یا شبہ کی گنجائش نہیں کہ اس جہاد میں مرد مسلماں ہر لحہ مصروف رہتا ہے۔

مرید صادق کے لیے ضروری ہے وہ زندگی کے ہر میدان میں شرعی احکام کو ملحوظ خاطر رکھے۔ آج کے پرفتن دور میں ایسے ایسے رسم ورواج ہمارے معاشرے میں پنپ رہے ہیں کہ شریف آدمی کے لیے سکون سے زندگی گزارنا ایک بہت بڑا امتحان اور آزمائش بن چکی ہے۔ ہر مسلمان کو اپنی تمام افکار ایک ہی فکر کے تحت کر دینی چاہئیں کہ۔

جو جان مانگو تو جان دے دیں جو مال مانگو تو مال دے دیں
مگر یہ ہم سے نہ ہو سکے گا نبی کا جاہ و جلال دے دیں

لہٰذا پیدائش سے لے کر موت تک ہر حال میں اللہ تعالےٰ جل جلالہٗ اور اس کے محبوب حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام کو پیش نظر رکھ کر جہاد اکبر کر۔ معاشرے میں مروجہ غیر شرعی رسومات سے واقفیت حاصل کر، پھر خود ان سے اجتناب کر اور دوسروں کو بھی تلقین کر کہ اس ضمن میں اللہ تعالےٰ کی رسی کو مضبوطی سے پکڑلیں تا کہ گمراہی سے بچیں۔ نام ونمود اور عزت وناموس جو شریعت کو چھوڑ کر حاصل کی جائے وہ فقط خود فریبی اور دھوکہ ہے۔ یہاں چند اسلامی آداب زندگی تحریر کیے جاتے ہیں جن پر عمل بہت ضروری ہے۔

Marfat.com

اولاد کے حقوق والدین پر

بچہ کی پیدائش کے موقع پر لڑکا پیدا ہو تو عام طور پر زیادہ خوشی کی جاتی ہے اور اگر لڑکی پیدا ہو تو رنج و غم ہی کی کیفیت نہیں بلکہ بعض لوگوں کو سوگ پڑ جاتا ہے۔ جبکہ یہ کفار کا طریقہ ہے۔ مومن کے لیے اس سے بڑی خوش نصیبی کیا ہوگی کہ اس کے پیارے آقا و مولےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے دولت خانہ میں پہلے لڑکی پیدا ہوئی تو گویا اللہ تعالےٰ نے اسے بلا طلب سنت نبوی عطا فرما دی لہٰذا اس پر زیادہ مسرت ہونی چاہیے۔

بچہ پیدا ہوتے ہی غسل دیا جائے، ناڑو کاٹا جائے اور فوراً اس کے دائیں کان میں اذان اور بائیں میں تکبیر کہی جائے۔ صالح اور پرہیز گار آدمی سے کھجور یا خرمہ چبوا کر اس کے حلق میں ڈالا جائے۔ اگر ممکن ہو تو اس خوشی میں محفل میلاد کا انعقاد کیا جائے۔ جبکہ دیگر رسومات مثلاً گانا بجانا، رشتہ داروں کو نام و نمود کے لیے قیمتی تحائف وغیرہ دینا اور دلہن کے میکے والوں سے زبردستی کپڑے وغیرہ لینا اور اس سے بڑھ کر زنانے (ہیجڑے) اور ڈوم میراثی اور رنڈیاں وغیرہ کا ناچ گانا اور ان پر نوٹ نچھاور کرنا حرام و ممنوع ہے۔

اور حد تو یہ ہے کہ ان ناچ گانے والوں کو نہ دینے والے کو بے عزت کیا جاتا ہے۔ حالانکہ ایسے لوگ صرف مسلمانوں میں ہیں۔ سکھ، عیسائی یا ہندو وغیرہ دیگر اقوام میں ایسے لوگوں کا وجود نہیں۔ اور اس کی وجہ شاید یہ ہے کہ مسلمانوں میں ایسی خرافات غلط رسومات پھیلانے والوں کو خاطر خواہ معاوضہ مل جاتا ہے اور بجائے انہیں روکنے کے الٹا ان کی حوصلہ افزائی کی جاتی ہے۔ لہٰذا ان غیر شرعی رسومات کو اپنے گھروں سے نکال دینا ضروری ہے۔

بعض جگہوں پر عقیقہ اور ختنہ کی رسم پر بے جا خرچ کیا جاتا ہے۔ یہ دونوں امور سنت ہیں۔ بچہ کی پیدائش کے ساتویں، چودہویں یا اکیسویں روز عقیقہ ہو۔ لڑکے کی طرف سے دو بکرے ایک سال کے اور لڑکی کی طرف سے ایک بکرا یا بکری ایک سال کی ذبح کی جائے۔ گوشت کے تین حصے کر کے ایک حصہ فقراء کو خیرات کر دیا جائے۔ دوسرا اہل قرابت میں تقسیم ہو، تیسرا حصہ گھر میں کھایا جائے۔ بچے کے بال منڈوا کر اس کے ہم وزن چاندی خیرات کر دی جائے۔ عقیقہ کے جانور کا گوشت پکا کر دعوت بھی کی جا سکتی ہے اور امیر غریب سب اس کو کھا سکتے ہیں۔ اگر قربانی کے وقت مثلاً گائے کی قربانی میں دو حصے لڑکے کی طرف سے اور ایک حصہ لڑکی کی طرف سے عقیقہ کی نیت سے ڈال دیا جائے تو یہ بھی جائز ہے۔

Marfat.com

بچوں کا نام رکھنا

حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کے دن تم کو تمہارے نام اور باپوں کے نام سے بلایا جائے گا لہٰذا اچھے نام رکھو۔ عبداللہ اور عبدالرحمٰن اللہ تعالےٰ کے نزدیک پسندیدہ نام ہیں۔

آپ کا ارشاد ہے جس کے گھر لڑکا پیدا ہوا اور وہ میری محبت اور میرے نام سے برکت حاصل کرنے کی غرض سے اس کا نام محمد رکھے وہ اور اس کا لڑکا دونوں جنت میں جائیں گے۔ نیز آپ فرماتے ہیں تم میں کسی کا کیا نقصان ہے کہ اگر اس کے گھر میں ایک محمد یا دو محمد یا تین محمد ہوں۔

بچہ زندہ پیدا ہو جائے تو اس کا نام ضرور رکھا جائے چاہے اس نے دنیا میں ایک سانس ہی کیوں نہ لیا ہو اور اس کا جنازہ بھی پڑھا جائے گا۔

علی المرتضیٰ اور صحابہ کی محبت

حدیث شریف میں ہے۔ سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ کی پیدائش پر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کے گھر تشریف لے گئے اور ارشاد فرمایا مجھے میرا بیٹا دکھاؤ، تم نے اس کا کیا نام رکھا ہے؟ مولا علی رضی اللہ عنہ نے عرض کی ''حرب'' فرمایا نہیں بلکہ وہ حسن (رضی اللہ عنہ) ہے۔ پھر آپ امام حسین رضی اللہ عنہ کی ولادت پر تشریف لے گئے۔ پھر پوچھا کیا نام رکھا؟ عرض کی ''حرب'' فرمایا نہیں بلکہ وہ ''حسین'' (رضی اللہ عنہ) ہے۔ پھر امام محسن رضی اللہ عنہ کی ولادت پر بجائے ''حرب'' آپ نے فرمایا، وہ محسن ہے۔ پھر فرمایا میں نے اپنے ان بیٹوں کے نام حضرت داؤد علیہ السلام کے بیٹوں کے نام پر رکھے۔ شبر، شبیر اور مبشر۔ حسن، حسین اور محسن۔ ان سے ہم وزن وہم معنی ہیں۔ اس سے مولیٰ علی کرم اللہ تعالےٰ وجہہ الکریم کو تنبیہ ہوئی کہ اولاد کے نام اخیار کے ناموں پر رکھنا چاہیے۔ لہٰذا ان کے بعد اپنے صاحبزادوں کے نام ابوبکر، عمر، عثمان، عباس وغیرہ رکھے۔

اس روایت سے اولاً تو حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ اور خلفاء ثلاثہ یعنی ابوبکر وعمر اور عثمان رضی اللہ عنہم کی باہمی محبت جھلکتی ہے اور ثانیاً یہ کہ اپنے بچوں کے نام انبیاً وصلحاً امت کے ناموں پر رکھنا باعث برکت ہے۔ لہٰذا اللہ تعالےٰ اور حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے صفاتی نام کے علاوہ انبیاً عظام، صحابہ کرام اور صلحائے امت کے ناموں پر نام رکھنا سعادت ہے۔ اور اسی طرح بچیوں کے نام بھی اہل بیت وصحابیات وازواج مطہرات کے نام پر رکھنے چاہئیں اور جب ایسے نام رکھے جائیں تو پھر انہیں بگاڑ کر پکارنا بھی ناجائز ہے۔ مثلاً کئی لوگ بجائے محمد کے نعوذ باللہ مہنا، مند، مم

Marfat.com

وغیرہ کہہ دیتے ہیں یہ سخت گناہ ہے۔

بعض جگہوں پر غفور الدین یا غفور احمد وغیرہ نام رکھا جاتا ہے، یہ منع ہے کیونکہ غفور کا معنی مٹانے والا ہوتا ہے تو معنی یہ ہوا دین کو مٹانے والا نعوذ باللہ۔ اور اس طرح حروف مقطعات کے حوالہ سے کئی لوگ یٰسین یا طٰہٰ نام رکھتے ہیں اس کی بھی ممانعت ہے۔ نیز ایسے نام جو شرعاً جائز نہیں اگر بوجوہ رکھ چکے ہوں تو ان کو بدل لینا ضروری ہے۔

بعض گھروں میں بچے کے پیدا ہوتے ہی اس کے پاس اونچی آواز میں ٹیپ ریکارڈر لگا دی جاتی ہے کہ بچے کے کان میں کسی عورت کی آواز نہ پڑے، یہ انتہائی بیہودہ رسم ہے۔ اگر نعت خوانی یا تلاوت ہو تو اس میں مضائقہ نہیں مگر عورت کی آواز کی بجائے کسی گویے کی آواز مسلسل پہنچانا انتہائی قبیح رسم ہے۔ اس کو ختم کرنا چاہیے۔

بچہ کا نفقہ اور حاجت کے سب سامان مہیا کرنا واجب ہے۔ بچہ کو پاک کمائی سے پاک روزی دے۔ ناپاک مال سے بری عادتیں پیدا ہوتی ہیں۔ کھانے کے معاملہ میں بچوں کی خوشی کو اپنی خوشی پر ترجیح دے۔ ان کے ساتھ مہر ولطف کا برتاؤ رکھے اور ان کا دل بہلائے۔ نیا میوہ یا نیا پھل آئے تو پہلے انہیں دے۔ کھیلنے کی جائز چیزیں مہیا کرے۔ بہلانے کے لیے جھوٹ نہ بولے اور نہ ہی جھوٹا وعدہ کرے۔ چند بچے ہوں تو جو چیز دے سب کو یکساں دے۔ ایک کو دوسرے پر ترجیح نہ دے البتہ دینی فضیلت کے سبب ترجیح دے سکتا ہے۔

اولاد کے مابین عدل وانصاف کا معاملہ ایسا نازک مسئلہ ہے کہ اس میں افراط وتفریط بعض اوقات خاندانوں میں قتل وغارت کا سبب بن جاتی ہے اور جھگڑا وفساد تو گویا روزمرہ کا معمول بن جاتا ہے لہٰذا بچے زیادہ ہوں تو ان کے درمیان ہمیشہ عدل وانصاف کیا جائے۔ اکثر گھروں میں ایسا ہوتا ہے کہ مثلاً

۱۔ کسی بچے سے پیار زیادہ ہونے کی وجہ سے

۲۔ کسی کی زبان درازی یا شوروغل کی عادت ہونے کی وجہ سے

۳۔ کسی کے سسرال کے اثر ورسوخ کی وجہ سے

۴۔ کسی کے خدمت زیادہ کرنے کی وجہ سے

والدین انصاف کا دامن ہاتھ سے چھوڑ بیٹھتے ہیں جو صدہا خرابیوں کا موجب ہوتا ہے۔

Marfat.com

اُلو اور طوطے کی حکایت

مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ کی ایک حکایت بطور عبرت یہاں بیان کی جاتی ہے۔

فرماتے ہیں...... ایک طوطا اور طوطی سفر کرتے کرتے کسی جنگل میں پہنچے جہاں الو بول رہا تھا۔ آپس میں کہنے لگے کہ داناؤں نے سچ کہا ہے جہاں الو بول رہا ہو وہاں اجاڑ ہوتی ہے۔ الو نے یہ بات سن لی اور ان دونوں کو دعوت دی کہ آج رات آپ میرے مہمان بنیں۔ چنانچہ طوطا اور طوطی الو کے پاس رات ٹھہر گئے۔ صبح جب وہ جانے لگے تو الو نے کہا کہ یہ طوطی میری ہے، تو اس کو نہیں لے جا سکتا۔ طوطے نے شور مچانا شروع کر دیا۔ شور سن کر پرندے وہاں اکٹھے ہو گئے۔ طوطے نے ان پرندوں سے کہا کہ تم بتاؤ یہ طوطی کس کی ہے؟ سب نے بیک زبان کہا کہ یہ طوطی الو کی ہے۔ طوطا بڑا پریشان ہوا، نیچے دیکھا تو ایک آدمی جا رہا تھا۔ طوطے نے الو سے کہا کہ اس آدمی سے انصاف کروا لیں چنانچہ جب طوطے اور اُلو نے اپنا اپنا موقف پیش کیا تو اس آدمی نے بھی فیصلہ الو کے حق میں دے دیا۔ اب طوطا بیچارہ انتہائی پریشان اور مایوس ہو کر وہاں سے اڑ کر جانے لگا تو الو نے آواز دی اور کہا۔ رات کو آپس میں تم گفتگو کر رہے تھے کہ جہاں الو بولیں وہاں اجاڑ اور بربادی ہوتی ہے۔ یاد رکھو، جہاں الو بولیں وہاں اجاڑ نہیں ہوا کرتی جہاں بے انصافی ہو وہاں اجاڑ اور بربادی ہوتی ہے۔

عدالت منہ چھپا لیتی ہے محرومی کے پردے میں
شرافت دفن ہو جاتی ہے مظلومی کے پردے میں

سفر سے واپس آئے تو بچوں کے لیے کچھ نہ کچھ تحفہ ضرور لائے۔ بیمار ہوں تو علاج کروائے۔ زبان کھلتے ہی اللہ اللہ...... پھر لا الہ الا اللہ...... پھر پورا کلمہ سکھائے۔ جب تمیز آئے تو ادب سکھائے، کھانے پینے، ہنسنے بولنے، اٹھنے بیٹھنے، چلنے پھرنے۔ بزرگوں کی تعظیم اور ماں باپ کا احترام وغیرہ سکھائے۔

استاد متقی صحیح العقیدہ سن رسیدہ کے سپرد کرے اور بیٹی کو پارسا عورت سے پڑھوائے۔ ختم قرآن کے بعد ہمیشہ تلاوت کی تاکید کرے۔ اسلامی عقائد اور سنت نبوی سکھائے کہ اس وقت کا بتایا ہوا پتھر کی لکیر ہے۔ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت و تعظیم، آپ کی آل واصحاب و اولیاء وعلماء کی توقیر وعظمت کی تعلیم دے۔ سات برس کی عمر سے نماز کی زبانی تاکید کرے، دس سال کا ہو جائے تو سختی سے نماز پڑھوائے۔ علم دین بالخصوص وضو، غسل، نماز و روزہ کے مسائل، توکل و

Marfat.com

قناعت، صبر، زہد، اخلاص، صدق، حیا وغیرہا خوبیوں کے فضائل اور حرص وطمع، حب دنیا، ریا، تکبر، جھوٹ، ظلم، غیبت، فحش، حسد، کینہ وغیرہا برائیوں کے نقصانات سے آگاہ کرے۔

پڑھانے سکھانے میں نرمی کو ملحوظ رکھے۔ تعلیمی زمانہ میں کھیلنے کا موقع دے مگر بیہودہ کھیلوں مثلاً تاش، بلیرڈ وغیرہ سے بچائے۔ بری صحبت میں نہ جانے دے کہ برا دوست سانپ سے زیادہ نقصان پہنچاتا ہے کہ سانپ فقط جان لیتا ہے جبکہ برا دوست بعض اوقات جان اور ایمان بھی ضائع کر دیتا ہے۔

فسقیہ غزلیات اور عشقیہ ناول وغیرہ نہ پڑھنے دے۔ بلکہ بچیوں کو سورۃ نور اور بچوں کو سورۃ مائدہ کی تعلیم بالخصوص دی جائے۔ بیٹیوں سے زیادہ دلجوئی کرے اور کوئی تحفہ یا پھل وغیرہ پہلے بیٹیوں کو دے بعد میں بیٹوں کو دے۔

بچوں کی پرورش اسلامی طریقہ کے مطابق ہونی چاہیے۔ دو سال سے زیادہ دودھ نہ پلانا چاہیے۔ انہیں اللہ کا نام سکھاؤ، کلمہ شریف اور دیگر ایسے اذکار سکھانا چاہئیں۔ قران پاک کی تعلیم کے لیے کسی اچھے اور متقی قاری کا انتظام کرنا چاہیے۔ اس کے سامنے ایسی حرکت نہیں کرنی چاہیے جس سے بچے کے اخلاق خراب ہوں کیونکہ بچوں میں نقل کی عادت زیادہ ہوتی ہے، ان کے سامنے نماز پڑھو، قرآن پاک کی تلاوت کرو اور اپنے ساتھ مسجد لے جاؤ۔ اولیاء اللہ کی کرامات اور صلحائے امت کے قصے کہانیاں سناؤ جو سبق آموز ہوں۔ اور ایک بچے کو حافظ قرآن اور عالم بناؤ جس کے لیے بشارت ہے کہ ایک حافظ اپنی تین پشتوں اور عالم اپنی سات پشتوں کو بخشوا لے گا۔

اگر جدید تعلیم دلوانے کا شوق ہو تو اس میں کوئی قباحت نہیں مگر بچہ مسلمان ہونا چاہیے۔ بقول اکبر الہ آبادی:

تم شوق سے کالج میں پڑھو پارک میں پھولو
جائز ہے جہازوں میں اڑو چرخ پہ جھولو
مگر اک قول بندہ مسکیں کا رکھو یاد
اللہ کو اور اپنی حقیقت کو نہ بھولو

آج کل ہمارے گھروں میں ڈش، کیبل ایسی حیا سوز اور ایمان واخلاق سے محروم کرنے والی وبائیں عام ہو چکی ہیں۔ جو بچپن ہی سے بچے کو گمراہی اور بے راہروی کا شکار کر دیتی ہیں۔

کیبل کی بے شرمی سے معاشرے میں ایسی ایسی برائیاں جنم لے رہی ہیں کہ جن کو سن کر انسانیت کانپ جاتی ہے۔ ضمیر کو مردہ اور روح کو گندہ کرنے میں جو کردار کیبل نے ادا کیا ہے وہ

Marfat.com

سب پر عیاں ہے مگر اس کے باوجود ہم گونگے، بہرے اور اندھے ہو کر اس برائی کو سینے سے لگائے بیٹھے ہیں۔ اگر ہم نے اس کا سدباب نہ کیا تو پھر وہ وقت دور نہیں کہ

تمہاری داستاں تک بھی نہ ہو گی داستانوں میں

جب لڑکا یا لڑکی کی عمر دس سال ہو جائے تو ان کو الگ الگ سلانا چاہیے۔ حتیٰ کہ والد والدہ بھائی کے ساتھ بھی سونے کی ممانعت ہے اور اسی طرح ہم عمر لڑکے کے ساتھ بھی سونے نہ دیا جائے۔

بچہ بالغ ہو جائے تو اس کی شادی میں جلدی کرنی چاہیے۔ لڑکی کے لیے لڑکا اور لڑکے کے لیے لڑکی ایسی تلاش کی جائے جو شریف اور دیندار ہو۔ لڑکے کی مرضی کے بغیر ہرگز شادی نہیں کرنی چاہیے۔ اسی طرح لڑکی یا اس کی ماں کی منشا نہ ہو تو وہاں نکاح کرنا بھی زہر قاتل ہے۔ ایسی شادیاں اکثر ناکام ہو جاتی ہیں۔ اس لیے شرعاً ضروری ہے کہ لڑکی کی رائے معلوم کی جائے بلکہ اگر ممکن ہو تو لڑکے کو لڑکی پیغام سے پہلے کسی بہانہ سے خفیہ طور پر دکھادی جائے۔ نیز قرابت داروں کا مشورہ بھی اس ضمن میں بہتر ہے۔

بچیوں کو شادی بیاہ کی رسموں میں جہاں ناچ گانا، یا اختلاط زن و مرد ہو، ہرگز نہ جانے دے۔ بیگانے گھروں میں جانے سے بھی منع کریں۔

پتنگ بازی کی قباحت

موجودہ دور میں پتنگ بازی کی رسم ایک وبا کی شکل اختیار کر چکی ہے۔ ہر روز نت نئے حادثات اور المیے رونما ہو رہے ہیں۔ دور حاضر میں اسکے جواز و عدم جواز پر مذاکرے اور مباحثے ہو رہے ہیں۔ اور انتہائی افسوس کی بات ہے کہ تعلیم یافتہ اور بڑے بڑے ملک و قوم کے ہمدرد افراد بھی اس وباء سے متاثر نظر آ رہے ہیں۔ حالانکہ اس وباء کی قباحتیں روزانہ کھلی آنکھوں سے دیکھی جاسکتی ہیں۔ اپنا قیمتی مال اس فضول رسم پر خرچ کیا جاتا ہے جو فضول خرچی ہے۔ اور فضول خرچ کو آنحضور ﷺ کی حدیث کے مطابق شیطان کا بھائی کہا گیا ہے۔

کتنے گلے روزانہ پتنگ کی ڈور سے کٹتے ہیں۔ اور کتنے معصوم بچے چھت سے گر کر یا کسی گاڑی کے نیچے آکر قیمتی جان سے ہاتھ دھو بیٹھتے ہیں۔ اور پورے خاندان کو سوگوار چھوڑ جاتے ہیں۔ روزانہ واپڈا کا نقصان اور بجلی کی ٹرپنگ سے گھریلو الیکٹرانک سامان کا جلنا ایک معمول بن چکا ہے۔ اسی لیے اعلیحضرت شاہ احمد رضا خان فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے آج سے سو سال

Marfat.com

پہلے فتاویٰ رضویہ جلد دہم میں فرمایا کہ پتنگیں اڑانے میں وقت و مال کا ضائع کرنا ہوتا ہے یہ بھی گناہ ہے اور گناہ کے آلات یعنی پتنگیں اور ڈور بیچنا بھی منع ہے۔ کاش ہم اپنے وقت کے نباض علماء کی پیش بندی کو صدق دل سے محسوس کرسکیں۔ جنہوں نے سو سال پہلے اس وباء کے تدارک میں فتوی ارشاد فرمایا تھا۔ یہ تو محض پتنگ بازی کی مذمت ہے اگر اس کے ساتھ بسنت کو شامل کیا جائے تو پھر ستم در ستم کہ ہم مسلمان اپنی اسلامی شناخت اور تہذیب کو چھوڑ کر ہندوؤں کی تہذیب کو بخوشی گلے لگانے کا مکروہ دھندہ کرنے میں مصروف ہیں۔ جو انہوں نے اپنے ''ہیرو'' کی یاد میں شروع کی تھی۔

پڑھیے اور غور کیجئے ایک سکھ مورخ ڈاکٹر بی ایس نجار ایم اے، پی ایچ ڈی۔ ایم او ایل اپنی کتاب ''پنجاب آخری مغل دور حکومت میں **(Punjab Under the Later Mughal)** لکھتا ہے۔

ذکریا خاں **(1707-1759)** گورنر پنجاب کے دور کا واقعہ ہے۔ حقیقت رائے باکھل پوری سیالکوٹ کے کھتری کا لڑکا تھا۔ حقیقت رائے نے حضور نبی اکرم ﷺ اور سیدۃ النساء العالمین سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کی شان میں نازیبا الفاظ استعمال کیے۔ اس جرم میں حقیقت رائے کو گرفتار کر کے عدالتی کارروائی کیلئے لاہور بھیجا گیا۔ اور اسے سزائے موت کا حکم سنا دیا گیا۔ اس واقعہ سے غیر مسلم لوگوں کو شدید دکھ ہوا اور باہم مشورہ سے کچھ سرکردہ ہندو افسر ذکریا خاں گورنر کے پاس گئے کہ حقیقت رائے کو معاف کر دیا جائے۔ ذکریا خاں نے اسکی سزائے موت کی سزا پر نظر ثانی کی استدعا کو رد کر دیا۔ لہذا اس گستاخ رسول ﷺ کو ایک ستون سے باندھ کر کوڑوں کی سزا دی گئی اور بعد ازاں اسکی گردن تن سے جدا کر دی گئی۔ غیر مسلم آبادی نے اس کا شدید سوگ منایا اور حقیقت رائے کی یادگار (مڑھی) کوٹ خواجہ سعید لاہور میں قائم کی جو اب بھی ''باوے دی مڑھی'' کے نام سے مشہور ہے۔

یہاں کے ہندو رئیس کالو خاں نے حقیقت رائے کی یاد میں بسنت میلے کا آغاز کیا یہ بسنت میلہ ہندوؤں کا بہت بڑا تہوار بن گیا۔ جو آہستہ آہستہ مسلمانوں میں بھی رواج پا گیا اور دور حاضر میں اسکو حکومتی سطح پر جشن بہاراں کے نام سے منانے کا بالخصوص اہتمام کیا جاتا ہے جو کسی بھی طرح جائز نہیں۔ ارباب اختیار سے یہ اپیل ہے کہ وہ سور کو دنبے کی کھال پہنا کر حلال کرنے کی مکروہ سعی نہ کریں۔ یہ غیر قوموں کے ساتھ مشابہت کی ایک مثال ہے اور حضور نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے۔ جس نے کسی قوم کی مشابہت اختیار کی وہ اسی قوم میں سے اٹھایا جائے گا۔ لہذا ہندوؤں کے

Marfat.com

تہوار سے ہر حال میں اجتناب ضروری ہے۔ اور دوسری بات یہ کہ کیا ہندوؤں نے کبھی ہمارے تہوار منائے ہیں؟ اگر جواب نہیں میں ہے تو پھر ایک دین فطرت اور عالمگیر مذہب کے پیروکاروں کو زیب نہیں دیتا کہ وہ اپنی ثقافت چھوڑ کر غیروں کے رسم ورواج کو اپنائیں۔

اور پھر اس تہوار میں ہماری غیرت ملی کا امتحان بھی ہے۔ کہ جس خبیث اور بدبخت نے ہمارے آقا ومولی ﷺ کی گستاخی یا سیّدۃ النساء العلمین رضی اللہ عنہا ایسی مجسمہ عفت وعصمت ہستی پر زبان طعن دراز کی ہو ہم ہندوؤں کیساتھ یکجہتی کا مظاہرہ کرتے ہوئے اسکی یاد منانے کا اہتمام کررہے ہیں۔ فیا للعجب ایسے لوگوں کیلئے ہی شاید شاعر نے کہا ہے۔

کہاں سوئی ہے غیرت ایمان آکر دیکھ لے
لے چلی ان کی محبت سوئے بت خانہ مجھے

ویلنٹائن ڈے

بسنت کی طرح ہر سال **14** فروری کو خود کو مہذب کہلانے والی قومیں ویلنٹائن ڈے کے نام سے ایک انتہائی بیہودہ رسم بہت اہتمام کے ساتھ مناتی ہیں۔ جس میں بطور تحفہ پھول اُسے پیش کیا جاتا ہے جس سے محبت ہو۔ یہ بھی ایک رومی سپاہی کی یاد میں منایا جاتا ہے جو اب مسلمانوں میں بھی رائج ہو چکا ہے۔ غیر محرم مرد خوبرو لڑکیوں کو اگر اس موقع پر تحفہ دے تو اس میں کوئی قباحت محسوس نہیں کی جاتی جو شریعت اسلامی میں کسی بھی طرح جائز نہیں لیکن دیکھا دیکھی مسلمان بھی اس رسم میں غیر مسلم اقوام سے بھی آگے نکل چکے ہیں۔ یہ بھی غیر مسلم قوموں سے مشابہت ہے۔ لہٰذا اس قبیح رسم کو بھی ہرگز نہ منانا چاہیے۔

غیروں سے مشابہت کی قباحت پر مبنی واقعہ ملاحظہ فرمائیں۔

قبر میں لاش تبدیل ہوگئی

سلطنت مغلیہ کے آخری تاجدار بہادر شاہ ظفر کی حکومت کا سورج غروب ہوا تو عیسائیوں کی ایسٹ انڈیا کمپنی تجارت کی غرض سے برصغیر پاک وہند میں آئی اور پھر آہستہ آہستہ اقتدار حاصل کرنے میں کامیاب ہوگئی۔ اس دور میں لکھنؤ میں ایک انگریز کمشنر تعینات کیا گیا۔ اس وقت دفتری زبان فارسی تھی۔ لہٰذا اس انگریز نے فارسی زبان سیکھنے کے لیے مشہور فارسی دان ملاں سراج الدین صاحب کی خدمات حاصل کیں۔ مُلا جی روزانہ اسے اسکی کوٹھی پر فارسی زبان کی تعلیم دینے کے لیے تشریف لے جاتے کمشنر کی ایک نوجوان لڑکی جو فطرتاً حیادار اور پردے کی پابند تھی والدین

Marfat.com

کے اسرار کے باوجود گرجا گھر نہیں جاتی تھی۔ سلسلہ تعلیم کے چند ماہ کے بعد کا واقعہ ہے کہ ایک شام ملاں جی مغرب کی نماز ادا کر رہے تھے۔ درمیانی آواز میں ملاں جی کی مسحور کن آواز میں قرآن پاک کی تلاوت سن کر اس کے قدم رک گئے۔ اور وہ ملاں جی کو دیکھنے لگی۔ نماز کی ہیئت عبادت دیکھ کر وہ مجسمہ حیرت بن کر ایک روحانی کشش کا شکار ہو گئی۔

نماز اور قرآن کے عشق میں وہ سرشار ہو گئی۔ اور سوچنے لگی کہ ملاں جی کی نماز اور تلاوت نے مجھے اتنا متاثر کیا ہے۔ تو پھر جس پر قرآن نازل ہوا جب وہ محمد عربی ﷺ نماز پڑھتے ہونگے اور تلاوت قرآن کرتے ہونگے تو کیا کیفیت ہوگی۔ بس اسی خیال میں کئی دن تک کھوئی رہی اور بالآخر اپنے والد سے کہا کہ بابا جان! میں بھی فارسی پڑھنا چاہتی ہوں۔ والد نے بخوشی اجازت دے دی تو وہ بھی ملاں جی کے حلقہ تدریس میں داخل ہو گئی۔ چند ہی دنوں میں اپنی خداداد صلاحیتوں کے مرہون منت وہ فارسی زبان سے اچھی طرح روشناس ہو گئی۔ تو ایک دن ملاں جی سے تقاضہ کیا کہ اگر آپ کو زحمت نہ ہو تو پیغمبر اسلام کی سیرت پر مسلمان مصنفین کی چند کتابیں میرے لیے فراہم کر دیجئے۔ ملاں جی نے دوسرے ہی دن چند مستند کتابیں اسکو عنائیت کر دیں۔

ذوق وشوق کے عالم میں کائنات کے سب سے بڑے انسان پیغمبر اسلام ﷺ کی حیات طیبہ کے ہر گوشہ روشن سے متاثر ہو کر کہنے لگی "محمد ﷺ کے خداوند! گواہ رہنا کہ میں مسیحی مذہب سے نکل کر تجھ پر اور تیرے آخری رسول ﷺ پر ایمان لاتی ہوں۔ اے مالک الملک! اپنے محبوب پیغمبر کا واسطہ میری آنے والی زندگی کفر سے محفوظ فرما دے۔

اگلے ہی دن ملاں جی سے کہنے لگی "استاد جی! مجھے کلمہ اسلام پڑھا کر میرے ایمان پر گواہ بن جایئے اور دیکھیے میں نے اپنا نام فاطمہ رکھ لیا ہے۔ آئندہ مجھے اسی نام سے پکاریئے گا۔ ملاں جی نے کلمہ تو پڑھا دیا مگر پریشان ہو گئے کہ کمشنر کی بیٹی ہے اگر والدین کو خبر ہو گئی تو خدا معلوم کیا انقلاب آجائے۔ لہذا اسکو تلقین کی آپ دل سے مسلمان ہیں مگر اپنے اسلام کا اظہار کر کے مجھے اور خود کو کسی امتحان میں نہ ڈال لینا اسی اثنا میں فاطمہ نے قرآن پاک کی تعلیم حاصل کرنا شروع کر دی اور والدین سے چھپ کر نماز بھی پڑھنے لگی۔ چونکہ اسکا کمرہ علیحدہ ہی تھا اور اسمیں کسی کو جانے کی اجازت نہ تھی لہذا تہجد کیوقت اٹھ کر وہ نماز ادا کر کے حضور ﷺ پر درود وسلام پڑھتی رہتی۔ ایک دن شام کو ملاں جی پڑھانے آئے تو پتہ چلا کہ فاطمہ علیل ہے۔ اور آج وہ نہیں پڑھے گی۔ ملاں جی واپس جانے لگے تو فاطمہ نے ملاں جی کو اپنے کمرہ میں بلایا اور انتہائی راز دارانہ گفتگو کی اور پھر انکشاف کیا کہ حضور ﷺ کا مجھ پر اتنا کرم ہے کہ میری زندگی میں کوئی لمحہ ایسا خالی نہیں جاتا جب

Marfat.com

میں سرکار کریم ﷺ کے دیدار یا روحانی قرب سے دور ہوں۔ اور پھر اُستاد کو یہ جانکاہ خبر سنائی کہ میری موت کا وقت اب قریب آ چکا ہے۔ اور میری وصیت کو آپ نے پورا کرنا ہے۔ کہ بعد از مرگ میری لاش کو مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کرنا۔ اگلے ہی دن فاطمہ اچانک فوت ہوگئیں اُس کے وصال کی خبر پورے شہر میں پھیل گئی۔ عیسائی مذہب کی رسوم کے مطابق لاش تابوت میں بند کر کے گورا قبرستان میں دفن کر دی گئی۔ ملاں جی دفن کی آخری رسومات میں شریک ہوئے اور قبر کی جگہ اپنے ذہن میں محفوظ کر کے گھر واپس آ گئے۔ اپنے تین معتمد ساتھیوں کو بلا کر انہیں اس واقعہ سے آگاہ کیا اور ساتھ ہی قبرستان سے لاش نکال کر مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کرنے کا ارادہ ظاہر کیا۔ ساتھیوں نے بھی اس وصیت کو عملی جامہ پہنانے کا عزم کیا اور رات کے اندھیرے میں گورا قبرستان سے اسکی لاش منتقل کرنے کیلئے اوزار لے کر پہنچ گئے۔ قبر کھود کر جب تابوت کھولا تو یہ دیکھ کر حیران ہو گئے کہ یہاں تو کسی مرد کی لاش پڑی ہے۔ ایک شخص بے ساختہ پکارا کہ یہ تو بارہ بنکی کے مرزا جی کی لاش ہے۔ اور وہ بھی کل ہی فوت ہوا ہے۔ چاروں نے لاش دوبارہ قبر میں رکھی اور مٹی ڈال کر بوجھل قدموں کے ساتھ واپس آ گئے رات کو انہوں نے اس واقعہ پر بہت غور کیا تو اس نتیجہ پر پہنچے کہ کیوں نہ کل بارہ بنکی میں مرزا جی کی قبر میں دیکھا جائے؟ ہوسکتا ہے فاطمہ کی لاش اس قبر میں ہو۔ چنانہ اگلے ہی دن چاروں بارہ بنکی پہنچے مرزا کے لواحقین سے تعزیت کی اور پھر اسکی قبر پر پہنچے فاتحہ پڑھی۔ اور رات کو اپنے مشن پر روانہ ہو گئے۔ جب قبر کو کھودا تو یہ دیکھ کر اور بھی حیران رہ گئے کہ عرب کے ایک بدو کی لاش مرزا کی قبر میں ہے۔ مشیت الٰہی کے راز کو سمجھنا ہمارے بس میں نہیں ہے یہ کہہ کر قبر پر مٹی ڈالی اور واپس لکھنؤ آ گئے۔ قیام گاہ پر پہنچ کر ہولناک سکتے کی کیفیت میں جب ملاں جی سوئے تو خواب میں کمشنر کی بیٹی فاطمہ حوران بہشتی کے جھرمٹ میں سامنے کھڑی مسکرا رہی ہے۔ قریب آ کر اس نے سلام کہا۔ اور عالم برزخ کی سرگزشت یوں بیان کی کہ استاد جی! جب میری روح نے قفس عنصری سے پرواز کیا تو رحمت خداوندی نے میری حد درجہ توقیر کرتے ہوئے انبیاء و مرسلین کے جھرمٹ میں حاضر کر دیا۔ حکم ہوا کہ میری لاش طیبہ کی سرزمین پر جنت البقیع میں جہاں اسی ہزار عاشقان مصطفےٰ ﷺ آسودہ خاک ہیں، منتقل کر دی جائے۔ جس دن میری لاش عیسائیوں کے قبرستان میں دفن کی گئی اس دن تین لاشیں اپنی اپنی قبروں سے منتقل ہوگئیں۔ مدینہ طیبہ کا ایک عرب سوداگر ساری عمر ہندوستان میں سکونت اختیار کرنے کی آرزو کرتا رہا۔ مدینہ میں رہتے ہوئے ہندوستان کی خواہش رکھنے والے عربی بدو کو جسے مدینہ کی سرزمین عزیز نہ تھی ہندوستان میں بارہ بنکی کے مرزا جی کی قبر میں منتقل کر دیا گیا۔ بارہ بنکی کے مرزا جی زندگی بھر

Marfat.com

انگلستان جانے کی تمنا میں رہے اور بود و باش اور رسم و رواج میں انگریزی ثقافت کے علمبردار رہے۔عیسائیوں کے ساتھ میل جول اور ان کی رسومات میں شمولیت اپنے لیے باعث فخر تصور کرتے تھے۔لہذا حکم ہوا کہ اسلام سے بیگانہ ہو کر اس نے جس عیسائی قوم کے ساتھ لیل و نہار گزارے اور ان سے مشابہت رکھی اسے اموات مسلمین کے ساتھ ہرگز نہیں رکھا جا سکتا اسے عیسائیوں کے قبرستان میں منتقل کر دیا گیا۔اور باقی رہا میرا معاملہ تو میری لاش اس عربی بدو کی قبر میں جنت البقیع میں پہنچائی جا چکی ہے۔فاطمہ نے کہا عالم برزخ کے ان واقعات پر حیرت نہ کرو موت کے بعد انسان کے اعتقاد اور عمل کا اثر اسکی برزخی زندگی پر یقیناً پڑتا ہے۔یہاں پر ہر آن اسطرح کے مناظر نگاہوں سے گزر رہے ہیں۔میں واقعی محسوس کر رہی ہوں کہ اس عالم میں کسی عمل کو بھی وہ اعزاز حاصل نہیں ہے جو عشق رسول ﷺ کو حاصل ہے اور میری روحانی آسائش و تکریم عشق رسول ہی کا صدقہ ہے۔

برزخ میں منہ پر سانپ

نیز شاہ ولی اللہ نے لکھا ہے کہ ''ایک مرتبہ ایک بزرگ کہیں جا رہے تھے اتفاق سے ہندوؤں کے تہوار کا دن تھا۔جس میں یہ لوگ حیوانات وغیرہ کو رنگتے ہیں۔یہ بزرگ پان کھا رہے تھے۔ راستے میں ایک گدھا نظر آیا جس پر رنگ نہ تھا۔انہوں نے اس پر تھوک دیا۔اور مذاق میں فرمایا تجھے کسی نے نہیں رنگا۔ لے تجھے میں رنگ دوں۔انکی وفات کے بعد کسی نے انکو خواب میں دیکھا کہ سب حالات اچھے ہیں مگر منہ میں ایک سانپ اگا ہوا ہے۔اس شخص نے کہا حضرت کیا حال ہے؟ فرمایا سب اچھا ہے مگر ایک دن گدھے پر پیک ڈال دی تھی اسمیں گرفتاری ہوئی۔اور حکم ہوا کہ ہمارے دشمنوں کے ساتھ مشابہت کیوں کی تھی سو عذاب میں مبتلا ہوا اور کیے کو بھگت رہا ہوں۔

ان واقعات کو بار بار پڑھیں اور پھر اپنی جملہ عادات و اطوار پر نظر دوڑائیں کہیں ہماری زندگی پر بھی تہذیب غیر کے اثرات کی جھلک تو نہیں اگر ایسا نہیں تو پھر اللہ تعالی کا شکر ادا کریں۔اور بالفرض خدانخواستہ معاملہ الٹ ہو تو پھر آج سے ہی توبہ کر کے عہد کریں کہ آئندہ زندگی اپنے آقا و مولی حضور نبی اکرم ﷺ کے طریقہ کے مطابق بسر کریں گے۔

سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دور میں جب روم فتح ہوا تو مجاہدین اسلام نے سپہ سالار خالد بن ولید رضی اللہ عنہ سے عرض کی کہ ہمیں عیسائی عورتوں سے جو نقش و نگار میں حسن کی دیویاں اور گوری رنگت میں چاند کو شرمانے والی تھیں۔نکاح کرنے کی اجازت دی جائے۔ حضرت خالد

Marfat.com

نے سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ خلیفہ وقت کو مجاہدین کی خواہش سے آگاہ کیا۔ آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے جس چیز کو حلال کیا ہے عمر اسکو حرام تو نہیں کرسکتا۔ مگر خطرہ ہے کہ اگر تم نے ان عورتوں سے شادی کی تو اسلامی ثقافت کہیں رومی ثقافت میں گم نہ ہو جائے۔ سب مجاہدین نے امیر المومنین کے اس خدشہ نقصان کو محسوس کرتے ہوئے شادی کا ارادہ ترک کردیا۔

مگر آج انتہائی افسوس کے ساتھ روح اقبال ہم سے پوچھ رہی ہے۔

کون ہے تارک آئین رسول ﷺ مختار
مصلحت وقت کی کس کے عمل کا ہے معیار
کس کی آنکھوں میں سمایا ہے شعار اغیار
ہوگئی کس کی نگاہ طرز سلف سے بیزار
قلب میں سوز نہیں روح میں احساس نہیں
کچھ بھی پیغام محمد ﷺ کا تمہیں پاس نہیں

سگریٹ نوشی کی وباء

یہ وباء ہمارے معاشرے میں عام ہو چکی ہے اسکے بے شمار دینی، جسمانی، روحانی اور اخلاقی نقصانات ہیں۔ سگریٹ نوشی پر پیسہ خرچ کرنا فضول خرچی ہے۔ اور فضول خرچ کو شیطان کا بھائی کہا گیا ہے۔ طبی تحقیق کے مطابق کینسر اور سانس کی مہلک بیماریاں سگریٹ نوشی سے پیدا ہوتی ہیں۔ ۱۹۵۲ء میں لندن کے مشہور سرجن پرائس ٹامس نے انگلستان کے بادشاہ جارج ششم کا کینسر زدہ پھیپھڑا نکالا اور اسے ''سر'' خطاب ملا تو اس سرجن نے انکشاف کیا کہ اس کینسر کا سبب سگریٹ نوشی ہے۔

سگریٹ سے مزید کئی مہلک عادتیں جنم لیتی ہیں مثلاً چرس، ہیروئن وغیرہ۔ جس کے استعمال سے انسان چلتا پھرتا مردہ بن جاتا ہے۔ ابتداً شغل سمجھ کر سگریٹ نوشی کی جاتی ہے لیکن جب یہ عادت پختہ ہو جاتی ہے تو پھر موت تک پیچھا نہیں چھوڑتی لہذا اس سے ہر حال میں اپنے آپ کو بچانا ضروری ہے۔

دور حاضر میں نوجوان لڑکے گرمیوں میں نیکر پہن کر گھروں اور بازاروں میں پھرتے ہیں۔ [illegible]س سے بھی اوپر تک ہوتی ہے۔ یہ سخت گناہ ہے۔ یاد رکھیں گھٹنا ستر عورت میں داخل ہے۔ [illegible] سے لے کر گھٹنے تک تمام اعضاء کا چھپانا فرض ہے۔ اور جو فرض کا تارک ہے گناہ کبیرہ کا

Marfat.com

ارتکاب کرتا ہے۔ ویسے بھی عزت دار انسان اس مختصر لباس میں ماؤں بہنوں اور بیٹیوں کے سامنے جانے سے شرماتا ہے۔ مگر افسوس کہ اس کو فیشن سمجھ کر اپنانے میں فخر محسوس کیا جا رہا ہے۔ ایسے لوگوں سے یہی کہا جا سکتا ہے۔

شوخی و فتنہ تو ہر وقت رہتا ہے ان کی آنکھوں میں
کیوں حیا تم کو بھی حکم ہے کبھی آنے کا

اسی نظیر کی قباحتیں کئی کھیلوں میں بھی نظر آتی ہیں۔ مثلاً ہاکی یا کبڈی کھیلتے وقت ایسے نیکر پہنے جاتے ہیں، یہ بھی شرعاً جائز نہیں۔ اور ایسے کھلاڑیوں کا کھیل دیکھنے والے بھی گنہگار ہوتے ہیں۔ نوجوانان ملت ضرور کھیلیں لیکن ستر پوشی کا پورا پورا خیال رکھیں۔ نہ خود نافرمان ہوں اور نہ دوسروں کو گنہگار کریں۔

منت کا بیان

بچہ کی پیدائش کے وقت بعض اوقات والدین ناجائز منت بھی مانتے ہیں لہٰذا اس سے متعلق بھی شرعی احکام پیش نظر رکھنا ضروری ہے۔ اول تو یہ کہ منت، نماز، روزہ، خیرات، تلاوت قرآن اور فقراء پر خرچ کھانے یا کپڑے کی صورت میں۔ درود شریف یا کلمہ شریف وغیرہ کی صورت میں ہو تو شرعی منت ہے۔ مثلاً اللہ تعالےٰ لڑکا عطا کرے یا بیمار تندرست ہو جائے تو سو رکعت نماز یا تین روزے یا دس ہزار مرتبہ درود شریف اللہ تعالےٰ کے لیے پڑھوں گا۔ اس منت کو پورا کرنا چاہیے۔ مگر بعض جاہل ایسی منتیں مان لیتے ہیں جو شرعاً حرام ہیں مثلاً بعض عورتیں بچوں کی چٹیا (بودی) رکھنے کی منت مانتی ہیں اور ان کا یہ واہیات خیال ہے کہ اگر چٹیا کٹوادی تو بچہ مر جائے گا۔ خدا نخواستہ اگر بچہ مرنے والا ہوگا تو کیا یہ منت بچے کو بچا لے گی۔ اسی طرح بعض بچوں کو فقیر بنا دیتے ہیں۔ علم اور تعزیہ وغیرہ پر نیاز اور لڑکوں کے کان چھدوا کر ان میں مرکیاں وغیرہ ڈلوانا ایسی واہیات اور ناجائز منتوں کی شرع میں کوئی اصل نہیں ہے۔ ان سے پرہیز لازم ہے۔

الٰہی خیر ہو کہ فتنہ آخر الزماں آیا
رہے ایماں و دیں باقی کہ وقت امتحاں آیا

اسی طرح اولیاء اللہ کے مزارات پر چادر چڑھانے، گیارہویں کی نیاز، امام حسین رضی اللہ عنہ کی سبیل یا میلاد شریف وغیرہم ایسے امور خیر کی منت مانی تو یہ شرعی منت نہیں۔ اسے عرفی منت کہہ سکتے ہیں اور یہ امور خیر کرنے والے کو ثواب ملے گا۔ لیکن اس میں بھی شرعی تقاضوں [illegible]

Marfat.com

خاطر رکھنا انتہائی ضروری ہے۔ مثلاً اگر کسی بزرگ کے مزار پر چادر چڑھانے کی غرض سے ڈھول باجا اور مرد و زن کا میل جول اور ان کی ویڈیو بنانا، ناچ گانا وغیرہم ایسے امور شامل ہوں تو شرعاً ناجائز اور گناہ ہوگا۔ نیز میلاد گیارہویں کی نیاز کے موقع پر ایسی روایات بیان کرنا جو غلط اور جھوٹی ہوں منع ہے۔ پڑھنے اور سننے والے دونوں گنہگار ہوں گے۔ المختصر منت مانتے وقت بھی کسی صحیح العقیدہ سنی عالم دین سے دریافت کر لینا چاہیے۔

منگنی، مہندی، مائیوں اور نکاح

رسم منگنی فقط ہندوستان میں رائج ہے بلکہ عربی اور فارسی زبان میں اس کا کوئی نام ہی نہیں ہے اس کا وجود ہونا تو بڑی دور کی بات ہے۔ لہٰذا اس موقع پر بے تحاشا خرچ کرنا فضول خرچی ہوگی۔ اس رسم کو بند کرنا چاہیے۔ اور اگر کرنا بھی ہو تو انتہائی سادگی کے ساتھ خاندان کے چند افراد بیٹھ کر کریں۔ اور اس میں لڑکے کے لیے سونے کی انگوٹھی یا چین وغیرہ دینا قطعاً ممنوع ہے اور اسی طرح شادی کے موقع پر بھی...... کیونکہ سونا مرد کے لیے پہننا حرام ہے، شادی کے لیے پیر یا جمعہ کا دن مقرر کرنا چاہیے۔

دن مقرر کرنے کے بعد لڑکیوں کا گھر میں جمع ہو کر ڈھولکی بجانا اور اونچی آواز میں گانے گانا، ماہیے اور ٹپے بولنا رات گئے تک ڈانس وغیرہ کرنا ایسے امور قطعاً ممنوع ہیں۔ جو کئی قسم کی برائیوں کے ظہور کا پیش خیمہ ثابت ہوتے ہیں۔

اکثر جگہوں پر آج کل ''مہندی'' کی رسم چل نکلی ہے۔ جس کے لیے با قاعدہ دعوت نامہ چھپوایا جاتا ہے اور پھر نوجوان لڑکیاں شادی سے ایک یا دو دن پہلے مہندی لے کر شادی والے گھر آتی ہیں، بازاروں میں ڈانس اور گانا گاتے ہوئے چلتی ہیں۔ اور ایسے ایسے مناظر دیکھنے میں آئے ہیں کہ جن عورتوں نے عام زندگی میں کبھی ننگے منہ گھر سے باہر قدم نہیں رکھا تھا، اس قبیح رسم کی وجہ سے وہ بھی بے پردہ ہو کر اور نیم عریاں لباس میں گلیوں بازاروں کی زینت بن جاتی ہیں، چھتوں پر دیکھنے والوں کا ہجوم اس منظر کے ساتھ کہ

تبسم ہے کہ بجلی ہے نگاہیں ہیں کہ چھریاں ہیں
حیا کیسی کہ آدھے سے زیادہ جسم عریاں ہیں
دوشیزہ لڑکیاں مردوں کے آگے دف بجاتی ہیں
نشہ میں جھومتی ہیں ناچتی ہیں اور گاتی ہیں

Marfat.com

یہ مہندی نہیں ہماری غیرت کا جنازہ ہوتا ہے جو سر بازار نکل رہا ہوتا ہے۔ یاد رکھیں عورت کے لیے پردہ فرض ہے۔ پردے کے احکامات مختصر بیان کیے جاتے ہیں۔

عورت کے لیے پردے کی اہمیت

قرآن مجید میں عورتوں کو پانچ امور کا حکم دیا گیا ہے۔

(۱) وہ اپنی نگاہوں کو نیچا رکھیں۔

(۲) اپنے ستر کی جگہوں کی حفاظت کریں۔

(۳) اپنی زینت کو ظاہر نہ ہونے دیا کریں، سوائے اس کے جس کے ظاہر کیے بغیر چارہ نہیں۔

(۴) اپنی اوڑھنیوں سے اپنے سینوں کو ڈھانپ لیا کریں۔

(۵) زمین پر اپنے پاؤں اس طرح نہ ماریں جن سے ان کی مخفی زینت و آرائش ظاہر ہو۔

دور جہالت میں عورتیں جو کپڑا سر پر اوڑھتی تھیں ان کے پلو اپنی پشت پر لٹکا دیا کرتی تھیں۔ جب یہ آیت نازل ہوئی اور مردوں نے جا کر اپنی بیویوں بیٹیوں اور بہنوں کو سنائی تو اسی وقت انہوں نے اس کی تعمیل کی اور اپنی ایک پرانی عادت کو چشم زدن میں چھوڑ کر اطاعت و فرمانبرداری کی نادر مثال پیش کی۔ سچ ہے:

یہی مائیں تھیں جن کی گود میں اسلام پلتا تھا
اسی غیرت سے انساں نور کے سانچے میں ڈھلتا تھا

عفت و عصمت اور شرم و حیا کی پیکر ان خواتین نے ہمیشہ پردے کا اہتمام فرمایا مگر افسوس کہ آج ہماری ماؤں بہنوں کی بے پردگی کی جو کیفیت ہے اس میں جہاں عورت خود قصوروار ہے وہاں اس کے ذمہ دار ان عورتوں کے باپ، خاوند، بھائی اور بیٹے بھی ہیں۔ اکبر الہ آبادی نے اس موضوع کو شاعری کا رنگ دیا ہے۔

بے پردہ کل جو نظر آئیں چند بیبیاں
اکبر زمیں میں غیرت قومی سے گڑ گیا
پوچھا جو ان سے آپ کا پردہ وہ کیا ہوا
کہنے لگیں کہ عقل پہ مردوں کی پڑ گیا

لہٰذا ہماری خواتین کو نامحرم سے پردہ کا خصوصی اہتمام کرنا چاہیے۔ حتیٰ کہ دیور سے بھی پردہ

Marfat.com

کا حکم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان الفاظ کے ساتھ فرمایا ہے کہ ''دیور موت ہے۔'' اس سے اندازہ ہو جانا چاہیے کہ پردہ کس قدر ضروری ہے۔ نہ بے پردہ گھر میں رہیں نہ باہر پھریں۔ باریک کپڑے جن سے بدن یا بال نظر آئیں۔ دیور، بہنوئی، جیٹھ، چچازاد، خالہ زاد، پھوپھی زاد، ماموں زاد بھائیوں کے سامنے ہونا بھی حرام ہے۔ بدانجام ہے۔ مردوں پر بھی فرض ہے کہ وہ اپنی عورتوں کو بے پردگی سے بچائیں۔ ورنہ حدیث کی رو سے جو مرد حتی المقدور ایسا نہیں کراتا وہ دیوث (بے حیا) ہے۔ عورت کے لیے مرشد و پیر سے بھی پردہ ضروری ہے۔ حتیٰ کہ تلقین و ارشاد کی حاجت ہو تو بھی پردہ کا اہتمام بہر صورت ہونا چاہیے۔

مائیوں کی رسم، تیل مہندی، نائی کا دلہا کو غسل دینا اور کپڑے بدلوانا، ماموں کا بھات لے کر آنا اور اس بھات (نانکی چھک) میں عمدہ سے عمدہ کپڑے، زیورات اور برتن وغیرہ ضروری سمجھے جاتے ہیں ورنہ ناک کٹنے کا خدشہ ہوتا ہے۔

دولہا میاں کے کپڑے پھاڑ دیئے جاتے ہیں اور نوجوان لڑکیاں کئی قسم کے بیہودہ مذاق کرتی ہیں۔ شادی کے دن دولہا میاں کو کھٹ پر بٹھایا جاتا ہے۔ غیر محرم عورتوں کا مجمع اور پھر اسے دودھ پلا کر رقم کا مطالبہ کیا جاتا ہے۔

جہیز کی نمائش اس موقع پر انتہائی ضروری ہوتی ہے جس میں تمام قرابت داروں بلکہ نائی بہشتی وغیرہ کو بھی کپڑوں کے جوڑے ضرور دیئے جاتے ہیں گویا۔

اعلانیہ خدا کے نام کی توہین ہوتی ہے
خودی کی خود پرستی کی بڑی تحسین ہوتی ہے

اب بارات فارغ ہوئی، باجوں کا شور، آتش بازی کا غلغلہ، نمائش کے لیے نوٹ نچھاور کرنا، غریب بچوں کا ان پر ٹوٹنا، گرد و غبار سے چہرے اٹ ہونا، بعض جگہ پر کیچڑ سے آلودہ ہونا، مانگنے والوں کا ہجوم، ڈوم مراثی اور جگت بازوں کا شور، جیب کتروں کی بھرمار، لچے لفنگوں کا شراب میں ٹن ہونا، دوشیزاؤں کا فل میک اپ کے ساتھ زرق برق لباس پہنے دعوت نظارہ دینا، عورتوں اور مردوں کا آزادانہ میل ملاپ، گولیوں کی تڑتڑاہٹ، اسلحہ کی نمائش اور سب پر طرہ یہ کہ اس مکمل کارروائی کی ویڈیو رپورٹ ساتھ ساتھ بن رہی ہے تاکہ ہم فارغ وقت میں بے حیائی کے ان مناظر سے لطف اندوز ہو کر اپنے ضمیر کو مزید مردہ کرنے کا سامان کر سکیں۔ کتنی ایسی شادیاں ماتم کدے بن رہی ہیں کہ ہوائی فائرنگ کی زد میں آ کر باراتی یا راہگیر موت کی آغوش میں پہنچ جاتے ہیں۔ اور کئی زخمی ہو کر ہسپتالوں میں پڑے ہوئے ہیں۔ اور کئی تمام عمر کیلئے معذور ہو چکے ہیں۔

Marfat.com

افسوس صد افسوس، اے مسلماں! کبھی تو نے غور نہیں کیا کہ ہندوؤں کی شادی اور ہماری شادی میں فرق کیا ہے؟ بلکہ انتہائی کرب سے یہ بات تسلیم کرنا پڑے گی کہ ان رسومات بد میں ہم ان سے بھی چار ہاتھ آگے جا چکے ہیں۔

اٹھا یہ شور مسلمان دنیا سے ہو گئے نابود
ہم یہ کہتے ہیں کہ مسلم تھے بھی کہیں موجود
وضع میں تم ہو نصاریٰ تو تمدن میں ہنود
یہ مسلماں ہیں جنہیں دیکھ کے شرمائیں یہود
قوم مذہب سے ہے مذہب جو نہیں تم بھی نہیں
جذب باہم جو نہیں محفل انجم بھی نہیں

راقم کو دسمبر ۲۰۰۰ء میں حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ کے عرس مبارک میں شرکت کے لیے دہلی جانے کا موقع ملا۔ وہاں آشوک نواز ہوٹل میں حکومت ہند نے پاکستانی زائرین کے لیے رہائش کا انتظام کیا ہوا تھا۔ اتفاق سے وہاں گراؤنڈ فلور پر شادی کی ایک تقریب ہو رہی تھی۔ اس تقریب کو قریب سے دیکھنے کا موقع ملا تو شدت کے ساتھ اس بات کو محسوس کیا کہ ہمارے معاشرے پر ہندو ثقافت کی گہری چھاپ آزاد ہونے کے بعد بھی ختم نہیں ہو سکی۔ شادی کی اس تقریب اور ہمارے ہاں شادی کی تقریب میں کچھ زیادہ فرق محسوس نہیں ہوتا تھا۔

لہٰذا اے عزیز! کیا ہی اچھا ہو کہ شادی بیاہ کے موقع پر ڈھول باجا، ناچ گانا، تیل مہندی، نانی چھک، آتش بازی، اسلحہ کی نمائش، جگت بازی، مردوں اور عورتوں کا آزادانہ میل جول، بیہودہ مذاق بازی، مردوں کو سونے کی مصنوعات کا تحفہ اور ویڈیو فلم وغیرہ ہم ایسے امور کو یکسر ختم کر دیا جائے۔

جو رسومات شرعاً حرام نہیں ہیں ان میں اعتدال پیدا کیا جائے مثلاً ماموں اگر بھانجی کو جہیز دینا چاہتا ہے تو رسم بنا کر نہیں بلکہ محض رضائے خدا جل جلالہ و مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے دے کہ ہمارے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے قرابت داروں کی مدد کا حکم دیا ہے اور سب سے تحائف نقد رقم دی جا سکتی ہے اور بہتر یہ ہے کہ خفیہ دیا جائے تا کہ رسم نہ بن جائے اور ریاکاری نہ ہو اور پورا پورا ثواب اور اجر ملے۔

بارات اگر مقامی یا چار پانچ کلومیٹر کے فاصلے سے آئے تو کھانا نہ دیا جائے، چائے، بسکٹ اور شربت وغیرہ سے تواضع کی جائے اور اگر دور سے ہو تو پر تکلف کھانوں کی بجائے ایک ڈش کا رواج دیا جائے اور بارات زیادہ سے زیادہ بیس پچیس قرابت داروں پر مشتمل ہو اور عورتوں کو

Marfat.com

بارات کے ساتھ نہ لے جایا جائے۔ اور لڑکی والے ساری برادری کی روٹی کرنے سے پرہیز کریں۔

نکاح اگر مسجد میں ہو تو مستحب ہے۔ اگر گھر میں بھی ہو تو جائز ہے۔ نکاح ہوتے ہی باراتی واپس چلے جائیں۔ نکاح اعلانیہ ہونا چاہیے اس کے لیے جو بھی مناسب طریقہ اختیار کیا جائے بہتر ہے۔ بوقت نکاح خرمے تقسیم کرنا بھی سنت ہے۔

حق مہر

عرب ممالک میں جب لڑکی جوان ہو جاتی ہے تو گھر پر ایک جھنڈا لگا دیا جاتا ہے تاکہ رشتہ مانگنے والے آئیں۔ اور پھر بھاری حق مہر طے کیا جاتا ہے۔ ہمارے معاشرے میں حق مہر کو معیوب سمجھا جاتا ہے حالانکہ یہ عورت کا حق ہے جبکہ مرد کو طلاق کا حق دیا گیا ہے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دور میں حق مہر کی مقدار مقرر کرنے پر جب بحث ہوئی تو ایک بوڑھی عورت نے کہا۔ ''اے امیر المومنین جب اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اگر تم سونے کا ڈھیر بھی حق مہر میں بیوی کو دے دو تو واپس نہیں لے سکتے۔ اللہ تعالیٰ نے کوئی حد مقرر نہیں کی اور تم اسے متعین کرنا چاہتے ہو۔'' حضرت عمر فاروق نے فرمایا۔ ''سبحان اللہ! آج ایک خاتون قرآن سمجھنے میں عمر پر سبقت لے گئی اور اس معاملہ کو وہیں چھوڑ دیا گیا۔ حق مہر رشتہ طے کرتے وقت ہی مقرر کر لینا چاہیے تاکہ بوقت نکاح کسی قسم کی بدمزگی پیدا نہ ہو۔

جہیز، ولیمہ اور بارات

جہیز کی ایک حد ہونی چاہیے۔ تاکہ غرباء کی لڑکیاں احساس کمتری کا شکار نہ ہوں۔ اگر لڑکیاں زیادہ ہوں تو سب کو برابر جہیز دیا جائے کہ اولاد میں برابری نہ رکھنے والوں کو بھی حدیث میں ظالم کہا گیا ہے۔ جبکہ اکثر جگہوں پر پہلی لڑکی کے جہیز پر بہت زیادہ خرچ کیا جاتا ہے اور بعد والی لڑکیوں کا استحصال کیا جاتا ہے جو شرعاً ممنوع ہے۔

حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں ایک شخص نے عرض کی، میں نے قسم کھائی تھی کہ اپنی بیٹی کو جہیز میں ہر چیز دوں گا۔ اب کیا کروں کہ قسم پوری ہو کیونکہ ہر چیز تو بادشاہ بھی نہیں دے سکتا۔ آپ نے فرمایا، تو اپنی لڑکی کو جہیز میں قرآن پاک دے دے کیونکہ قرآن پاک میں ہر چیز ہے۔

ولیمہ سنت ہے مگر اس میں بھی سادگی کو ملحوظ خاطر رکھنا چاہیے۔ آج کل نام و نمود کے لیے اس

Marfat.com

پر بے تحاشا خرچ کیا جاتا ہے اور بعض اوقات ادھار لینے سے بھی گریز نہیں کیا جاتا۔ یاد رکھیں فضول خرچی کی اسلام میں مذمت کی گئی ہے اور بلا وجہ قرض لینا بھی منع ہے۔ شہید کے تمام گناہ معاف ہو جاتے ہیں مگر قرضہ معاف نہیں کیا جاتا۔ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مقروض کا جنازہ پڑھنے سے پرہیز فرماتے تھے۔ لہٰذا فضول خرچی اور دکھلاوے کے لیے نیز قرضہ لے کر ولیمہ کیا تو یہ بھی جائز نہیں ہوگا۔ حد اعتدال اور متوسط کو کبھی نہیں چھوڑنا چاہیے۔

حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیٹیوں کے نکاح جس طرح کئے ہیں، اس طریقہ کو پیش نظر رکھ کر شادی کی جائے تو یقیناً گھروں میں امن وسکون اور خوشحالی کا دور دورہ ہوگا۔ ورنہ جھگڑے، فساد اور لڑائیاں گھروں کا معمول بن جاتا ہے اور شادی خانہ آبادی، خانہ بربادی بلکہ خانہا (کئی گھروں کی) بربادی کا باعث بن جاتی ہے۔

تاریخی اعتبار سے دیکھا جائے تو ہندو معاشرے میں جہیز اور بارات حملہ آوری اور لوٹ مار کی نقل ہے۔ حملہ آور راجہ شبخون مارتا اور فوج لے کر آتا اور جوان لڑکیوں کے ساتھ ساتھ مال وزر بھی لوٹ کر لے جاتا تھا۔ دولہا کا گھوڑی پر بیٹھنا یہ راجہ کی یاد دلاتا ہے جبکہ بارات کو فوج تصور کیا جاتا ہے۔ جہیز لوٹ مار کا بدل اور آہ وزاری کرتی ہوئی دلہن یہ ان لڑکیوں کی یاد ہے جن کو پکڑ کر لے جایا جاتا تھا۔ اس موضوع پر برادرم محمد طارق جمیل قادری نے ایک قطعہ رقم کیا ہے جو اس پورے کھیل کی عکاسی کرتا ہے۔

گھوڑے پہ بیٹھا ہے دولہا فوج کے سپہ سالار کی طرح
باراتی کھانے پہ ٹوٹ رہے ہیں ایک یلغار کی طرح
قیدی بنا کے لے گئے بنت حوا کو دلہن کے روپ میں
جہیز لے جا رہے ہیں مال غنیمت میں لوٹ مار کی طرح

افسوس! ان ظالمانہ اور ذلت ورسوائی سے معمور رسموں کو ہم نے مذہب پر بھی فوقیت دے رکھی ہے۔ فیاللعجب:

ڈرو خدا سے فکر کرو کچھ مکر و ریا سے کام نہ لو
یا اسلام پہ چلنا سیکھو یا اسلام کا نام نہ لو

بیٹیوں کو وراثت سے محروم کرنا

ایک اور قباحت جو ہمارے معاشرے میں رواج پا چکی ہے وہ یہ ہے کہ والدین اپنی بچیوں کو

Marfat.com

وراثت میں سے حصہ نہیں دیتے جو شرعی طور پر جرم ہے۔ بچیوں کو عیدین پر تحفے تحائف اور بچوں کی شادی کے وقت کچھ جہیز کا سامان وغیرہ دے کر ٹرخا دیا جاتا ہے جو ظلم ہے اور اللہ تعالیٰ کے حکم کی نافرمانی ہے۔ لہٰذا بچیوں کو اپنی جائیداد میں سے حصہ ضرور بالضرور دینا چاہیے۔

مرگ کی رسومات

جس طرح پیدائش اور شادی بیاہ کے موقع پر ہمارا معاشرہ غیر شرعی رسومات کا مرقع بن چکا ہے اسی طرح موت کے وقت بھی ایسی رسومات رواج پا چکی ہیں کہ ان کو ادا کرنے کے لیے کئی لوگ کبیرہ گناہوں کا ارتکاب کرنے سے بھی دریغ نہیں کرتے۔ مثلاً چالیسویں یا دسویں کے ختم پر کھانا ضرور کرتے ہیں چاہے کسی سے سود پر ہی رقم کیوں نہ لینی پڑے۔ ایسا کرنا ہر حال میں ممنوع و ناجائز ہے۔

میت کے گھر والوں کے لیے کھانا اس کے عزیز تیار کر سکتے ہیں کہ غم کی وجہ سے وہ کھانا نہ پکا سکیں گے۔ میت کے ترکہ میں سے خرچ کرنے کے لیے ضروری ہے کہ اس کی وراثت کے حق دار اگر بالغ ہوں تو سب کی اجازت ہو اور اگر کچھ یا تمام وارث نابالغ ہوں تو میت کے ترکہ سے خرچ نہیں کر سکتے اس لیے کہ نابالغ کی اجازت شرعاً معتبر نہیں۔ اس کا عام طور پر خیال نہیں رکھا جاتا جو کہ گناہ ہے۔ لہٰذا اگر دسویں یا چالیسویں وغیرہ پر خرچ کرنا چاہیں تو اپنے مال سے کریں۔ مگر اس میں بھی حد اعتدال چاہیے۔ نام و نمود، ریا کاری یا دوسروں پر سبقت حاصل کرنے کی غرض سے خرچ کرنا یا عزیز و اقرباء کی دعوت کرنا شرعاً ممنوع ہے۔

نیز اگر دسویں یا چالیسویں کے ختم کی بجائے خفیہ صدقات و خیرات کر کے یا نفل پڑھ کر یا روزہ رکھ کر ایصال ثواب کریں تو بہتر ہے اور اگر ضرورتاً کرنا ہی ہے تو اس میں علمائے اہل سنت کا لٹریچر بھی تقسیم کرنے کا اہتمام کریں تو بہتر ہو گا۔

اے عزیز! ہر شخص کو ایک دن مرنا ہے۔ اور کسی کو خبر نہیں کہ کس حال میں کہاں موت آئے؟ اس لیے ضروری ہے کہ میت کے غسل اور کفن دفن کے مسائل سیکھے جائیں۔ صرف یہ مولوی صاحب کا کام نہیں ہے۔ نیز نماز جنازہ ہر مسلمان کو یاد ہونی چاہیے۔

یاد رکھیں جب کسی کی جان نکلنے لگے تو فوراً اس کا منہ قبلہ کی طرف کر دینا چاہیے اور اس کے لیے چار پائی کی پائینتی قبلہ کو کی جائے تو کوئی حرج نہیں۔ کیونکہ چار مواقع پر قبلہ کی طرف پاؤں کیے جا سکتے ہیں۔

Marfat.com

۱۔ لیٹ کر نماز پڑھتے وقت

۲۔ میت کو غسل دیتے وقت

۳۔ جنازہ قبرستان لے جاتے وقت

۴۔ جان نکلنے کے وقت

جان کنی کے وقت سورۃ یٰسین کی تلاوت کرنی چاہیے اور اس کے احسن خاتمہ اور اپنے لیے دعا کرنی چاہیے۔ اس کی علامت یہ ہے کہ بیمار کی ناک ٹیڑھی اور کنپٹی نیچے بیٹھ جاتی ہے۔

اس کے پاس کلمہ طیبہ کا ورد بھی کرنا چاہیے تا کہ اس کا خاتمہ کلمہ طیبہ پر ہو۔ جان نکل جائے تو کسی کو رونے سے روکنا نہیں چاہیے کیونکہ زیادہ غم پر نہ رونے سے بھی سخت بیماری پیدا ہو سکتی ہے مگر نوحہ اور ماتم کی ممانعت ہے۔ رونے میں آواز نہیں بلکہ فقط آنسو بہیں۔ بے صبری کی باتیں نہیں کرنی چاہئیں۔ اور اگر اس سانحہ کے لیے خود کو پہلے سے ہی تیار کر لے تو اللہ تعالیٰ اس کا اجر بھی بہترین عطا فرماتا ہے۔ اس ضمن میں کتاب ہذا میں موجود ''صبر'' سے متعلق احکام پڑھ کر عمل کریں۔

اے مرید صادق! مہلکات اور معاملات کے ساتھ ساتھ منجیات کے اکثر مضامین تو نے پڑھ لیے۔ مصلحت کے تحت کچھ مضامین آخر میں بیان کئے جائیں گے۔ اب چوتھے رکن عبادات کا ذکر کیا جاتا ہے۔ اس سلسلہ میں عمومی مسائل سے ہٹ کر صرف وہی خصوصی مسائل بیان کئے جائیں گے۔ جن سے عوام کی اکثریت غافل ہے اور دراصل وہ عبادات کی روح ہیں۔

نماز کا بیان پہلے ہوگا۔ مگر نماز سے قبل ظاہری جنابت سے پاک ہونے کا طریقہ اور تیمم کے چند مسائل لکھے جائیں گے تا کہ عوام الناس استفادہ کر سکیں۔ چشم بینا سے اس باب کو پڑھ اور اس معیار پر اپنی عبادات کو پرکھ اگر اس معیار کے مطابق ہیں تو ہمہ وقت اللہ تعالیٰ کے شکر میں مشغول رہ اور اگر کچھ کمی یا کجی ہو تو انتہائی تکلف اور مجاہدہ کے ساتھ ان جواہر کو حاصل کرنے کی سعی کر کہ یہی جواں مردوں کے کام ہیں۔

جسم کے غیر ضروری بال اور ناخنوں کا بیان

زیر ناف بال صاف کرنے، بغلوں کے بال اکھاڑنے اور ناخن تراشنے یا مونچھیں کتروانے کی آخری مدت چالیس دن ہے۔ بعض علماء کے نزدیک یہ مدت مسافر کے لیے ہے، مقیم بیس دن سے تجاوز نہ کرے۔

Marfat.com

جمعہ کے دن یا جمعرات بعد نماز عصر ناخن تراشنا مستحب ہے۔ دائیں ہاتھ کی شہادت کی انگلی سے شروع کرے چھنگلیا اور پھر بائیں ہاتھ کی چھنگلیا سے شروع کر کے بالترتیب انگوٹھے تک تراشے دائیں ہاتھ کے انگوٹھے کا ناخن سب سے آخر میں تراشے۔ پاؤں کے ناخن تراشتے وقت دائیں پاؤں کی چھنگلیا سے شروع کر کے انگوٹھے تک اور پھر دائیں انگوٹھے سے شروع کر کے بائیں چھنگلیا پر ختم کرے۔

بیس سے زائد صحابہ کرام نے روایت کی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سر کے درمیان مانگ نکالتے اور صحابہ کرام کو بھی اس طرح حکم دیا کرتے تھے لہٰذا سر کے درمیان مانگ نکالنا سنت ہے۔ طاق بار آنکھوں میں سرمہ لگانا، سر کو تیل لگانا اور سفر وحضر میں قینچی، کنگھی، مسواک، سرمہ دانی، تیل کی شیشی اور عصا اپنے پاس رکھنا بھی مستحب ہے۔

غسل، وضو اور تیمّم کا بیان

جب غسل کی حاجت ہو تو فوراً غسل کرنا مستحب ہے اگر فوراً نہ کر سکے تو وضو کر کے سو رہے اور فجر کی نماز سے پیشتر واجب ہے، ورنہ گنہگار ہوگا۔

غسل خانے میں...... اَللّٰھُمَّ اِنِّی اَعُوْذُبِکَ مِنَ الْخُبُثِ وَالْخَبَائِثِ پڑھ کر بایاں پاؤں اندر رکھے۔ کپڑے اتار کر اگر پانی ٹب میں ہو تو اس میں ہاتھ نہ ڈالے ورنہ سارا پانی مستعمل ہو جائے گا۔ احتیاط کے ساتھ پانی ڈونگے میں لے کر ہاتھ گٹوں تک دھوئے پھر استنجا کرے۔ یاد رہے کہ استنجا کرتے وقت دائیں ہاتھ سے پانی ڈالے اور بائیں ہاتھ سے پہلے پیشاب کے مقام کو دھوئے پھر ہاتھ دھو کر دوسری مرتبہ دھوئے پھر ہاتھ دھو کر تیسری مرتبہ دھوئے اور اس کے بعد ہاتھ دھو کر پاخانہ کے مقام کو بائیں ہاتھ کی انگلیوں کے درمیانی حصے سے خوب مل کر دھوئے۔ پھر ہاتھ دھو کر دوسری مرتبہ دائیں ہاتھ سے پانی ڈالکر بائیں ہاتھ کی انگلیوں کے درمیانی حصے سے خوب ملے اسطرح تین، پانچ یا سات مرتبہ جب چکناہٹ نہ رہے تو ہاتھ دھو لے۔ اسکے بعد جہاں نجاست وغیرہ لگی ہو اس کو صاف کرے۔ اسکے بعد مکمل وضو کرے۔ بعد ازاں اچھی طرح کلی کرے کہ پانی حلق تک جائے۔ پھر ناک میں پانی ڈالے کہ جہاں تک نرم جگہ ہے، دھل جائے۔ اس کے بعد دائیں کاندھے پر تین مرتبہ اور پھر بائیں کاندھے پر تین مرتبہ، پھر سر پر اور سارے جسم پر تین یا پانچ مرتبہ پانی ڈالے کہ ایک بال برابر بھی جگہ خشک نہ رہے۔ بغلوں اور ناف اور کانوں کے پیچھے اچھی طرح پانی پہنچ جائے۔ یاد رکھیں غسل میں تین فرض ہیں۔ کلی کرنا، ناک میں پانی ڈالنا اور پورے

Marfat.com

جسم پر پانی بہانا کہ ایک بال بھی سوکھا نہ رہے۔ اگران میں سے ایک بھی فرض رہ جائے تو غسل نہیں ہوتا۔ لہٰذا اسلامی بہنیں خاص طور پر خیال رکھیں کہ ناخنوں پر پالش نہیں ہونی چاہیے ورنہ غسل نہیں ہوگا اور نہ ہی نیل پالش کی موجودگی میں وضو درست ہے۔ اس لیے نیل پالش سے ہمیشہ پرہیز کرنے میں ہی بہتری ہے۔

کپڑے پہن کر غسل خانے سے غُفْرَانَکَ کہہ کر دایاں پاؤں باہر نکالیں اور دونوں پاؤں کے درمیان برابر فاصلہ رکھ کر قبلہ رخ ہو کر سورۃ الناس پڑھیں۔

غسل کرتے وقت بعض لوگ برہنہ (ننگے) کلمہ شریف پڑھتے رہتے ہیں، یہ گناہ ہے۔ اس حالت میں انتہائی ضرورت کے علاوہ ہر قسم کی گفتگو منع ہے۔ نیز قبلہ کی طرف منہ یا پشت کرنے کی بھی ممانعت ہے۔

نماز سے پہلے وضو کرنا فرض ہے مگر کوشش کرو کہ ہر وقت باوضو رہا جائے کیونکہ اس سے شیطانی خیالات اور نفسانی وسوسوں سے چھٹکارا بھی ملتا ہے اور اگر اس حالت میں موت آ جائے تو زہے نصیب ..... کہ بمطابق حدیث جس کو موت آئے اور وہ وضو کی حالت میں ہو تو اس کا شمار شہداء میں ہوگا۔

وضو کے چار فرائض ہیں۔ (۱) ہاتھوں کا کہنیوں سمیت دھونا۔ (۲) چہرے کا دھونا۔ (۳) چوتھائی سر کا مسح کرنا۔ (۴) پاؤں کا ٹخنوں سمیت دھونا۔

وضو میں سنن و مستحبات اور تفصیلی مسائل کے لیے ''بہار شریعت'' کی طرف رجوع کریں۔

جس کو وضو یا غسل کی حاجت ہو اور پانی میسر نہ ہو یا بیمار کو مستند حکیم یا ڈاکٹر نے پانی کے استعمال سے منع کیا ہو یعنی شرعی عذر کی بنا پر اگر پانی سے غسل و وضو نہ کر سکے تو اس کا متبادل تیمم ہے۔ اس میں تین فرض ہیں۔ (۱) نیت تیمم کرنا۔ (۲) دونوں ہاتھوں کی انگلیاں کشادہ کر کے زمین پر ماریں اور سارے چہرے کا مسح کریں جس طرح وضو میں دھویا جاتا ہے۔ اگر ہاتھوں پر گرد زیادہ لگ جائے تو اس کو پہلے جھاڑ لیں۔ (۳) دوسری مرتبہ زمین پر ہاتھ مار کر بائیں ہاتھ سے دایاں بازو اور دائیں ہاتھ سے بایاں بازو کہنیوں سمیت مل دیا جائے۔

وضو اور غسل دونوں کے لیے اسی طرح تیمم کیا جائے البتہ نیت الگ الگ کرنا ضروری ہے۔

نماز جنازہ اگر شروع ہو چکی ہو تو تیمم کر کے نماز میں شامل ہو سکتا ہے۔

Marfat.com

تحیۃ الوضواور تحیۃ المسجد

جب بھی وضو کیا جائے، اگر مکروہ وقت نہ ہو تو اعضاء خشک ہونے سے پہلے دو رکعت پڑھنا مستحب ہے۔ صحیح مسلم میں ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص وضو کرے اور اچھا وضو کرے اور ظاہر و باطن کے ساتھ متوجہ ہو کر دو رکعت پڑھے اس کے لے جنت واجب ہو جاتی ہے۔ غسل کے بعد بھی دو رکعت نماز مستحب ہے۔ بہتر ہے کہ پہلی رکعت میں الحمد شریف کے بعد قل یا ایھا الکفرون اور دوسری رکعت میں الحمد شریف کے بعد قل ھو اللہ احد پڑھے۔

جب بھی کسی مسجد میں جائے اگر مکروہ وقت نہ ہو تو دو رکعت تحیۃ المسجد پڑھے۔ دونوں رکعتوں میں تین تین بار سورہ اخلاص پڑھے۔ بخاری و مسلم میں ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص مسجد میں داخل ہو، بیٹھنے سے پہلے دو رکعت پڑھ لے۔ اگر چار پڑھ لے تو اور بھی بہتر ہے۔

عمامہ سے دس ہزار نیکی

نماز عمامہ کے ساتھ پڑھنا بے عمامہ کی ۷۰ نمازوں سے بہتر ہے۔ حدیث پاک میں ہے کہ عمامہ کے ساتھ نماز دس ہزار نیکی کے برابر ہے۔ نیز فرمایا بے شک اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے ان لوگوں پر سلامتی بھیجتے ہیں جو عمامہ کے ساتھ جمعہ پڑھتے ہیں۔ ایک اور مقام پر فرمایا۔ عمامہ عرب کا تاج ہے۔ جب عرب عمامہ چھوڑ دیں گے تو اپنی عزت اتار دیں گے۔ عربوں کی ذلت کی کئی وجوہات میں سے شاید ایک وجہ یہ بھی ہے کہ وہ عمامہ کی سنت کو ترک کر چکے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہدایت عطا فرمائے۔ آمین

☆☆☆☆☆☆☆

عجیب بات ہے کہ ہم دھوپ کے اوپر سائے کو ترجیع دیتے ہیں مگر دوزخ پر جنت کو ترجیع نہیں دیتے۔

جو شخص بندوں سے عزت چاہے خدا تعالیٰ اسکو ذلیل کرتا ہے۔

Marfat.com

نماز کی افادیت

اے عزیزو ہر طرح سے فرض ہے تم پر نماز
چاہیے پڑھتے رہیں چھوٹے بڑے گھر گھر نماز
تندرستی ہو یا بیماری وطن ہو یا ہو سفر
گر نہ ممکن ہو اترنا پڑھنا سواری پر نماز
بے نمازوں سے کوئی پوچھے کہ تابع کس کے ہو
پیشوا تو جتنے تھے پڑھتے تھے افزوں تر نماز
پیشواؤں کے طریقے ہی پر چلنا چاہیے
پڑھتے آئے ہیں ہمیشہ پیر و پیغمبر نماز

نماز اسلام کا سب سے اہم رکن ہے اور دین کی بنیاد ہے۔ اور سب عبادتوں کی سردار اور پیشوا ہے جو شخص پانچ فرض نمازیں معہ شرائط وقت پر ادا کیا کرے اس کے واسطے اللہ تعالےٰ کا وعدہ ہے کہ وہ اس کی حمایت اور امان میں رہے گا۔ گناہ صغیرہ اس کی برکت سے معاف ہو جاتے ہیں۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ان پانچ نمازوں کی مثل ایسی ہے جیسے کسی کے دروازے پر شفاف پانی بہتا ہو اور وہ پانچ بار روز اس میں نہاتا ہو۔ یہ فرما کر آپ نے پوچھا کہ جو شخص پانچ بار روز نہاتا ہو اس کے بدن پر کچھ میل رہنا ممکن ہے؟ لوگوں نے عرض کی کہ نہیں۔ آپ نے فرمایا۔ جس طرح پانی میل کو دور کرتا ہے اس طرح یہ پانچ نمازیں گناہوں کو دور کرتی ہیں۔

ایک اور حدیث میں ہے کہ قیامت کے دن اگر نمازیں مکمل ہوئیں تو دوسرے اعمال اس کے تابع ہو کر مقبول ہو جائیں گے اور اگر معاذ اللہ نماز میں نقص ہوا تو اور سب اعمال سمیت اس کے منہ پر پھیر ماریں گے۔

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم باہم باتیں کر رہے ہوتے تھے۔ جب نماز کا وقت آ جاتا تو نہ آپ مجھے پہچانتے تھے اور نہ میں آپ کو پہچانتی تھی۔ گویا نماز کا وقت آتے ہی معبود برحق کی عظمت و ہیبت ظاہر و باطن پر طاری ہو جاتی تھی اور حضور سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز ادا فرماتے تھے تو آپ کا دل حق منزل اس طرح جوش کھاتا تھا جس طرح پانی سے بھری ہوئی تانبے کی دیگ آگ پر جوش کھاتی اور آواز دیتی ہے۔ اور

Marfat.com

شیر خدا حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ جب نماز کا ارادہ کرتے تھے تو آپ کے بدن میں لرزہ پڑ جاتا تھا اور رنگ متغیر ہو جاتا تھا اور فرماتے تھے کہ وہ امانت اٹھانے کا وقت آیا کہ ساتوں آسمان و زمین جسے نہ اٹھا سکے۔ لہٰذا ظاہری آداب کے ساتھ ساتھ نماز کی باطنی شرائط کو بھی ملحوظ خاطر رکھ کر نماز ادا کرنا ضروری ہے۔

بے نمازی کا حکم

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جب کوئی شخص جان بوجھ کر نماز چھوڑتا ہے تو اس کا نام جہنم کے دروازے پر جہنمیوں کی فہرست میں لکھ دیا جاتا ہے۔ نیز آپ کا یہ بھی ارشاد ہے کہ ہمارے اور کفار کے درمیان نماز چھوڑنے کا فرق ہے جس نے اسے (فرض نہ جانتے ہوئے) چھوڑا وہ کافر ہو گیا۔

حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اگر نماز کے لیے بلایا جائے اور واجب جانتے ہوئے کوئی شخص نماز چھوڑے تو اسے تین دن تک توبہ کی مہلت دی جائے، پھر تلوار سے قتل کر دیا جائے۔ نہ اس کی نماز جنازہ پڑھی جائے اور نہ ہی مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کیا جائے۔

حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں، اسے قتل نہ کیا جائے بلکہ قید کر دیا جائے یہاں تک کہ نماز پڑھے اور توبہ کرے یا قید کی حالت میں مر جائے۔

حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں، اسے حد کے طور پر تلوار سے قتل کیا جائے لیکن کافر قرار نہ دیا جائے۔

ان ارشادات کو پیش نظر رکھ کر کسی مسلمان کو کسی بھی حال میں نماز ترک نہیں کرنی چاہیے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوةَ وَاَنْتُمْ سُكٰرٰى حَتّٰى تَعْلَمُوْا مَا تَقُوْلُوْنَ۔

''نماز کے قریب نہ جاؤ، جب تم نشے کی حالت میں ہو۔''

اس میں سُکٰرٰی سے بعضوں نے یہ مراد لی ہے کہ کثرت غم سے متوالے ہوں اور بعضوں نے کہا، دنیا کی محبت سے مست ہوں کیونکہ بہت سے نمازی ایسے ہوتے ہیں کہ نشہ پیئے ہوئے نہیں ہیں مگر ان کو نہیں خبر ہوتی کہ نماز میں کیا کہہ رہے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو دیکھا کہ نماز میں اپنی داڑھی سے کھیلتا ہے، فرمایا کہ اگر اس کا دل خشوع کرتا تو اس کے اعضاء بھی

Marfat.com

خشوع کرتے۔ نیز فرمایا کہ جس شخص کو اس کی نماز فحش اور برائیوں سے منع نہ کرے تو وہ اللہ تعالےٰ سے دور ہی ہوتا جائے گا۔

حدیث نبوی ہے۔ ''بندہ کے لیے اس کی نماز میں سے اسی قدر ہے جس قدر کو وہ سمجھے۔'' اور اگر اپنے مافی الضمیر کو وہ سمجھ نہیں رہا مثلاً اگر دل غافل ہو اور زبان سے اھدنا الصراط المستقیم جاری کیا تو اس سے کیا حاصل ہوگا۔ پس جس صورت میں ذکر سے فروتنی اور دعا کا ہونا مقصود نہ ہو تو غفلت کے ساتھ زبان ہلانے میں کون سی دقت پڑے گی۔ خصوصاً عادت پڑنے کے بعد تو کچھ بھی دشواری نہ ہوگی۔

ایک روایت حسن بصری سے مروی ہے کہ جس نماز میں دل حاضر نہ ہو وہ عذاب کی طرف جلد لے جاتی ہے اور حضرت معاذ بن جبل سے روایت ہے کہ جو شخص نماز میں قصداً پہچانے کہ اس کے دائیں بائیں کون ہے تو اس کی نماز نہ ہوگی اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بندہ نماز پڑھتا ہے اور اس میں سے اس کے لیے چھٹا حصہ اور دسواں بھی نہیں لکھا جاتا صرف اس قدر لکھا جاتا ہے جس قدر اس میں سے سمجھتا ہے۔

باطنی امور جو تکمیل نماز کا ذریعہ ہیں

واضح ہو کہ ان امور کے لیے بہت سے الفاظ ہیں مگر چھ لفظ ان سب کو جمع کرتے ہیں جن کی تفصیل مع اسباب اور علاج کے لکھی جاتی ہے۔ ان میں سے اول حضور دل ہے اور اس سے مراد یہ ہے کہ جس کام کو آدمی کر رہا ہے اور جس کلام کو بول رہا ہے اس کے سوا دوسری چیزوں سے دل فارغ ہو یعنی دل کو فعل اور قول دونوں کا علم ہو اور دونوں کے سوا اور کسی چیز میں فکر جولانی نہ کرتی ہو اور جبکہ آدمی کی فکر جس کام میں وہ لگا ہوا ہے اس سے دوسری طرف نہ جاوے اور اس کام کی یاد دل میں ہو اور اس کی کسی چیز سے غفلت نہ ہو تو حضور دل حاصل ہے۔

دوسری بات فہم ہے یعنی کلام کے معنی کو سمجھنا اور یہ حضور دل کے سوا دوسری بات ہے اس لیے کہ اکثر ایسا ہوتا ہے کہ دل لفظوں کے ساتھ حاضر ہوتا ہے ان کے معنوں کے ساتھ حاضر نہیں ہوتا تو ہمارا مقصود فہم سے دل میں معنی لفظ کا علم ہونا ہے اور اس مقام میں لوگ مختلف ہوتے ہیں کیونکہ معنی لفظ قرآن اور تسبیحات کے سمجھنے میں سب لوگ یکساں نہیں ہونے اور بہت سے لطیف معانی ایسے ہوتے ہیں کہ نمازی عین نماز میں ان کو سمجھ لیتا ہے حالانکہ وہ اس کے دل میں پہلے کبھی نہ گزرے تھے۔

Marfat.com

تیسری بات تعظیم ہے جو حضور دل اور فہم کے علاوہ ہے کیونکہ آدمی اپنے غلام سے کوئی کلام کرتا ہے اور دل بھی اس کا حاضر ہوتا ہے اور معنی اپنے کلام کے سمجھتا ہے مگر غلام کی تعظیم نہیں کرتا۔ اس سے معلوم ہوا کہ تعظیم حضور دلی اور فہم سے بڑھ کر ہے۔ چوتھی ہیبت جو تعظیم سے بھی بڑھ کر ہے بلکہ ہیبت اس خوف کو کہتے ہیں، جس کا منشا تعظیم ہو۔ کیونکہ جس کو بالکل خوف نہ ہو اس کو ہیبت زدہ نہیں کہتے اور نہ بچھو سے غلام کی بد خلقی اور دوسری اسی جیسی ادنیٰ چیزوں سے ڈرنے کو ہیبت کہتے ہیں بلکہ بڑے بادشاہ سے خوف کرنے کو ہیبت کہتے ہیں غرضیکہ ہیبت وہی خوف ہے جو اجلال اور تعظیم کی جہت سے پیدا ہو۔

پانچویں رجاء...... اس میں کچھ شک نہیں۔ ان پہلی باتوں کے علاوہ ہے۔ سب ایسے لوگ ہیں کہ کسی بادشاہ کی تعظیم کرتے ہیں اس کے دبدبے سے ڈرتے ہیں مگر ان سے توقع کچھ نہیں رکھتے اور بندے کو چاہیے کہ اپنی نماز سے اللہ تعالیٰ کے ثواب کے توقع رکھے جیسے کہ گناہ سے اس کے عذاب کا خوف کرتا ہے۔

چھٹی حیا، یہ ان پانچوں سے علیحدہ ہے۔ کیونکہ اس کا منشا اپنی خطا پر واقف ہونا اور اپنے قصور کا وہم گزرتا ہے تو تعظیم اور خوف اور رجاء ایسے ہو سکتے ہیں جن میں حیا نہ ہو اگر تقصیر کا وہم اور گناہ کے ارتکاب کا خیال نہ ہو تو ظاہر ہے کہ حیا نہ ہوگی۔ غرض کہ ان چھ باتوں سے نماز کی روح پوری ہوتی ہے۔

مولا سے اپنے ملتا ہے بندہ نماز میں
اٹھ جاتا ہے جدائی کا پردہ نماز میں
آ پہنچا خاص اپنے شہنشاہ کے حضور
جب بندہ ہاتھ باندھ کے آیا نماز میں
گر قبر کے اندھیرے سے ڈر ہے تو پڑھ نماز
ہے ظلمت لحد کا اجالا نماز میں
نرمی سے کرتا ہے ملک الموت قبض جان
سختی موت کا ہے بچاوی نماز میں
یہ قبر میں انیس یہ محشر میں ہو شفیع
عقبیٰ کی راحتیں ہیں سراپا نماز میں

Marfat.com

نماز میں حضوری کیسے حاصل ہوتی ہے؟

حضور دل کا سبب ہمت ہوتی ہے اس لیے کہ آدمی کا دل اس کی ہمت کے تابع ہوتا ہے اور ہمت ہم سے مشتق ہے۔ جس کے معنی فکر کے ہیں تو جو بات آدمی کو فکر میں ڈالتی ہے اس میں دل حاضر ہوتا ہے اور یہ بات آدمی کی سرشت میں ہے کہ فکر والے کام میں دل خواہ مخواہ حاضر رہتا ہے اور نماز میں دل حاضر نہ ہو تو بے کار نہ رہے گا بلکہ دنیا کے امور میں سے جس بات میں آدمی کی ہمت یعنی فکر مصروف ہوگی اسی میں دل موجود رہے گا۔

نماز میں دل کے حاضر ہونے کا کوئی حیلہ اور علاج نہیں سوائے اس کے کہ ہمت کو نماز کی طرف پھیرا جائے اور ہمت نماز کی طرف نہ پھرے گی جب تک یہ ظاہر نہ ہو جاوے کہ غرض مطلوب اسی سے متعلق ہے یعنی اس بات کا یقین اور تصدیق کہ آخرت بہتر اور پائیدار اور غرض مطلوب ہے۔

نماز اس مطلوب کے حصول کا ذریعہ ہے پس جب اس بات کو دنیا اور اس کے مہمات کے حقیر جاننے کے ساتھ ملاؤ تو ان دونوں کے مجموعہ سے نماز میں حضور دل حاصل ہوگا اور جب تم کسی حاکم کے پاس جاتے ہو جو تمہارا نہ نفع کر سکے نہ ضرر، تو اس وقت اس جیسی بات سوچنے سے دل حاضر ہو جاتا ہے تو اگر شہنشاہ حقیقی کی مناجات کے وقت جس کے قبضہ قدرت میں ملک اور ملکوت اور نفع اور نقصان ہے تمہارا دل حاضر نہ ہوتا ہو تو اس کا سبب سوائے اپنے ایمان کے ضعیف ہونے کے اور کچھ مت گمان کرنا اور اس صورت میں تم کو اپنے ایمان کے مضبوط کرنے میں کوشش کرنی چاہیے۔

باطنی وسوسے دور کرنے کا طریقہ

باطنی وسوسے دور کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ نفس کو زبردستی اس بات پر لاوے کہ جو کچھ نماز میں پڑھے اس کو سمجھے اور اس میں لگا رہے۔ دوسری چیز میں مشغول نہ ہو۔ نفس کو آخرت کی یاد دلائے اور مناجات کا موقف اور اللہ تعالیٰ کے سامنے کھڑا ہونے کا خطرہ اور موت کے بعد کے احوال اس کے سامنے پیش کرے اور دل کو نیت سے پیشتر سب فکر کی چیزوں سے خالی کرے اور کوئی مشغلہ ایسا نہ چھوڑے جس کی طرف دل توجہ کرے کیونکہ جو چیز آدمی کو ایسی نماز سے روکے وہ اس کے دین کی ضد اور اس کے دشمن ابلیس کا لشکر ہے تو اس کا روک رکھنا بہ نسبت دور کرنے کے زیادہ مضر ہے۔ اس سے نجات تبھی ہے کہ اس کو علیحدہ کردے۔ چنانچہ مروی ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ابوجہم ایک چادر سیاہ جس کے دو پلو تھے، لائے اور اس کو آپ نے پہن کر نماز

Marfat.com

پڑھی تو بعد نماز کے اس کو اتار ڈالا اور فرمایا کہ اس کو ابو جہم کے پاس لے جاؤ کہ اس نے مجھ کو اب میری نماز سے غافل کر دیا اور مجھ کو سادہ چادر لا دو۔

حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ نے اپنے باغ میں نماز پڑھی۔ اس کے درختوں میں ایک جانور اودے رنگ کا اوپر جانے کو اڑا۔ ان کو وہ پرندہ اچھا معلوم ہوا اور گھڑی بھر تک اس کو دیکھا اور یہ یاد نہ رہا کہ کتنی رکعات پڑھی ہیں۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مبارک میں ذکر کیا کہ آج یہ فتنہ مجھ پر گزرا اور عرض کیا اب وہ باغ صدقہ ہے جہاں چاہیے اس کو صرف فرمائیے۔

ایک شخص کا ذکر ہے کہ اس نے اپنے باغ میں نماز پڑھی اور اس کے خرما کے درخت پھلوں کے مارے جھکے پڑے تھے ان کو جو دیکھا تو اچھے معلوم ہوئے اور یہ بھول گئے کہ کتنی نماز پڑھی ہے۔ یہ ماجرا حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے ذکر کیا اور پھر کہا، یہ باغ صدقہ ہے اس کو اللہ تعالےٰ کی راہ میں صرف کیجئے۔

اکابر سلف فکر کی جڑ کو کاٹتے اور نماز کے نقصان کے کفارہ کے لیے یہ تدبیریں کرتے تھے اور واقع میں علت کے مادے کو جڑ سے اکھاڑنے کی تدبیر یہی ہے کہ اس کے سوا دوسری بات مفید نہ ہو ں۔ اس کی مثال ایسی ہے کہ کوئی شخص درخت کے نیچے بیٹھ کر یہ چاہے کہ میرا فکر صاف ہو اور اس پر کئی چڑیاں بول بول کر اس کی فکر کو منتشر کرتی ہوں اور وہ ایک لکڑی ہاتھ میں لے کر ان کو اڑا دے اور پھر اپنی فکر میں مشغول ہو اور چڑیاں بھی غل کرنے لگیں پھر یہ لکڑی سے بھگائے اور کوئی اس سے کہے یہ چال جو تم چل رہے ہو کبھی پوری نہ ہوگی اگر تم اس سے چھٹی چاہتے ہو تو درخت اکھاڑ ڈالو۔

یہی حال شہوت کے درخت کا ہے، جب اس کی شاخیں پھیل جاتی ہیں تو اس پر افکار اسی طرح دوڑتے ہیں جیسے چڑیاں درخت پر دوڑتی ہیں یا مکھی غلاظت پر ان کے دفع کرنے پر کام بڑھتا ہے کیونکہ مکھی کو جب ٹال دو پھر چلی آتی ہے۔ یہی حال وسوسوں کا ہے اور یہ شہوتیں بہت سی ہیں اور بندہ ان سے بہت کم خالی ہوتا ہے۔ اس سے خالی ہونے کے لیے ان کیفیات کی ضرورت ہے جو میدان کربلا میں شہید وفا امام حسین رضی اللہ عنہ نے خود پر وارد کر کے نماز ادا کی اور وہ درس دیا کہ اس کی مثال پیش نہیں کی جاسکتی۔ حکیم الامت علامہ محمد اقبال نے اس کی یوں عکاسی کی ہے۔

اسلام کے دامن میں اور اس کے سوا کیا ہے
اک ضرب یدِ اللّٰہی اک سجدہ شبیری

Marfat.com

برائیوں کی جڑ دنیا کی محبت ہے

ان سب وسوسوں کی جڑ ''دنیا کی محبت'' ہے۔ یہ ہر ایک برائی کی جڑ اور ہر نقصان کی بنیاد اور ہر ایک فساد کا منبع ہے۔ اسی لیے سلطان باھو فرماتے ہیں۔

ادھی لعنت دنیا تائیں ساری دنیا داراں ہو
جیں راہ صاحب دے خرچ نہ کیتی لین غضب دیاں ماراں ہو
پیوواں کولوں پتر کھوہاوے بھٹھ دیناں مکاراں ہو
جنہاں ترک دنیا دی کیتی باھو لین باغ بہاراں ہو

اور جس شخص کا باطن دنیا کی محبت پر مشتمل ہو، اس کو طمع نہ کرنا چاہیے کہ نماز میں لذت مناجات بھی اس کو صاف حاصل ہو گی تاہم اس کو مجاہدہ نہ چھوڑنا چاہیے اور جس طرح ہو سکے دل کو نماز کی طرف پھیرے اور اسباب فکر میں ڈالنے والی چیزوں کی کمی کرے۔ غرض یہ دوا تلخ ہے اور اس کی تلخی کی جہت سے طبیعتیں اس کو بدمزہ کر دیتی ہیں اور روگ پرانا اور درد لا علاج ہو گیا یہاں تک کہ اکابر نے قصد کیا کہ دو رکعات ایسی پڑھیں جن میں دنیا کے امور کو اپنے دل میں نہ لا دیں تو یہ ان سے نہ ہو سکا۔ جب ان لوگوں کو اس طرح کا دوگانہ میسر نہ ہوا تو ہم جیسوں کو اس کی طمع نہیں ہو سکتی۔

حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا "اَلدُّنْیَا جِیْفَةٌ وَطَالِبُهَا کِلَابٌ" دنیا مردار ہے اور اسکے چاہنے والے کتے ہیں۔ شارحین حدیث فرماتے ہیں کہ دنیا دار کو کتے کے ساتھ تشبیہ دینے میں کئی حکمتیں ہیں۔ مگر چار وجوہات ایسی ہیں جن کا مشاہدہ کھلی آنکھ سے کیا جا سکتا ہے۔ اول یہ کہ مثلاً کوے اور کتے کے مردار کھانے میں فرق یہ ہے کہ کوا صرف گوشت کھاتا ہے جبکہ کتا گوشت بھی کھاتا ہے اور ہڈیاں بھی نہیں چھوڑتا۔ یعنی دنیا دار دنیا کی ہر نرم و سخت چیز کو ہڑپ کر جاتا ہے۔

ثانیاً یہ کہ کوا مردار کا گوشت صرف دن کو کھاتا ہے جبکہ کتا دن کو بھی کھاتا ہے اور رات کو بھی مردار کھانے میں مشغول رہتا ہے۔ اسی طرح دنیا دار آدمی دنیا حاصل کرنے کیلئے نہ دن دیکھتا ہے اور نہ ہی رات بلکہ ہر لمحہ ہر گھڑی اسی دنیا کے حصول میں لگا رہتا ہے۔

ثالثاً یہ کہ کوا مردار کھاتے وقت دوسرے کوں کو آواز لگا کر بلا لیتا ہے۔ اور کتا نہ صرف یہ کہ دوسرے کتوں کو بلاتا نہیں بلکہ اگر کوئی کتا اتفاقاً آ بھی جائے تو اپنی طاقت کے بل بوتے پر اسے مردار سے دور ہٹا کر سارا خود ہی ہڑپ کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ اسی طرح دنیا دار بھی دنیا کے حصول میں کسی اور کو شریک نہیں کرتا چاہے اسکے قریبی ہی کیوں نہ ہوں۔

Marfat.com

رابعہ یہ کہ اگر کوا مر جائے تو کوا کوے کا گوشت نہیں کھاتا۔ مگر کتا مر جائے تو کتا اپنے ہم جنس کتے کا گوشت بھی کھانے سے پرہیز نہیں کرتا۔ اسی طرح دنیا دار دنیا کی محبت میں اپنے حقیقی بیٹے، والدین، بیٹیاں یا دیگر رشتہ داروں کو قتل تک کرنے سے گریز نہیں کرتا۔ روزانہ کے اخبارات اس پر شاہد ہیں اور ہمارے ارد گرد ماحول میں بھی ایسی مثالیں آپ کھلی آنکھ سے دیکھ سکتے ہیں۔ سچ ہے۔

ایہہ دنیا زن حیض پلیتی دھویاں پاک نہ تھیوے ہو
جیں فقر گھر دنیا ہووے لعنت اس دے جیوے ہو
حب دنیا دی رب تھیں موڑے ویلے فکر کچیوے ہو
طلاق دنیا نوں دیئے جے باہو سچ پچھیوے ہو

مگر یہ خیال رہے کہ دنیا کی تعریف کیا ہے؟ یاد رکھیں ہر وہ چیز جو اللہ تعالیٰ جل جلالہ سے بندے کو دور کرنے کا سبب بنے وہ دنیا ہے۔ لہٰذا دنیا کی محبت سے اجتناب میں ہی حقیقی لذت ہے۔ دنیا کی محبت سے خالی ہو کر ہی نماز میں اللہ تعالیٰ کی محبت کا جوہر حاصل کیا جا سکتا ہے۔

کاش ہم کو نماز میں سے آدھی خواہ تہائی وساوس سے خالی مل جائے تو انہی لوگوں میں سے ہو جائیں جنہوں نے نیک اور بد اعمال کو ملا جلا دیا۔ حاصل یہ کہ دنیا کی فکر اور آخرت کی ہمت دل میں ایسی ہے جیسے تیل کے بھرے پیالے میں پانی ڈالو جس قدر پانی پیالے میں جاوے گا اسی قدر یقیناً تیل نکل جاوے گا یہ نہ ہوگا کہ دونوں جمع ہو جاویں۔

نماز تہجد

رات کے آخری حصہ میں سو کر اٹھے تو تہجد کی کم از کم چار اوسط آٹھ اور زیادہ سے زیادہ بارہ رکعات ادا کرے۔ جو بھی سورتیں اس میں پڑھ سکے پڑھے مگر بارہ رکعات کی نماز میں اگر پہلی رکعت میں بارہ دفعہ سورہ اخلاص اور دوسری میں گیارہ مرتبہ اور اسی طرح ایک ایک مرتبہ کم کرتا جائے اور آخری میں ایک بار پڑھے تو بہتر ہے۔ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، قیامت کے دن لوگ میدان میں جمع کیے جائیں گے، اس وقت منادی پکارے گا۔ کہاں ہیں جن کی کروٹیں خواب گاہوں سے جدا ہوتی تھیں، وہ لوگ کھڑے ہوں گے اور تھوڑے ہوں گے۔ یہ جنت میں بغیر حساب کے داخل ہوں گے۔ پھر اور لوگوں کے لیے حساب کا حکم ہوگا۔ نیز آپ کا ارشاد ہے کہ رات کے آخری پہر میں اللہ رب العزت آسمان دنیا پر تجلی خاص فرماتا ہے اور فرماتا ہے، ہے کوئی دعا کرنے والا کہ اس کی دعا قبول کروں، ہے کوئی مغفرت چاہنے والا کہ اس کی بخشش

Marfat.com

کروں۔ لہٰذا نماز تہجد کی عادت پختہ ہونی چاہیے۔

نماز اشراق

ترمذی شریف کی حدیث ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص فجر کی نماز جماعت سے پڑھ کر ذکر خدا کرتا رہا، یہاں تک کہ آفتاب بلند ہوگیا۔ پھر دو رکعتیں پڑھیں تو اسے پورے حج اور عمرہ کا ثواب ہوگا۔

بہتر ہے کہ پہلی رکعت میں آیت الکرسی خَالِدُوْنَ تک پڑھے اور دوسری رکعت میں اٰمَنَ الرَّسُوْلُ سے لے کر آخر سورہ بقرہ تک پڑھے۔ سورج نکلنے کے بیس منٹ بعد پڑھنی چاہیے۔

نماز چاشت

کم از کم دو اور زیادہ سے زیادہ بارہ رکعات چاشت کی جب سورج میں تپش پیدا ہو جائے اور زوال سے پہلے پڑھنی چاہئیں۔ حدیث شریف میں ہے کہ جس نے چاشت کی بارہ رکعتیں پڑھیں اللہ تعالےٰ اسکے لیے جنت میں سونے کا محل بنائے گا۔

صلوٰۃ التسبیح

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے فرمایا، اے چچا! کیا میں تم کو عطا نہ کروں۔ کیا میں تم کو بخشش نہ کروں، کیا میں تم کو نہ دوں، کیا تمہارے ساتھ احسان نہ کروں۔ دس خصلتیں ہیں کہ جب تم کرو تو اللہ تعالےٰ تمہارے گناہ بخش دے گا۔ اگلا پچھلا، پرانا نیا جو بھول کر کیا اور جو قصداً کیا، چھوٹا اور بڑا پوشیدہ اور ظاہر اس کے بعد صلوٰۃ التسبیح کی تلقین فرمائی کہ اگر تم سے ہو سکے کہ ہر روز ایک بار پڑھو تو کرو اور اگر روزانہ نہ کرو تو ہر جمعہ میں ایک بار، اور یہ نہ کرو تو ہر مہینہ میں ایک بار، اور یہ بھی نہ کرو تو عمر میں ایک بار۔

اللہ اکبر کہہ کر سُبْحَانَکَ اللّٰھُمَّ پڑھے۔ پھر یہ پڑھے سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ، ۱۵ بار۔ پھر تعوذ اور بسم اللہ اور الحمد شریف اور سورۃ پڑھ کر دس بار یہی تسبیح پڑھے۔ پھر رکوع کرے، اور رکوع میں سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِیْمِ کے بعد ۱۰ مرتبہ یہی تسبیح پڑھے۔ پھر رکوع سے کھڑے ہو کر رَبَّنَا لَکَ الْحَمْدُ کے بعد کھڑے کھڑے دس دفعہ یہ تسبیح پڑھے۔ پھر سجدہ میں جائے اور سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی کے بعد ۱۰ مرتبہ تسبیح پڑھے۔ پھر سر اٹھائے اور بیٹھے (دونوں سجدوں کے درمیان) ۱۰ بار پڑھے۔ پھر دوسرے سجدے میں ۱۰ بار پڑھے۔ یوں

Marfat.com

چار رکعات پڑھے۔ ہر رکعت میں ۷۵ بار تسبیح اور چاروں میں تین سو بار ہوگی۔

ابن عباس نے فرمایا کہ پہلی رکعت میں سورۃ التکاثر، دوسری میں والعصر، تیسری میں کافرون اور چوتھی میں اخلاص پڑھی جائے تو زیادہ ثواب ہوگا۔

نماز حاجت

حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو جب بھی کوئی اہم امر پیش آتا تو دو یا چار رکعت نماز حاجت پڑھتے۔ پہلی رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد تین بار آیت الکرسی پڑھے اور باقی تین رکعت میں سورہ اخلاص، الفلق اور الناس ایک ایک بار پڑھے۔ تو یہ ایسی ہیں جیسے شب قدر میں چار رکعات پڑھیں۔ مشائخ فرماتے ہیں ہم نے یہ نماز پڑھی تو ہماری حاجتیں پوری ہوئیں۔

نماز اوابین

حدیث میں ہے کہ جو شخص نماز مغرب کے بعد چھ رکعات پڑھے اور ان کے درمیان میں کوئی بری بات نہ کہے تو بارہ برس کی عبادت کا ثواب ہوگا۔ نیز اس کے گناہ بخش دیئے جائیں گے۔ اگر چہ سمندر کے جھاگ کے برابر ہوں۔ اس کو نماز اوابین کہتے ہیں۔ ہر رکعت میں الحمد شریف کے بعد تین تین مرتبہ سورہ اخلاص پڑھنا بہتر ہے نیز دو دو رکعات تین سلاموں کے ساتھ ادا کرنی چاہئیں۔

نماز استخارہ

اگر کسی کام کے کرنے یا نہ کرنے کے متعلق تذبذب ہو کہ فائدہ ہوگا یا نقصان؟ یا بالفرض کسی جگہ رشتہ کرنا فائدہ مند ہوگا یا نقصان دہ۔ تو ایسے امور میں نماز استخارہ پڑھنے کا حکم ہے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نماز استخارہ کی تعلیم قرآن پاک کی تعلیم کی طرح دیا کرتے تھے۔ بعد نماز عشاء دو رکعت نفل استخارہ اس طرح ادا کرے کہ پہلی رکعت میں الحمد شریف کے بعد سورۃ الکافرون اور دوسری رکعت میں الحمد شریف کے بعد سورۃ اخلاص پڑھے۔ سلام پھیرنے کے بعد ایک سو ایک (۱۰۱) مرتبہ ''یا قدوس'' پڑھے اور دائیں ہاتھ پر دم کر کے قبلہ رخ بمطابق سنت سو جائے۔ پہلی رات کوئی اشارہ نہ ملے تو متواتر گیارہ رات تک اسی طرح پڑھے۔ انشاء اللہ رہنمائی مل جائے گی۔

شب برات

شعبان المعظم کی پندرہویں رات کو اللہ تعالیٰ پورے سال کے امور کی تدبیر فرماتا ہے۔ ہر

Marfat.com

حکمت والے کام کا فیصلہ اسی رات میں ہوتا ہے اس لیے مومن شب بیداری کی سعادت حاصل کرتے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ ایک آدمی کھیتی باڑی کر رہا ہوتا ہے یا شادی کرتا ہے حالانکہ اس کا نام مردوں کی فہرست میں لکھ دیا جاتا ہے۔ عزت، نعمت، رزق اور حج وغیرہم امور کی سعادت حاصل کرنے والوں کی فہرست بن جاتی ہے اور اس میں سال بھر نہ اضافہ ہوتا ہے اور نہ ہی کمی۔

اس رات میں ایک سو رکعات (نوافل) اس طرح پڑھی جاتی ہیں کہ ہر رکعت میں دس مرتبہ قل ھو اللہ احد پڑھیں۔ اس کو صلوٰۃ الخیر کہا جاتا ہے۔ اس کو باجماعت بھی پڑھا جاتا تھا۔ حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں، مجھ سے تیس صحابہ نے بیان کیا ہے کہ جو شخص اس رات یہ نماز پڑھے اللہ تعالیٰ اس کی طرف ستر بار نظر رحمت فرماتا ہے اور ہر نظر کے بدلے اس کی ستر حاجات پوری فرماتا ہے۔ سب سے کم درجہ کی حاجت اس کی بخشش ہے۔

یوم عاشورہ

جو شخص یوم عاشورہ کے دن چار رکعات اس طرح ادا کرے کہ ہر رکعت میں ایک بار سورہ فاتحہ اور پچاس بار سورہ اخلاص پڑھے، اللہ تعالیٰ اس کے پچاس برس کے گناہ معاف فرما دے گا۔

جمعۃ المبارک

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کا مفہوم ہے کہ جو آدمی جمعہ کے دن سب سے پہلے نماز کے لیے جائے، دو فرشتے اس کے لیے اونٹ قربان کرنے کا ثواب لکھتے ہیں۔ پھر گائے، بکری، مرغی اور انڈہ خیرات کر کے رضاء الٰہی حاصل کرنے کا اجر لکھا جاتا ہے۔ جب امام کھڑا ہوتا ہے تو کتابیں لپیٹ دی جاتی ہیں۔ فرمایا جمعہ کے دن اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو پیدا فرمایا، اسی دن ان کو جنت میں داخل کیا، اسی دن وہ زمین پر اترے، اسی دن قیامت قائم ہوگی۔ اسی دن میں ایک ایسی ساعت ہے کہ اللہ تعالیٰ دعا کو قبول فرماتا ہے۔

نماز جنازہ

نماز جنازہ کی نیت اس طرح کریں:

چار تکبیر نماز جنازہ فرض کفایہ، ثناء واسطے اللہ تعالیٰ کے، درود واسطے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے، ثواب واسطے حاضر میت کے، پیچھے اس امام کے منہ طرف قبلہ شریف اللہ اکبر

Marfat.com

نوٹ: نیت دل کے ارادہ کا نام ہے لہٰذا اگر الفاظ نہ بھی ادا کیے جائیں تو جس ارادہ سے آدمی شروع کرتا ہے وہی لکھا جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اگر مثلاً نماز ظہر کے فرض کی نیت کے الفاظ زبان سے ادا کرتے وقت منہ سے نماز عشاء نکل جائے تو اس میں کوئی قباحت نہیں کیونکہ نمازی نماز ظہر ادا کرنے کے لیے آیا ہے۔

پہلی تکبیر کے بعد یہ پڑھیں:

سُبْحٰنَكَ اللّٰهُمَّ وَ بِحَمْدِكَ وَ تَبَارَكَ اسْمُكَ وَ تَعَالٰى جَدُّكَ وَ جَلَّ ثَنَاءُكَ وَلَا اِلٰهَ غَيْرُكَ

دوسری تکبیر کے بعد یہ پڑھیں:

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰى اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ وَ سَلَّمْتَ وَ بَارَكْتَ وَ رَحِمْتَ وَ تَرَحَّمْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَ عَلٰى آلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ

تیسری تکبیر کے بعد یہ پڑھیں:

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِحَيِّنَا وَ مَيِّتِنَا وَ شَاهِدِنَا وَ غَآئِبِنَا وَ صَغِيْرِنَا وَ كَبِيْرِنَا وَ ذَكَرِنَا وَ اُنْثٰنَا اَللّٰهُمَّ مَنْ اَحْيَيْتَهٗ مِنَّا فَاَحْيِهٖ عَلَى الْاِسْلَامِ وَ مَنْ تَوَفَّيْتَهٗ مِنَّا فَتَوَفَّهٗ عَلَى الْاِيْمَانِ۔

چوتھی تکبیر کے بعد دائیں طرف اور پھر بائیں طرف السلام علیکم و رحمۃ اللہ کہہ کر سلام پھیر دیں

لڑکے کی میت کی دعا:

اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ لَنَا فَرَطًا وَّ اجْعَلْهُ لَنَا اَجْرًا وَّ ذُخْرًا وَّ اجْعَلْهُ لَنَا شَافِعًا وَّ مُشَفَّعًا

لڑکی کی میت کی دعا:

اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهَا لَنَا فَرَطًا وَّ اجْعَلْهَا لَنَا اَجْرًا وَّ ذُخْرًا وَّ اجْعَلْهَا لَنَا شَافِعَةً وَّ مُشَفَّعَةً

چوتھی تکبیر کے بعد ہاتھ چھوڑ کر سلام پھیرنا چاہیے۔ دفن کے بعد قبر پر اذان کہنا میت کے لیے زیادہ مفید ہے۔

قبر پر مٹی ڈالتے وقت مستحب یہ ہے کہ سرہانے کی طرف سے ابتدا کی جائے اور ہر شخص اپنے

Marfat.com

دونوں ہاتھوں میں مٹی بھر کر قبر میں ڈال دے اور پہلی مرتبہ پڑھے۔ مِنْهَا خَلَقْنٰكُمْ (اسی زمین سے ہم نے تم کو پیدا کیا) دوسری مرتبہ پڑھے۔ وَ فِيْهَا نُعِيْدُكُمْ ۔ (اور اسی میں تم کو لوٹا کرلائیں گے) اور تیسری مرتبہ پڑھے۔ وَ مِنْهَا نُخْرِجُكُمْ تَارَةً اُخْرٰى (اور اسی سے قیامت کے روز تم کو دوبارہ نکال کھڑا کریں گے)

غائبانہ نماز جنازہ جائز نہیں ہے۔ زیارت قبور مستحب ہے اس کے لیے جمعہ کا دن افضل ہے۔

ایصال ثواب پر چالیس حج وعمرہ کا ثواب

''نزھتہ المجالس'' میں حضرت مولانا عبدالرحمٰن صفوری شافعی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کتاب المختار و مطالع الانوار میں حضور نبی اکرم ﷺ کی ایک روائیت میری نظر سے گزری ہے کہ مردہ کیلئے پہلی رات سے بڑھ کر کوئی سخت مصیبت نہیں آتی ہے پس خیرات دے کر اپنے مردوں پر رحم کیا کرو اور جس کے پاس نہ ہو وہ دو رکعتیں ادا کرے اور اس میں سورہ فاتحہ اور آیۃ الکرسی اور الھٰکم التکاثر اور قل ھواللہ احد گیارہ گیارہ بار پڑھے اور کہے کہ اے اللہ تعالیٰ! میں نے جس نیت سے یہ نماز پڑھی ہے تو خوب جانتا ہے۔ اس کا ثواب فلاں بن فلاں کی قبر میں پہنچادے۔ اللہ تعالیٰ اُسی وقت اسکی قبر کی طرف ہزار فرشتے روانہ فرماتا ہے اور ہر ایک کے ساتھ قسم قسم کا ہدیہ ہوتا ہے وہ قیامت تک اُسکا جی بہلاتے رہتے ہیں اور نماز پڑھنے والے کو درگاہ خداوندی سے اتنی نیکیاں عطا ہوتی ہیں جتنی کہ ساری دنیا میں وہ چیزیں ہونگی جن پر آفتاب چمکتا ہے اور اسکے چالیس ہزار درجے بلند کیے جاتے ہیں اور چالیس ہزار حج اور عمرہ کا ثواب پاتا ہے اور جنت میں اسکے لئے ہزار شہر بسا دیئے جاتے ہیں اور ہزار شہیدوں کا ثواب مرحمت ہوتا ہے اور اسکو ہزار جوڑے پہنائے جائیں گے۔ مولف کہتا ہے کہ یہ تو بڑے فائدے کی بات ہے ہر مسلماں کو چاہیے کہ مسلمان مردوں کے لیے ہر شب کو یہ نماز پڑھ کر بخشا کرے۔

بسم اللہ کی برکت سے بخشش

''تفسیر نعیمی'' میں ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ایک مرتبہ استنجا کی غرض سے باہر تشریف لے گئے راستے میں ایک قبر سے گزر ہوا تو آپ پر منکشف ہوا کہ صاحب قبر عذاب میں گرفتار ہے۔ آپ استنجا کر کے واپس آئے تو ملاحظہ فرمایا کہ اس قبر میں بجائے عذاب نور ہی نور ہے اور وہاں رحمت الٰہی کی بارش ہو رہی ہے۔ آپ بہت حیران ہوئے اور اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ اے باری تعالیٰ! اس میں کیا بھید ہے؟ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا اے روح اللہ! یہ شخص سخت گنہگار اور بدکار تھا

Marfat.com

اس وجہ سے عذاب میں گرفتار تھا۔لیکن یہ اپنی بیوی کو حاملہ چھوڑ کر فوت ہوا تھا۔اسکے ہاں لڑکا پیدا ہوا۔اب وہ بولنے کے قابل ہوا تو اسکی والدہ اسکو مکتب میں لے کر گئی ہے۔استاد نے ابھی ابھی اسکو ''بسم اللہ'' پڑھائی ہے۔ہمیں حیا آئی کہ اس کا بچہ دنیا میں محبت سے میرا نام لے رہا ہے اور میں اسکو زمین میں عذاب دوں لہذا اس کے عذاب کو راحت و رحمت میں بدل دیا ہے۔(سبحان اللہ)

زیارت قبور اور ایصال ثواب کا طریقہ

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم شہداء احد کی زیارت کو تشریف لے جاتے اور ان کے لیے دعا کرتے اور یہ بھی فرمایا کہ تم قبروں کی زیارت کیا کرو کہ وہ دنیا میں بے رغبتی کا سبب ہے اور آخرت کی یاد دلاتی ہیں۔نیز آپ تعلیم دیتے تھے کہ جب تم قبروں کے پاس جاؤ تو یوں کہو۔

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ اَھْلَ الدِّیَارِ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُسْلِمِیْنَ وَاِنَّا اِنْشَاءَ اللّٰہُ بِکُمْ لَاحِقُوْنَ نَسْأَلُ اللّٰہَ لَنَا وَلَکُمُ الْعَافِیَۃَ

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جب کوئی شخص ایسے کی قبر پر گزرے جسے دنیا میں پہچانتا تھا اور اس پر سلام کرے تو وہ مردہ اسے پہچانتا ہے اور اس کے سلام کا جواب دیتا ہے۔

زیارت قبور مسنون ہے جب قبور کی زیارت کو جانا چاہے تو زائر کو چاہیے کہ پہلے اپنے مکان پر دو رکعت نماز نفل پڑھے۔ہر رکعت میں سورۃ فاتحہ کے بعد آیۃ الکرسی ایک بار اور قل ھو اللہ تین بار پڑھے اور اس کا ثواب میت کو پہنچائے۔اللہ تعالیٰ میت کی قبر میں نور پیدا کر دے گا اور زائر کو بہت بڑا ثواب عطا فرمائے گا۔اب قبرستان کو جائے۔راستہ میں غیر ضروری باتوں میں مشغول نہ ہو۔قبرستان میں جوتیاں پہن کر نہ جائے۔اور قبر کے سامنے اس طرح کھڑا ہو کہ قبلہ کو پشت ہو اور مذکورہ مسنونہ دعا پڑھے اور سورۃ فاتحہ و آیۃ الکرسی، سورہ اِذَا زُلْزِلَتِ و اَلْھٰکُمُ التَّکَاثُرُ پڑھے۔ سورہ ملک یا سورہ یٰسین اور دیگر سورتیں بھی پڑھ کر ایصال ثواب کرے۔

صلحاء کے مزار پر حاضری کا طریقہ

اعلیٰ حضرت امام اہل سنت شاہ احمد رضا خان فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ بزرگان دین اور اولیاء اللہ کے مزارات شریفہ پر حاضر ہونے میں پائنتی کی طرف سے جائے، کم از کم چار ہاتھ کے فاصلے پر مواجہ میں کھڑا ہو (جس طرف میت کا منہ ہوتا ہے) اور متوسط آواز سے باادب سلام عرض کرے۔السلام علیک یا سیدی .... ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

Marfat.com

پھر درود شریف تین بار، الحمد شریف ایک بار، آیت الکرسی ایک بار، سورۃ اخلاص سات بار اور وقت فرصت دے تو سورۃ یٰسین اور سورۃ ملک بھی پڑھ کر اللہ تعالےٰ سے دعا کرے کہ یاالٰہی اس قرات پر مجھے اتنا ثواب دے جو تیرے فضل کے قابل ہے نہ اتنا جو میرے عمل کے قابل ہے اور اسے میری طرف سے اس بندہ مقبول .... کو نذر پہنچا۔ پھر اپنا جو مطلب جائز شرعی ہو اس کے لیے دعا کرے، صاحب مزار کی روح کو اللہ تعالےٰ کی بارگاہ میں اپنا وسیلہ قرار دے اور اس طرح سلام کر کے واپس آئے۔ مزار کو ہاتھ نہ لگائے اور نہ بوسہ دے اور طواف بالاتفاق ناجائز اور سجدہ حرام ہے۔

☆☆☆☆☆☆☆

سرکار کے قول کو علماء نے باقی رکھا جبکہ آپکے فعل کو صوفیا نے باقی رکھا۔

مرے ہوئے کے لئے مت رو بلکہ ان پر گریہ کرو جنہیں موت یاد نہیں۔

قرآن پاک اترا عرب میں اسکو پڑھا مصر والوں نے اور اسکو سمجھا اور عمل کیا برصغیر والوں نے

اللہ تعالٰی تمہاری صورتوں اور تمہارے کاموں کو نہیں دیکھتا بلکہ تمہارے دلوں کو اور تمہاری نیتوں کو دیکھتا ہے۔ حدیث

جو خاموش رہا سلامت رہا اور جو سلامت رہا اس نے نجات پائی۔

آدمی کی حیات روح سے، روح کی عقل سے، عقل کی علم سے، علم کی عمل سے اور عمل کی اخلاص سے ہے۔

Marfat.com

زکوٰۃ کا بیان

زکوٰۃ کے لغوی معنی پاکیزگی کے ہیں اور یہ شریعت میں مال کے اس حصے کا نام ہے جو اللہ تعالےٰ کے حکم کی تعمیل میں اس کے بتلائے ہوئے طریقے کے مطابق نادار لوگوں کو دیا جاتا ہے۔ یہ مالی عبادت ہر ایسے عاقل، بالغ اور آزاد مسلمان پر فرض ہے جس کی ملکیت میں ایک سال تک مال بقدر نصاب موجود رہے۔ نصاب سے مراد مال کا وہ کم از کم اندازہ ہے جو زکوٰۃ کے قابل وصول ہونے کے لیے شریعت میں مقرر ہے۔ جو مال نصاب میں کم ہو اس میں زکوٰۃ لازم نہیں۔ یعنی جس کے پاس ساڑھے سات تولے سونا یا ساڑھے باون تولے چاندی یا اس کی مالیت کے برابر نقدی یا سامان تجارت اپنی حاجات وضروریات سے زائد و فارغ ہو اور اس پر سال گزر جائے تو اس کا چالیسواں حصہ یا اڑھائی فیصد بطور زکوٰۃ دینا فرض ہے۔

اونٹ، گائے اور بکری کا نصاب

اگر کسی کے پاس پانچ سے لے کر چوبیس اونٹ ہوں تو اسکو ہر پانچ کے بعد ایک بکری سال بھر کی بطور زکوٰۃ ادا کرنا ضروری ہے۔ مثلاً دس اونٹ پر دو اور پندرہ اونٹ پر تین۔

اگر پچیس اونٹ ہوں تو ایک اونٹ کا بچہ مادہ سال بھر سے زیادہ دوسرے سال میں داخل ہو۔ پینتیس تک یہی حکم ہے۔ البتہ چھتیس سے پنتالیس تک اونٹ کا بچہ دو سال سے زیادہ تیسرے سال میں داخل ہو۔ چھیالیس سے ساٹھ تک میں تیسرے اور چوتھے سال میں داخل اونٹنی کا بچہ اکسٹھ سے پچھتر تک میں چار سال کی اونٹنی جو پانچویں میں ہو۔ مادہ بچے جو دو سال کے ہوں۔

۹۱ سے ۱۲۰ تک میں دو مادہ بچے تین سال کے۔ اسکے بعد ۱۴۵ تک دو بچے تین سال کے اور ہر پانچ میں ایک بکری مثلاً ایک سو پچیس میں دو تین سال کے بچے اور ایک بکری۔ ۱۳۰ میں دو تین سال کے بچے اور دو بکریاں..... وعلیٰ ھذا القیاس۔

مزید تفصیل کے لیے کتب فقہ کی طرف رجوع کریں۔

تیس سے کم ہوں تو زکوٰۃ واجب نہیں۔ جب تیس پوری ہوں تو ان کی زکوٰۃ سال بھر کا بچھڑا یا بچھیا۔ چالیس ہوں تو دو سال کا بچھڑا۔ انسٹھ تک یہی حکم ہے۔ پھر ساٹھ ہوں تو سال بھر کے دو بچھڑے۔ پھر ہر تیس میں سال بھر کا بچھڑا اور ہر چالیس میں دو سال کا بچھڑا یا بچھیا بطور زکوٰۃ ادا کیا

Marfat.com

جائے گا۔

چالیس سے کم بکریاں ہوں تو زکوٰۃ واجب نہیں۔ اور چالیس ہوں تو ایک بکری اور یہ ایک سو بیس تک ہے۔ اگر ایک سو اکیس ہو جائیں تو پھر دو بکریاں۔ دو سو ایک میں تین اور چار سو بیس میں چار، پھر ہر سو پر ایک اور جو دو نصابوں کے درمیان ہے وہ معاف ہے۔

اس کے علاوہ زمین کی پیداوار تھوڑی ہو یا بہت، جونہی فصل تیار ہو جائے زکوٰۃ کی ادائیگی لازم ہو جاتی ہے۔ نہری اور چاہی (رہٹی) زمین سے بیسواں اور بارانی زمین سے دسواں حصہ زکوٰۃ فرض ہے۔ اس میں سال کا گزرنا شرط نہیں۔ گھر کے استعمال کی اشیاء مثلاً کپڑے، فرنیچر، سواری کے جانور، سائیکل، موٹر، اوزار، ہتھیار، ذاتی کتب خانہ، اور رہن شدہ جائیداد میں زکوٰۃ فرض نہیں ہے۔ دیوانہ اور بچہ زکوٰۃ سے مستثنیٰ ہیں۔ وہ شخص جس پر اتنا قرض ہو کہ اس کے ادا کرنے کے بعد اس کے پاس نصاب جتنا مال باقی نہ رہے اس پر بھی زکوٰۃ لازم نہیں ہے۔

حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کو یمن کا عامل مقرر کرتے وقت زکوٰۃ کے اس مقصد کی یوں وضاحت فرمائی۔

تُوْخَذُ مِنْ اَغْنِیَآئِهِمْ فَتُرَدُّ اِلٰی فُقَرَآئِهِمْ

یعنی ''اے معاذ! زکوٰۃ (اہل یمن کے) دولت مندوں سے وصول کی جائے اور ان کے محتاج افراد میں لوٹائی جائے۔'' •

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان میں لفظ فترد قابل غور ہے۔ یعنی لوٹا دو۔ تو لفظ لوٹانے کا اطلاق اس چیز پر ہوتا ہے جو کسی اور کی ہو۔ اور کسی طریقے سے آپ کے پاس آ جائے تو گویا یہ اصل مالک کی امانت ہے۔ آپ کے فرمان سے یہ واضح ہو گیا کہ جتنا حصہ آپ کے مال میں بطور زکوٰۃ حق داروں کا ہے وہ اصل میں ہے ہی ان کا، تمہارے پاس کسی طریقے سے آ گیا ہے لہٰذا اس کو واپس لوٹا دو۔

پس اس دنیاوی مال و زر کو پانی کی مانند سمجھنا چاہیے۔ جو پاک ہو اور پاک کرنے والا ہو۔ لیکن جو پانی متعفن ہو جائے یا اسکا رنگ و ذائقہ بدل جائے وہ پانی نہ خود پاک رہتا ہے اور نہ ہی پاک کرنے کی صلاحیت رکھتا ہے اسی طرح حلال دولت خدا تعالیٰ کا فضل ہے، پاک ہے اور پاک کرنے والی ہے۔ لیکن اگر اس میں سے حقداروں کو ان کا حق نہ دیا جائے تو پھر نہ یہ خود پاک رہتی ہے اور نہ ہی دولت مند پاک رہتا ہے۔

زکوٰۃ سے دولت کی گردش صرف امراء کے طبقے تک محدود نہیں رہتی بلکہ غرباء بھی اس سے

Marfat.com

مستفید ہوتے ہیں۔ جس کے نتیجے میں امراء غرباء کے ہمدرد ہو جاتے ہیں اور غرباء امراء سے محبت کرنے لگتے ہیں۔ اس طرح باہمی طبقاتی کشمکش پیدا نہیں ہوتی اور امت مسلمہ میں اقتصادی توازن قائم رہتا ہے۔ پس زکوٰۃ معاشرتی برائیوں اور باہمی فتنوں کا قلع قمع کر دیتی ہے۔

زکوٰۃ کے مصارف

مصارف، مصرف کی جمع ہے۔ جس کے معنی مد اور خرچ کرنے کی جگہ ہے۔ اس سے مراد وہ لوگ ہیں جن کو زکوٰۃ دی جاتی ہے۔ قرآن کریم نے زکوٰۃ کے مصارف خود گنوائے ہیں۔ زکوٰۃ فقیروں، مسکینوں، زکوٰۃ جمع کرنے والے سرکاری ملازمین، مسافروں، قرض داروں اور اللہ کی راہ میں لڑنے والوں کا حق ہے۔ اسکے علاوہ زکوٰۃ کے حقدار وہ لوگ ہیں جو غلامی میں جکڑے ہوں اور مالکوں کو رقم ادا کر کے آزاد ہونا چاہتے ہوں۔ قرآن کریم کے بیان کردہ مصارف کے سوا دوسری جگہوں میں زکوٰۃ کا خرچ کرنا جائز نہیں۔ انہی مصارف میں سے کسی مصرف میں خرچ کرنا ضروری ہے۔

۱۔ اپنے بیٹے، بیٹی یا ان کی اولاد کو زکوٰۃ دینا جائز نہیں۔ اسی طرح اولاد بھی اپنے باپ، دادا، یا نانا وغیرہ کو زکوٰۃ نہیں دے سکتی۔

۲۔ شوہر اور بیوی ایک دوسرے کو زکوٰۃ نہیں دے سکتے۔

۳۔ غیر مسلم کو زکوٰۃ دینا اور ایسے مسلمان کو زکوٰۃ دینا مناسب نہیں جس کے پاس مکان، گھر کے سامان اور گھوڑے (سائیکل وغیرہ) کے علاوہ پچاس روپیہ سے زائد مالیت کی اشیاء موجود ہوں۔

۴۔ اہل بیت اور سادات کو زکوٰۃ نہیں دی جاسکتی۔ غریب سادات کی مدد اور طریقوں سے کرنی چاہیے تاکہ ان کا احترام اور وقار قائم رہے۔

۵۔ زکوٰۃ میں کسی کو مالک بنانا ضروری ہے۔ اس لیے مسجد کی تعمیر، مردے کے کفن وغیرہ میں زکوٰۃ کا روپیہ لگانا جائز نہیں۔

۶۔ جہاں تک ہو سکے زکوٰۃ رشتہ داروں، پڑوسیوں اور آس پاس کے بسنے والوں میں تقسیم کرنی چاہیے۔ بلا وجہ دور دراز مقامات پر زکوٰۃ کا مال بھیجنا جائز نہیں۔

زکوٰۃ کے اسرار

زکوٰۃ کو اللہ تعالےٰ نے رکن اسلام بنایا ہے اور نماز کے بعد اسکا ذکر فرمایا ہے اور زکوٰۃ نہ دینے

Marfat.com

والوں کو سخت وعید فرمائی ہے۔اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔

''جو لوگ جمع کرتے ہیں سونا اور چاندی اور خرچ نہیں کرتے اللہ تعالےٰ کی راہ میں سو ان کو دردناک عذاب کی وعید سنادو۔'' (القرآن)

نیز فرمایا جو کوئی اونٹ والا، بکریوں والا خواہ گائیوں والا ان کی زکوٰۃ ادا نہ کرے گا وہ چوپائے قیامت میں نہایت بڑے اور موٹے ہوکر آویں گے اور اس شخص کو اپنے سینگوں سے ماریں گے اور کھروں سے کچلیں گے۔ جب اول سے آخر تک سب چوپائے مار چکیں گے تو پھر دوبارہ اسی طرح شروع کردیں گے اور یہ عذاب اس وقت تک ہوگا کہ لوگوں کے درمیان حکم کیا جاوے گا۔

اے غنی ہے فرض تیرے مال کی تجھ پر زکوٰۃ
کیوں نہیں کرتا ادا اللہ سے ڈر کر زکوٰۃ
دیکھ کر شان سخی اہل محشر بولیں گے یوں
کیا ہی یہ رکھتی ہے اپنی ذات میں جوہر زکوٰۃ

ادائیگی زکوٰۃ کے آداب میں سے ایک ادب یہ ہے کہ زکوٰۃ دینے والا یہ سمجھے کہ میں فقیر پر انعام اور احسان نہیں کررہا بلکہ یہ سمجھے کہ فقیر نے مجھ پر احسان کیا کہ اللہ تعالےٰ کا حق مجھ سے وصول کرلیا جس سے میری طہارت اور دوزخ سے نجات ہوگی۔ اگر بالفرض وہ قبول نہ کرتا تو میرا گلا اس حق میں پھنسا رہتا۔ گویا فقیر نے اپنا ہاتھ اللہ تعالےٰ کے حق کے وصول کرنے کے لیے اس کی طرف سے قائم مقام کردیا۔ چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ صدقہ سائل کے ہاتھ میں پہنچنے سے پہلے خدا تعالےٰ کے ہاتھوں میں پڑتا ہے تو یوں سمجھنا چاہیے کہ میں اللہ تعالےٰ کا حق دیتا ہوں اور فقیر جو اس کو لیتا ہے وہ خدا تعالےٰ سے اپنا رزق لیتا ہے۔ پہلے یہ مال خدا تعالےٰ کا ہو جاتا ہے پھر فقیر کو ملتا ہے۔ اگر بالفرض کسی مالدار کا اس پر قرض ہوتا اور وہ کہہ دیتا کہ یہ قرض میرے خادم یا غلام کو دے دینا اور اس خادم اور غلام کا خورد ونوش اسکے ذمہ ہوتا تو اب یہ شخص اگر خیال کرتا کہ میں اس خادم یا غلام پر احسان کرتا ہوں یہ اس کی جہالت اور حماقت ہوگی۔

ہے یہ ارشاد سرور بطحاء کا اپنی امت کے اہل ثروت کو
دو اگر ایک ہاتھ سے خیرات دوسرے ہاتھ کو خبر نہ ہو

اس سلسلہ میں ایک باریک نکتہ ذہن نشیں رہے کہ اگر دینے والا اپنے آپ کو محسن نہیں سمجھتا تو اس کی شناخت یہ ہے کہ فرض کرے کہ اس لینے والے فقیر نے اس کا کچھ نقصان کردیا یا اسکے کسی دشمن سے جا ملا پھر دیکھے کہ دینے سے پیشتر اگر ایسی صورت ہوتی اور طبیعت کو بری معلوم ہوتی اتنی

Marfat.com

ہی برائی اب بھی ہے یا زیادہ ہے اگر زیادہ ہو تو صدقہ مذکور میں کچھ نہ کچھ میل ضرور ہے۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اور حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا جب کچھ خیرات کسی فقیر کے پاس بھیجتیں تو قاصد سے کہہ دیتیں کہ جو کچھ فقیر دعا کے کلمات کہے اس کو یاد کر لینا۔ جب وہ آ کر بیان کرتے تو وہی کلمات آپ بھی کہہ دیتیں اور فرماتیں کہ دعا کا بدلہ دعا ہم نے اس لیے کہا تا کہ ہمارا صدقہ بچا رہے۔

غرض کہ اول زمانہ کے لوگ فقیر سے دعا کی بھی توقع نہ رکھتے تھے۔ حضرت عبداللہ بن عمر اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما سے بھی ایسا ہی منقول ہے۔

☆☆☆☆☆☆☆

خدا اس شخص کا بھلا کرے جو میرے عیوب کا تحفہ مجھے بھیجے۔ حصہ ۴۹

انسان اپنی آنکھ کا شہتیر چھوڑ دیتا ہے اور اپنے بھائی کی آنکھ کا تنکا دیکھ لیتا ہے۔

جو شخص آثار اسلاف کو چھوڑ دیتا ہے۔ اسکی کوشش ضائع جاتی ہے مسلمان کا کام نہیں کہ اپنے اسلاف کے قدم بقدم نہ چلے

مرید کی سب سے بڑی خدمت یہ ہے کہ اپنے پیر کے حالات و ملفوظات کی اشاعت کرے۔ خواجہ نظام الدین اولیاء

جب تم کسی عالم کے بہت دوست دیکھو تو سمجھ لو کہ وہ حق کو باطل کے ساتھ ملانے والا ہے۔

اللہ کی رحمت اسکی اطاعت کے پاس ڈھونڈو گناہوں کے پاس اسکا عذاب ہے ان سے بچو۔ اویس قرنی۔ احیاء العلوم

Marfat.com

روزہ کا اصل مقصد

برکتوں سے بھرا ہر روز و شب صبح و شام
اس لیے ہے مومنو ماہ مبارک اس کا نام
اس مہینے میں ہوئے دوزخ کے سب دروازے بند
اس مہینے میں کھلے جنت کے دروازے تمام
اس مہینے میں دعائیں نیک ہوتی ہیں قبول
اس مہینے میں تمہیں تو یہ مناسب ہے مدام
اس مہینے میں ادا اک فرض جو کوئی کرے
پائے ستر کا ثواب ایسا ہے حق کا فضل عام
اک نیکی کے عوض پاؤ گے ستر نیکیاں
حسب طاقت اس مہینے میں کرو تم نیک کام
نار دوزخ سے بچانے کو سپر بن جائے گا
اور روز محشر میں شافع ہو یہ عالی مقام
روزے داروں کو وہ نعمت ملے گی اے عزیز
کوئی بھی واقف نہ ہو جس سے بجز رب الانام
یعنی دیدار خدا ہو گا قیامت کو ضرور
مثل اس کے کب ہے کوئی نعمت دارالسلام
جتنی تجھ سے ہو سکے مسلم عبادت اس میں کر
جانے آئے یا نہ آئے پھر تجھے ماہ صیام

اے عزیز نماز و زکوٰۃ کے بعد بڑا فرض روزہ ہے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اللہ تعالےٰ ارشاد فرماتا ہے کہ نیکی کا بدلہ دس سے سات سو گنا تک دیتا ہوں مگر روزہ کہ وہ خاص میرے واسطے ہے اس کی جزا میں خود دیتا ہوں یہ نسبت ایسے ہی ہے جیسے تمام جہان اس کے ہیں مگر خانہ کعبہ کو خاص اپنا گھر ارشاد فرمایا۔ بلکہ بعض علماء کے فرمان کے مطابق اللہ تعالےٰ فرماتا ہے روزہ کی جزا میں خود ہوں۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ روزہ دار کا سونا عبادت ہے اور سانس لینا

Marfat.com

تسبیح ہے اور اس کی دعا قبول ہوتی ہے۔ مگر روزہ کیسا ہونا چاہیے؟ اس کے متعلق آگاہ رہو کہ ہر کام یا فعل جو انسان کرتا ہے اس میں دو چیزیں لازمی طور پر ہوا کرتی ہیں۔ ایک چیز تو وہ مقصد ہے جس کے لیے کام کیا جاتا ہے اور دوسری چیز اس کام کی وہ خاص شکل ہے جو اس مقصد کو حاصل کرنے کے لیے اختیار کی جاتی ہے۔ مثلاً کھانا کھانے کے فعل کو لیجئے۔ کھانے سے آپ کا مقصد زندہ رہنا اور جسم کی طاقت بحال رکھنا ہے۔ اس مقصد کو حاصل کرنے کی صورت یہ ہے کہ آپ نوالے بناتے ہیں، منہ میں لے جاتے ہیں، دانتوں سے چباتے ہیں اور حلق کے نیچے اتارتے ہیں۔ چونکہ اس مقصد کو حاصل کرنے کے لیے سب سے زیادہ مناسب طریقہ یہی ہو سکتا ہے اس لیے آپ نے اسی کو اختیار کیا لیکن آپ میں سے ہر شخص جانتا ہے کہ اصل چیز وہ مقصد ہے جس کے لیے کھانا کھایا جاتا ہے نہ کہ کھانے کے فعل کی یہ صورت۔

اگر کوئی شخص لکڑی کا برادہ یا راکھ یا مٹی لے کر اس کے نوالے بنائے اور منہ میں لے جائے اور دانتوں سے چبا کر حلق سے نیچے اتار لے تو آپ اسے کیا کہیں گے؟ یہی نا کہ اسکا دماغ خراب ہے، کیوں؟ اس لیے کہ وہ احمق کھانے کے اصل مقصد کو نہیں سمجھتا اور اس غلط فہمی میں مبتلا ہے کہ بس فعل خوردن کے ان چاروں ارکان کو ادا کر دینے ہی کا نام کھانا ہے۔ اسی طرح آپ اس شخص کو بھی پاگل قرار دیں گے جو روٹی کھانے کے بعد فوراً ہی حلق میں انگلی ڈال کر قے کر دیتا ہے اور پھر شکایت کرتا ہے کہ روٹی کھانے کے جو فائدے بیان کئے جاتے ہیں وہ مجھے حاصل نہیں ہوتے بلکہ میں تو الٹا روز بروز دبلا ہوتا جا رہا ہوں اور مر جانے کی نوبت آ گئی ہے۔ یہ احمق اپنی اس کمزوری کا الزام روٹی اور کھانے پر رکھتا ہے حالانکہ حماقت اس کی اپنی ہے۔ اس نے اپنی نادانی سے یہ سمجھ لیا ہے کہ کھانے کا فعل جتنے ارکان سے مرکب ہے بس ان کو ادا کر دینے سے ہی طاقت حاصل ہو جاتی ہے اس لیے اس نے سوچا کہ اب روٹی کا بوجھ اپنے معدے میں کیوں رکھوں۔ کھانے کے ارکان تو میں ادا کر ہی چکا ہوں۔ یہ احمقانہ خیال جو اس نے قائم کیا اور پھر اس کی پیروی کی اس کی سزا بھی تو آخر اسی کو بھگتنا چاہیے۔ اس کو جاننا چاہیے تھا کہ جب تک روٹی پیٹ میں جا کر ہضم نہ ہو اور خون بن کر جسم میں پھیل نہ جائے اس وقت تک زندگی کی طاقت حاصل ہو نہیں سکتی۔ کھانے کے ظاہری ارکان بھی اگرچہ ضروری ہیں کیونکہ ان کے بغیر روٹی معدے تک نہیں پہنچ سکتی مگر محض ان ظاہری ارکان کے ادا کر دینے سے کام نہیں چل سکتا۔ ان ارکان میں کوئی جادو بھرا ہوا نہیں ہے کہ انہیں ادا کر دینے سے بس طلسماتی طریقہ پر آدمی کی رگوں میں خون دوڑنے لگتا ہو۔ خون پیدا کرنے کے لیے اللہ تعالےٰ نے جو قانون بنایا ہے اسی کے مطابق وہ پیدا ہوگا اس کو توڑو گے تو اپنے آپ کو خود

Marfat.com

ہلاک کرو گے۔ یہ مثال جو اس تفصیل کے ساتھ بیان کی ہے اس پر غور کریں تو آپ کی سمجھ میں آ سکتا ہے کہ آج آپ کی عبادتیں کیوں بے اثر ہوگئی ہیں۔ سب سے بڑی غلطی یہی ہے کہ آپ نے نماز روزے کے ارکان اور ان کی ظاہری صورتوں ہی کو اصل عبادت سمجھ رکھا ہے اور آپ اس خیال خام میں مبتلا ہو گئے ہیں کہ جس نے یہ ارکان پوری طرح ادا کر دیئے اس نے بس اللہ کی عبادت کر لی۔ آپ کی مثال اس شخص کی سی ہے کہ جو کھانے کے چاروں ارکان یعنی نوالے بنانا، منہ میں رکھنا، چبانا اور حلق میں اتارنا...... بس انہی چاروں کے مجموعے کو کھانا سمجھتا ہے اور یہ خیال کرتا ہے کہ جس نے یہ چار ارکان ادا کر دیئے ہیں اس نے کھالیا اور کھانے کے فوائد اس کو حاصل ہونے چاہئیں خواہ اس نے ان ارکان کے ساتھ مٹی اور پتھر اپنے پیٹ میں بھرا ہو یا روٹی کھا کر فوراً قے کر دی ہو۔ اگر حقیقت میں آپ لوگ اس حماقت میں مبتلا نہیں ہو گئے ہیں تو مجھے بتایئے یہ کیا ماجرا ہے کہ جو روزہ دار صبح سے شام تک اللہ کی عبادت میں مشغول رہتا ہے وہ عین اس عبادت کی حالت میں جھوٹ کیسے بولتا ہے، غیبت کس طرح کرتا ہے، بات بات پر لڑتا کیوں ہے، اس کی زبان سے گالیاں کیوں نکلتی ہیں، وہ لوگوں کا حق کیسے مار کھاتا ہے، حرام کھانے اور حرام کھلانے کے کام کس طرح کر لیتا ہے اور پھر یہ سب کام کر کے بھی اپنے نزدیک یہ کیسے سمجھتا ہے کہ میں نے خدا کی عبادت کی ہے؟

کیا اس کی مثال اس شخص کی سی نہیں ہے جو راکھ اور مٹی کھاتا اور محض کھانے کے چار ارکان ادا کر دینے کو سمجھتا ہے کہ کھانا اس کو کہتے ہیں۔

آپ کے ذہن میں عبادت کا مفہوم اور مطلب ہی غلط ہو گیا ہے۔ آپ یہ سمجھتے ہیں کہ سحر سے لے کر مغرب تک کچھ نہ کھانے اور نہ پینے کا نام روزہ ہے اور بس یہی عبادت ہے۔ اس لیے روزے کی تو آپ پوری حفاظت کرتے ہیں۔ خدا کا خوف آپ کے دل میں اس قدر ہوتا ہے کہ جس چیز میں روزہ ٹوٹنے کا ذرا سا بھی اندیشہ ہو اس سے بھی آپ بچتے ہیں۔ اگر جان پر بھی بن جائے تب بھی آپ کو روزہ توڑنے میں تامل ہوتا ہے لیکن آپ یہ نہیں جانتے کہ یہ بھوکا پیاسا رہنا اصل عبادت نہیں بلکہ عبادت کی صورت ہے اور یہ صورت مقرر کرنے سے مقصود یہ ہے کہ آپ کے اندر خوف خدا اور اللہ کی محبت پیدا ہو اور آپ کے اندر اتنی طاقت پیدا ہو جائے کہ جس چیز میں دنیا بھر کے فائدے ہوں مگر خدا ناراض ہوتا ہو اس سے اپنے نفس پر جبر کر کے بچ سکیں اور جس چیز میں ہر طرح کے خطرات اور نقصانات ہوں مگر خدا اس سے خوش ہوتا ہو۔ اس پر آپ اپنے نفس کو مجبور کر کے آمادہ کر سکیں۔ یہ طاقت اسی طرح پیدا ہو سکتی تھی کہ آپ روزے کے مقصد کو سمجھتے اور مہینہ

Marfat.com

بھر تک آپ نے خدا کے خوف اور خدا کی محبت میں اپنے نفس کو خواہشات سے روکنے اور خدا کی رضا کے مطابق چلانے کی جو مشق کی ہے اس سے کام لیتے مگر آپ تو رمضان کے بعد ہی اس مشق کو اور ان صفات کو جو اس مشق سے پیدا ہوتی ہیں اس طرح نکال پھینکتے ہیں جیسے کھانے کے بعد کوئی شخص حلق میں انگلی ڈال کر قے کر دے بلکہ آپ میں سے بعض لوگ روزہ کھولنے کے بعد ہی دن بھر کی پرہیز گاری کو اگل دیتے ہیں۔ پھر آپ ہی بتایئے رمضان اور اس کے روزے کوئی طلسم تو نہیں ہیں کہ بس ان کی ظاہری شکل پوری کر دینے سے آپ کو وہ طاقت حاصل ہو جائے جو حقیقت میں روزے سے حاصل ہونی چاہیے۔ جس طرح روٹی سے جسمانی طاقت اس وقت تک حاصل نہیں ہو سکتی جب تک کہ وہ معدے میں جا کر ہضم نہ ہو اور خون بن کر جسم کی رگ رگ میں نہ پہنچ جائے۔ اسی طرح روزے سے بھی روحانی طاقت اس وقت تک حاصل نہیں ہوتی جب تک کہ آدمی روزہ کے مقصد کو پوری طرح نہ سمجھے اور اپنے دل و دماغ کے اندر اس کو اترنے اور خیال، نیت، ارادے اور عمل سب پر چھا جانے کا موقع نہ دے۔ یہی سبب ہے کہ اللہ تعالیٰ نے روزے کا حکم دینے کے بعد فرمایا یعنی ''روزہ تم پر فرض کیا جاتا ہے شاید کہ تم متقی و پرہیز گار بن جاؤ۔'' اس لیے کہ روزہ کا یہ نتیجہ تو آدمی کی سمجھ بوجھ اور اس کے ارادے پر موقوف ہے جو اس کو نہ سمجھے گا اور اس کے ذریعہ سے اصل مقصد کو حاصل کرنے کی کوشش ہی نہ کرے گا اسے کوئی فائدہ حاصل ہونے کی امید نہیں۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ''جس کسی نے جھوٹ بولنا اور جھوٹ پر عمل کرنا ہی نہ چھوڑا تو اس کا کھانا اور پانی چھوڑ دینے کی اللہ کو کوئی حاجت نہیں۔''

دوسری حدیث شریف میں ہے، سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ''بہت سے روزہ دار ایسے ہیں کہ روزے سے بھوک پیاس کے سوا ان کے پلے کچھ نہیں پڑتا اور بہت سے راتوں کو کھڑے رہنے والے ایسے ہیں کہ قیام سے رت جگے کے سوا ان کے پلے کچھ نہیں پڑتا۔''

ان دونوں احادیث سے صاف طور پر معلوم ہوتا ہے کہ محض بھوکا اور پیاسا رہنا عبادت نہیں ہے بلکہ اصل عبادت کا ذریعہ ہے اور اصل عبادت ہے خوف خدا کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کے قانون کی خلاف ورزی سے بچے رہنا اور محبت الٰہی کی بنا پر ہر اس کام کے لیے شوق سے لپکنا جس میں محبوب کی خوشنودی ہو اور نفسانیت سے بچنا جہاں تک بھی ممکن ہو۔ اس عبادت سے جو شخص غافل رہا اس نے خواہ مخواہ اپنے پیٹ کو بھوک پیاس کی تکلیف دی، اللہ تعالیٰ کو اس کی حاجت کب تھی کہ بارہ چودہ گھنٹے کے لیے اس کا کھانا پینا چھڑا دیتا۔

Marfat.com

روزے کے اصل مقصد کی طرف سرکار دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم اس طرح توجہ دلاتے ہیں۔

''جس نے روزہ رکھا ایمان اور احتساب کے ساتھ اس کے تمام پچھلے گناہ معاف کر دیئے گئے۔''

ایمان کا مطلب یہ ہے کہ خدا کے متعلق ایک مسلمان کا جو عقیدہ ہونا چاہیے وہ عقیدہ ذہن میں پوری طرح تازہ رہے اور احتساب کا مطلب یہ ہے کہ آدمی اللہ ہی کی رضا کا طالب ہو اور ہر وقت اپنے خیالات اور اپنے اعمال پر نظر رکھے کہ کہیں وہ اللہ کی رضا کے خلاف تو نہیں چل رہا ہے۔ ان دونوں چیزوں کے ساتھ جو شخص رمضان کے پورے روزے رکھے گا وہ اپنے پچھلے گناہ بخشوا لے گا اس لیے کہ اگر وہ کبھی سرکش و نافرمان بندہ تھا بھی تو اب اس نے اپنے مالک کی طرف پوری طرح رجوع کر لیا ہے اور گناہ سے توبہ کرنے والا ایسا ہے جیسے اس نے گناہ کیا ہی نہ تھا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں دو عورتوں نے روزہ رکھا اور بھوک پیاس کی ان کو آخر دن میں یہ شدت ہوئی کہ قریب بہ ہلاکت ہو گئیں۔ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں افطار کی اجازت کے لیے کسی کو بھیجا۔ آپ نے ان کے پاس ایک پیالہ بھیجا اور آدمی سے ارشاد فرمایا کہ ان دونوں کو کہنا کہ جو کچھ تم نے کھایا ہو اس کو اس پیالہ میں قے کر دو۔ ایک عورت نے نصف پیالہ خون تازہ اور گوشت تازہ سے بھر دیا اور دوسری نے بھی یہی چیزیں قے کیں یہاں تک کہ ایک پیالہ لبالب ہو گیا۔ لوگوں نے اس سے تعجب کیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ان دونوں نے اللہ کی جو چیز حلال کی ہوئی تھی اس سے روزہ رکھا اور جو اللہ تعالے نے حرام کی تھی اس سے افطار کیا۔ ایک ان میں سے دوسری کے پاس بیٹھ گئی ان دونوں نے لوگوں کی غیبت شروع کی۔ یہ گوشت پیالہ میں وہی ہے جو ان دونوں نے لوگوں کا کھایا تھا۔ روزہ دار کی کیفیت یوں ہونی چاہیے۔

نہاں ہے احترام صوم میں حق کی رضا جوئی
نہ کرنا شور و غل اس میں نہ ہونا محو بدگوئی
کرو اعراض یہ کہہ کر کہ بھائی ہم تو صائم ہیں
اگر دشنام دے یا تم سے ہو تیغ آزمائی

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ روزے کی حالت میں آدمی کو زیادہ سے زیادہ نیک کام کرنے چاہئیں اور ہر بھلائی کا شوقین بن جانا چاہیے خصوصاً اس حالت میں اس کے اندر اپنے دوسرے بھائیوں کی ہمدردی کا جذبہ تو پوری شدت کے ساتھ پیدا ہونا چاہیے کیونکہ وہ خود بھوک پیاس کی تکلیف میں مبتلا ہو کر زیادہ اچھی طرح محسوس کر سکتا ہے کہ دوسرے بندگان خدا پر غریبی اور

Marfat.com

مصیبت میں کیا گزرتی ہو گی۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ خود سرکار مدینہ رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم رمضان میں عام دنوں سے زیادہ رحیم اور شفیق ہو جاتے تھے۔ کوئی سائل اس مہینے میں آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دروازے سے خالی نہ جاتا تھا اور کوئی قیدی اس مہینے میں قید میں نہ رہتا تھا۔

ایک حدیث شریف میں آتا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ''جس نے رمضان میں کسی روزہ دار کو افطار کرایا تو یہ اس کے گناہوں کی بخشش کا اور اس کی گردن کو آگ سے چھڑانے کا ذریعہ ہو گا اور اس کو اتنا ہی ثواب ملے گا جتنا اس روزہ دار کو روزہ رکھنے کا ثواب ملے گا بغیر اس کے کہ روزہ دار کے ثواب میں کوئی کمی ہو۔''

نفلی روزے

حضرت خالد بن معدان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ سال میں پانچ راتیں ایسی ہیں کہ جو شخص ان میں ہمیشہ عبادت کرتا ہے اللہ تعالیٰ اسے جنت میں داخل کرے گا۔ رجب کی پہلی رات کو قیام کرے اور دن کو روزہ رکھے۔ دونوں عیدوں کی رات کو قیام کرے، عاشورہ کی رات کو قیام کرے اور دن کو روزہ رکھے۔

حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے رجب کی ۲۷ تاریخ کا روزہ رکھا اس کے لیے ساٹھ مہینوں کے روزے کا ثواب لکھا جاتا ہے۔ یہی وہ پہلا دن ہے جس میں حضرت جبریل علیہ السلام نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی رسالت لے کر اترے۔ ایک اور روایت کے مطابق جو شخص اس رات میں قیام کرے اور دن کو روزہ رکھے، ایک سو سال روزہ رکھنے والے کے برابر ثواب عطا کیا جاتا ہے۔

ایام بیض (چاند کی ۱۳، ۱۴، ۱۵ تاریخ) کے روزے مستحب ہیں۔ نیز حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہر پیر کو روزہ رکھتے تھے۔ فرمایا اس دن میں پیدا ہوا۔ اس دن مجھ پر قرآن نازل ہوا یا نبوت عطا ہوئی۔ علاوہ ازیں حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم صوم داؤدی پسند فرماتے تھے یعنی ایک دن چھوڑ کر دوسرے دن روزہ رکھنا۔ اس طرح چھ مہینے روزے رکھنا حضرت داؤد علیہ السلام کی امت پر فرض تھے۔ لہٰذا فرض روزوں کے علاوہ نفلی روزے رکھنا بھی ایک مرید صادق کے لیے ضروری ہے۔

حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ذوالحجہ کے ۹ روزے، عاشورہ کا روزہ اور ہر مہینے میں ایام بیض

Marfat.com

کے روزے ترک نہیں فرماتے تھے۔ ایام بیض کے روزوں کی فضیلت کے ضمن میں ارشاد ہے کہ تیرہویں تاریخ کا روزہ تین ہزار سال کے روزوں کے برابر ہے۔ چودھویں تاریخ کا روزہ دس ہزار سال کے روزوں کے برابر اور پندرہویں تاریخ کا روزہ ایک لاکھ تیرہ ہزار سال کے روزوں کے برابر ہے۔

عیدالفطر

اللہ تعالیٰ نے جنت کو عیدالفطر کے دن پیدا فرمایا۔ طوبیٰ کا درخت اسی دن لگایا۔ حضرت جبریل علیہ السلام کو وحی کے لیے اسی دن منتخب فرمایا اور فرعون کے جادوگروں نے اسی دن بخشش حاصل کی۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ عید الفطر کی صبح اللہ تعالیٰ فرشتوں کو حکم دیتا ہے اور وہ زمین کی طرف اترتے ہیں اور گلیوں کے کناروں اور چوکوں پر بلند آواز سے اعلان کرتے ہیں جس کو جنوں اور انسانوں کے علاوہ تمام مخلوق سنتی ہے۔ وہ کہتے ہیں...... اے امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم! اپنے رب عزوجل کی طرف نکلو۔ وہ تھوڑے عمل کو قبول کرتا ہے، زیادہ اجر عطا فرماتا ہے اور بہت بڑے گناہ کو بخش دیتا ہے۔ جب وہ عید گاہ میں پہنچتے ہیں اور نماز پڑھ کر دعا مانگتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ان کی ہر حاجت کو پورا کر دیتا ہے۔ چنانچہ وہ اس حال میں واپس ہوتے ہیں کہ ان کے گناہ بخش دیئے جاتے ہیں۔

عید کے دن درج ذیل امور سنت ہیں

(۱) غسل کرنا (۲) مسواک کرنا (۳) خوشبو لگانا (۴) صبح کی نماز محلّہ کی مسجد میں پڑھنا (۵) نئے یا دھلے ہوئے کپڑے پہننا (۶) خاص عید گاہ کو جانا (۷) راستے کو بدلنا (۸) راستے میں تکبیر کا پڑھنا مگر عیدالفطر کو آہستہ پڑھتا جائے اور عیدالاضحیٰ کے دن پکار کر عید گاہ میں پہنچ کر ختم کر دے (۹) عیدالفطر کی نماز سے پہلے کچھ میٹھا کھانا اور عیدالاضحیٰ کی نماز سے پہلے کچھ نہ کھانا (بعض لوگ اس دن روزہ رکھتے ہیں اور پھر قربانی کی کلیجی سے افطار کرنا ضروری خیال کرتے ہیں جو سراسر جہالت ہے، صرف نماز عید سے پہلے کچھ نہ کھانا سرکار مدینہ ﷺ کی سنت ہے، قربانی کرنے والا ہو یا نہ کرنے والا اور اگر کھالیا تو کراہت بھی نہیں) (۱۰) عید گاہ جلدی اور پیدل جانا (۱۱) کثرت سے صدقہ کرنا (۱۲) آپس میں مبارکباد دینا، بعد نماز عید مصافحہ اور معانقہ یعنی گلے ملنا اس میں اظہار مسرت ہے۔

Marfat.com

حقیقی عید کے تقاضے

اے مرید قادری! حقیقی عید کیا ہے؟ اور یہ کیسے منانی چاہیے؟ پوری توجہ اور انہماک سے اس بیان کو پڑھ اور پھر عید کی حقیقت کو پیش نظر رکھ کر عید منا اور دوسروں کو بھی ایسی عید منانے کی تلقین کر۔

اچھا لباس پہننے، عمدہ کھانا کھانے اور لذت و شہوت سے نفع اندوزی کا نام عید نہیں بلکہ مسلمان کی عید یہ ہے کہ اس کی عبادت قبول ہونے کی علامت ظاہر ہو۔ گناہ اور خطائیں مٹ جائیں۔ برائیاں نیکیوں میں بدل جائیں۔ بلندی درجات، انعامات خداوندی، بخششوں کی خوشخبری اور نور ایمان سے سینے کشادہ ہو جائیں۔ قوت یقین سے قلب پر سکون ہوں۔ علوم و فنون اور حکمتوں کے سمندر دل سے نکل کر زبانوں پر جاری ہو جائیں۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ عید کے دن خشک روٹی تناول فرما رہے تھے۔ کسی نے کہا، آج عید کا دن ہے آپ خشک روٹی کھا رہے ہیں۔ آپ نے فرمایا، آج اس کی عید ہے، جس کا روزہ قبول ہوا، محنت مشکور ہوئی اور گناہ بخشے گئے۔ ہر وہ دن جس دن ہم اللہ تعالےٰ کی نافرمانی نہ کریں ہمارے لیے عید کا دن ہے۔ لہٰذا ہر عقلمند آدمی کو چاہیے کہ وہ عید کے ظاہری لوازمات پر نظر نہ رکھے بلکہ عید کے دن غور و فکر کرے۔ جب عید کی صبح لوگوں کو دیکھے کہ وہ اپنے محلات اور مکانات سے یوں نکلے ہیں کہ ان کے حالات مختلف ہیں اور لباس مختلف رنگوں پر مشتمل ہیں۔ ان میں ایک مسرور ہے اور دوسرا مغموم۔ ایک سوار ہے اور دوسرا پیدل۔ ایک مالدار ہے اور دوسرا محتاج۔ اس وقت قیامت کے دن کی طرف فکر کرے کہ عبادت گزار مسرور ہوں گے اور نافرمان مغموم۔ متقی سوار ہوں گے اور مجرموں پر کپکپاہٹ طاری ہو گی۔ سرنگوں ہو گا۔ اسے کھینچا جا رہا ہو گا۔

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے..... ''جس دن ہم رحمان کی طرف متقی لوگوں کو سوار کر کے لے جائیں گے اور مجرموں کو جہنم کی طرف اونٹوں کی طرح ہنکا کر لے جائیں گے، تمام زاہد، عارف اور ابدال اپنے حقیقی بادشاہ کے پاس عرش کے سائے میں خوشی اور سکون کے ساتھ ہوں گے ان کے جسم پر عمدہ لباس اور زیور ہوں گے، ان کے چہروں پر عبادت کا نور ہو گا۔ اور وہ تر و تازہ چمکتے ہوں گے۔ جنت میں ان کے لیے وہی کچھ ہو گا جس کو وہ چاہیں گے۔ اس کے برعکس دنیا میں رغبت رکھنے والے لوگ رونے دھونے اور رنج و الم میں مبتلا ہوں گے اور کافر طرح طرح کے عذاب، ذلت و رسوائی اور ہلاکت و تباہی سے دوچار ہوں گے۔''

Marfat.com

پس اس دن جب نماز سے فارغ ہو کر لوگوں کو اپنے گھروں، دکان یا تفریحی مقامات پر جانے کو دیکھے تو قیامت کا وہ منظر پیش نظر رکھے کہ جب لوگ اپنے حقیقی بادشاہ کی بارگاہ بے کس پناہ سے جزاوسزا لے کر جنت یا جہنم کی طرف جائیں گے۔ اگر اس پختہ تصور کے ساتھ عید منائی جائے، تو پھر یقیناً اگلی عید تک ہر مسلمان خود کو ہر قسم کی نافرمانی سے بچانے کی کوشش کرے گا۔

حضرت سیدنا غوث الاعظم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ لوگوں کی آج عید ہے مگر ہماری عید اس دن ہوگی جس دن ایمان کی سلامتی کے ساتھ دنیا سے جائیں گے۔

شیخ ابو ہاشم یعقوب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں، عید کے دن مجھ سے شیخ ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ ملے اور فرمایا کہ یہ لوگ خوشیاں منا رہے ہیں کہ انہوں نے رمضان کے روزوں کی امانت ادا کر دی ہے لیکن ان بیچاروں کو یہ معلوم نہیں کہ ان کی اس امانت کی ادائیگی بارگاہ خداوندی میں قبول بھی ہوئی ہے یا نہیں۔ یہ کہہ کر فرمایا کہ آؤ ایک طرف کو نکل چلیں اور ان نادانوں کی حالت پر روئیں۔

شیخ فتح بن علی موصلی رحمۃ اللہ علیہ عید کے روز کوہساروں سے گزرے تو دیکھا کہ لوگ قربانیاں کر رہے ہیں۔ آپ نے کہا کہ اے بارالہا! تو جانتا ہے کہ میرے پاس قربانی کے لیے کوئی جانور نہیں جو تیری راہ میں قربان کروں، بس یہ ایک جان ہے۔ اسی کو قربان کرتا ہوں۔ یہ کہہ کر آپ نے اپنی انگلی گلے پر اس طرح چلائی جس طرح ذبح کے لیے چلائی جاتی ہے۔ انگلی گلے پر چلاتے ہی آپ گر پڑے۔ دیکھا تو آپ کی روح پرواز کر چکی تھی اور گلے پر ایک سبز خط نمودار تھا۔

اے ہمارے پیارے اللہ تعالیٰ عزوجل ہمیں عید سعید کی خوشیاں سنت کے مطابق حاصل کرنے کی توفیق مرحمت فرما۔ ہماری قربانیوں کو قبول فرما اور ہمیں حج بیت اللہ اور دید مدینہ اور دیدار تاجدار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حقیقی عید بار بار نصیب فرما، آمین۔ بجاہ النبی الامین۔

لہٰذا اے عزیز! عید کا دن بھی اپنے اکابر کے طریقہ کے مطابق منانا کہ کل قیامت کے دن تو بھی ان کے قرب میں جگہ پاسکے۔

عید نماز پڑھنے کا طریقہ

عید گاہ کی طرف جاتے ہوئے عید الفطر کے موقع پر آہستہ اور عید الاضحیٰ کے موقع پر بلند آواز کے ساتھ اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَ اللّٰہُ اَکْبَرُ اللّٰہُ اَکْبَرُ وَ لِلّٰہِ الْحَمْدُ پڑھتے ہوئے جانا چاہیے۔ عید کے موقع پر دو رکعات واجب ادا کی جاتی ہیں۔ جن میں چھ زائد تکبیریں ہوتی ہیں۔ اللہ اکبر کہہ کر ہاتھ باندھ لیں اور پھر ثنا پڑھیں۔ اس کے بعد تین تکبیریں کہی

Marfat.com

جاتی ہیں۔ دو تکبیروں پر کانوں کو ہاتھ لگا کر چھوڑ دیں اور تیسری پر ہاتھ باندھ لیں۔ امام الحمد اور سورۃ پڑھنے کے بعد رکعت مکمل کرے گا۔ دوسری رکعت میں رکوع میں جانے سے قبل تین تکبیریں ہوں گی جن کے لیے کانوں کو ہاتھ لگا کر ہاتھ چھوڑ دیں اور چوتھی تکبیر پر بغیر کانوں کو ہاتھ لگائے رکوع میں چلے جائیں۔ اس طرح دو رکعات مکمل کر کے سلام پھیرا جائے۔ جس آدمی کی ایک رکعت رہ جائے وہ اس طرح کھڑے ہو کر اپنی رکعت مکمل کرے جس طرح پہلی رکعت ادا کرنے کا طریقہ لکھا گیا ہے۔ اور جو آدمی پہلی رکعت میں شامل ہو مگر امام تکبیرات کہہ چکا ہو وہ اپنی تکبیرات کہہ کر نماز میں شامل ہو جائے۔ بعد سلام خشوع و خضوع کے ساتھ خطبہ سنے۔

قربانی کے ضروری مسائل

(۱) قربانی ہر مالک نصاب پر واجب ہے، جس پر صدقہ فطر واجب ہے۔ اگر عورت صاحب نصاب ہو تو اس پر بھی واجب ہے۔ نابالغ پر قربانی واجب نہیں۔

(۲) قربانی کا وقت ۱۰ ذوالحجہ کے طلوع صبح صادق سے ۱۲ ذوالحجہ کے غروب آفتاب تک ہے۔ یعنی تین دن اور دو راتیں مگر رات کو ذبح کرنا مکروہ ہے۔

(۳) شہر میں قربانی کی جائے تو شرط یہ ہے کہ نماز ہو جائے لہٰذا نماز عید سے پہلے قربانی نہیں ہو سکتی۔ اگر شہر میں ایک جگہ نماز عید ہو جائے تو قربانی جائز ہے۔ چاہے خود ابھی نماز نہ پڑھی ہو۔

(۴) قربانی کے جانور کی عمر یہ ہونی چاہیے۔ اونٹ پانچ سال، گائے یا بھینس دو سال، بکری، ایک سال کی۔ اس عمر سے کم ہو تو قربانی جائز نہیں، زیادہ ہو تو افضل ہے۔

(۵) دنبہ چھ مہینے کا اگر اتنا بڑا ہو کہ دیکھنے میں سال بھر کا معلوم ہوتا ہو تو اس کی قربانی جائز ہے۔

(۶) مندرجہ ذیل جانوروں کی قربانی ناجائز ہے:

جس کا سینگ مینگ تک ٹوٹا ہوا ہو، اندھا، کانا جس کا کانا پن ظاہر ہو، اتنا لاغر جس کی ہڈیوں میں مغز نہ ہو، لنگڑا جو قربان گاہ تک چل کر نہ جا سکے، ایسا بیمار جس کی بیماری ظاہر ہو، جس کا کان تہائی حصہ سے زیادہ کٹا ہو۔ جس کے دانت نہ ہوں، جس کی چکی یا دم تہائی حصہ سے زیادہ کٹی ہو، جس جانور کی نظر تہائی سے زیادہ جاتی رہی ہو، جس کے تھن کٹے ہوں یا خشک ہو چکے ہوں، جس کی ناک کٹی ہو، علاج کے ذریعے جس کا دودھ خشک کر دیا گیا ہو، جو صرف غلاظت کھاتا ہو، جس جانور کا پاؤں کاٹ لیا گیا ہو، قربانی کے جانور کو ذبح کرنے کے بعد اس کی کھال جھولیں اور پٹہ وغیرہ

Marfat.com

صدقہ کر دے۔ نیز قربانی کے جانور کا دودھ یا پشم اتارے تو اس کو بھی صدقہ کر دے۔ اس سے نفع حاصل نہیں کر سکتا۔

(۷) قربانی کے گوشت کے تین حصے کر لینا بہتر ہے۔ ایک حصہ فقراء کے لیے، ایک حصہ دوست احباب کے لیے اور ایک حصہ گھر والوں کے لیے کل صدقہ کرنا جائز ہے اور کل گھر ہی رکھ لے یہ بھی جائز ہے۔

(۸) قربانی کی کھال کو خود بھی اپنے کام میں لا سکتا ہے یعنی اس کو باقی رکھتے ہوئے اس سے نفع اٹھایا جائے۔ جیسے مثلاً اس کی جائے نماز بنا لے، چھلنی، تھیلا، مشکیزہ یا دسترخوان وغیرہ بنائے نیز چمڑے کا ڈول بنا سکتا ہے اور اپنے کام میں لائے اگر اجرت پر دے تو اس اجرت کو صدقہ کر دے۔

(۹) اگر قربانی کی کھال کو روپے کے عوض اس لیے بیچا کہ صدقہ کر دے گا تو جائز ہے لیکن اپنے لیے یا بیوی بچوں کے لیے بیچا تو جائز نہیں۔

(۱۰) قربانی کی کھال یا گوشت قصاب یا ذبح کرنے والے کو اجرت میں نہیں دے سکتا۔ اسی طرح امام مسجد یا خطیب کو معاوضہ میں دینے کی بھی ممانعت ہے۔ اکثر ایسا ہوتا ہے کہ امام مسجد کو تنخواہ نہیں دیتے اور قربانی کی کھالیں بطور تنخواہ دیتے ہیں یہ بھی ناجائز ہے۔ آئمہ کرام اور خطباء کی خدمت دیگر مہذب طریقوں سے کرنی چاہیے۔

قربانی کا طریقہ

قربانی سے پہلے جانور کو چارہ پانی دے دیں۔ بھوکا پیاسا ذبح نہ کریں ایک کے سامنے دوسرے کو ذبح نہ کریں۔ پہلے چھری تیز کر لیں۔ جانور کو بائیں پہلو پر اس طرح لٹائیں کہ قبلہ کو اس کا منہ ہو اور اپنا دایاں پاؤں اس کے پہلو پر رکھ کر تیز چھری سے جلد ذبح کیا جائے اور ذبح سے پہلے یہ دعا پڑھی جائے۔

اِنِّیْ وَجَّهْتُ وَجْهِیَ لِلَّذِیْ فَطَرَ السَّمٰوٰاتِ وَالْاَرْضَ حَنِیْفًا وَّمَا اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِیْنَ ● اِنَّ صَلَاتِیْ وَنُسُكِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ لَا شَرِیْكَ لَهٗ وَبِذٰلِكَ اُمِرْتُ وَاَنَا مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ ● اَللّٰهُمَّ لَكَ وَمِنْكَ بِسْمِ اللّٰهِ، اَللّٰهُ اَكْبَرُ۔

یہ الفاظ پڑھ کر ذبح کر دے نیز اللہ اکبر تین بار پڑھے۔ قربانی اپنی طرف سے ہو تو ذبح کے بعد یہ دعا پڑھے۔

Marfat.com

اَللّٰھُمَّ تَقَبَّلْ مِنِّیْ کَمَا تَقَبَّلْتَ مِنْ خَلِیْلِكَ اِبْرَاھِیْمَ عَلَیْهِ السَّلَامُ وَ حَبِیْبِكَ مُحَمَّدٍ صلی اللہ علیہ وسلم

احادیث سے ثابت ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کی طرف سے قربانی کی۔ یہ رسول اللہ کے بے شمار الطاف میں سے ایک خاص کرم ہے کہ اس موقع پر بھی امت کا خیال فرمایا اور جو لوگ قربانی نہ کر سکے ان کی طرف سے خود ہی قربانی ادا فرمائی۔ جب سرکار دو عالم نے امت کی طرف سے قربانی کی تو جو صاحب استطاعت اگر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے نام کی ایک قربانی کرے تو زہے نصیب کہ یہ اس کی خوش بختی ہوگی۔

☆☆☆☆☆☆☆

جس دل میں دنیا سکونت پذیر ہو آخرت وہاں سے کوچ کر جاتی ہے۔

کمینے وہ ہیں جو اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرتے ہیں۔

جب طالب صادق مشائخ کرام کے احوال کا صدق دل سے مطالعہ کرتا ہے تو انکی ارواح مقدس سے امداد ہوتی ہے۔ (اقتباس الانوار ۱۱ تا ۲۲)

تھوڑی سی دیر اولیاء کی ہم نشینی سو سالہ بے ریا عبادت سے بہتر ہے۔ اگر تو سنگ خارہ اور سنگ مرمر ہو جب صاحب دل کے پاس پہنچے گا۔ تو موتی بن جائیگا۔

رسوائی کی علامت یہ ہے کہ تو اسکی نافرمانی کرے اور امید رکھے کہ تو اس کا مقبول ہے۔

شریعت اور حقیقت میں فرق نہیں کیونکہ شریعت سب کی سب حقائق ہے جو حقیقت تابع شریعت نہ ہو کفر ہے۔

Marfat.com

حج کے اسرار

ہے دولت مندوں پر فرض الٰہی حج بیت اللہ
تو لازم ہے انہیں سمجھیں ضروری حج بیت اللہ
اگر آ جائے موت اتفاقاً اس سفر مبارک میں
تو دلواتا ہے یہ اجر دوامی حج بیت اللہ
غرض یہ کہ اس سفر میں ہر طرح خوبی ہی خوبی ہے
نہایت ہے سعادت کی نشانی حج بیت اللہ
نہیں ہے اعتبار زندگی غفلت نہیں اچھی
بجائیں حکم حق کر آئیں جلدی حج بیت اللہ

اے مرید صادق! اللہ تعالٰے نے اگر تجھے مال و دولت سے نوازا ہے تو یہ اس کا احسان عظیم ہے لہٰذا اس کا شکر ادا کرنے کی غرض سے اس کے حکم کی تعمیل میں حج بیت اللہ کی سعادت بھی حاصل کر کیونکہ ارکان اسلام میں سے حج عمر بھر کی خوبی کار کا انجام اور اسلام کی تمامی اور دین کا کمال ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ''جو شخص مرے اور حج نہ کرے تو اگر چاہے یہودی مرے چاہے نصرانی مرے۔'' تو گویا حج نہ کرنے والا دین کے کمال سے محروم ہی نہیں ہوتا بلکہ اس کو چھوڑنے والا گمراہی میں یہود و نصاریٰ کے برابر ہو جاتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ خانہ کعبہ پر ہر روز ایک سو بیس رحمتیں اترتی ہیں۔ ساٹھ طواف کرنے والوں کے لیے اور چالیس نماز پڑھنے والوں کے لیے اور بیس اس کو دیکھنے والوں کے لیے۔

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ مکہ معظمہ میں ایک دن کا روزہ رکھنا برابر ایک لاکھ روزے کے ہے اور ایک درہم کا خیرات کرنا برابر لاکھ درہم خیرات کرنے کے ہے اور اسی طرح ہر ایک نیکی لاکھ نیکیوں کے مساوی ہے۔ مروی ہے کہ علی بن موفق نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے چند حج کئے۔ وہ کہتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے خواب میں مجھ سے ارشاد فرمایا۔ اے ابن موفق! تو نے میری طرف سے حج کیا؟ میں نے عرض کیا کہ ہاں۔ ارشاد فرمایا، اسکا بدلہ میں قیامت کے دن تجھ کو دوں گا کہ ابھی خلقت حساب کی سختی میں ہو گی اور میں تیرا ہاتھ پکڑ کر تجھے جنت میں داخل کر دوں گا۔

Marfat.com

بعض اکابرین نے فرمایا ہے کہ اگر تم کسی اور شہر میں ہو اور تمہارا دل کہ مشتاق ہو اور خانہ کعبہ سے متعلق رہے تو یہ اس بات سے بہتر ہے کہ تم مکہ میں رہ کے مقام سے اکتاؤ اور کسی اور شہر میں تمہارا دل ہو۔ اور بعض سلف کا قول ہے کہ بہت سے آدمی خراسان میں ہیں کہ وہ خانہ کعبہ سے بہ نسبت اس کے طواف کرنے والوں کے قریب ہیں اور کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے کچھ بندے ایسے ہیں کہ کعبہ شریف اللہ تعالیٰ کے تقرب کے لیے ان کا طواف کرتا ہے۔

عام اور حقیقی حج میں فرق

ایک شخص حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا، آپ نے اس سے پوچھا۔ تم کہاں سے آئے ہو؟ اس نے کہا، حضور حج کر کے آیا ہوں۔ آپ نے فرمایا تم حج کر کے آئے ہو؟ اس نے کہا، جی ہاں۔ اس کے بعد آپ نے مندرجہ ذیل سوالات کیے۔

حضرت جنید بغدادی: جب تو بہ نیت حج گھر سے نکلا اور اپنے وطن سے کوچ کیا تو اس وقت سب گناہوں سے بھی کوچ کیا تھا یا نہیں؟

حاجی صاحب: حضور یہ تو نہیں کیا۔

حضرت جنید بغدادی: تو پھر گھر سے چلا ہی نہیں۔ اچھا جب تو گھر سے چلا اور منزل پر قیام کیا تو راہ حق یعنی طریقت کا مقام بھی طے کیا یا نہیں؟

حاجی صاحب: حضور اس کی تو مجھے خبر ہی نہیں تھی۔

حضرت جنید بغدادی: تو پھر تو نے منزلیں بھی طے نہ کیں۔ اچھا جب تو نے احرام باندھا تو میقات میں صفات بشریت سے علیحدگی کی جس طرح کپڑے اور عادات سے علیحدگی کرتے ہیں؟

حاجی صاحب: حضور یہ بھی نہیں ہوا۔

حضرت جنید بغدادی: تو اس کے معنی یہ ہیں کہ تم نے احرام بھی نہیں باندھا۔ اچھا جب تو عرفات میں کھڑا ہوا تو تجھے کشف و مشاہدہ کا فرق واضح ہوا؟

حاجی صاحب: حضور یہ بھی نہیں۔

حضرت جنید بغدادی: تو گویا تو عرفات میں کھڑا ہی نہیں ہوا۔ اچھا تو مزدلفہ پہنچا تو تمام نفسانی مرادیں ترک کیں؟

حاجی صاحب: حضور نہیں۔

Marfat.com

حضرت جنید بغدادی: تو گویا تو مزدلفہ بھی نہیں گیا۔ اچھا جب تو طواف بیت اللہ کیا تو بہ چشم سر لطائف جمال حق دیکھے؟

حاجی صاحب: حضور نہیں دیکھے۔

حضرت جنید بغدادی: اچھا تو گویا تو نے طواف بھی نہیں کیا۔ اچھا یہ تو بتا جب تو نے صفا و مروہ کی سعی کی تو تجھے صفا کا مقام اور راہ حق پر گزرنے کا درجہ معلوم ہوا؟

حاجی صاحب: حضور مجھے اسکی تمیز ہی نہیں تھی۔

حضرت جنید بغدادی: اچھا تو نے ابھی سعی صفا و مروہ بھی نہیں کی۔ اچھا جب تو منیٰ میں پہنچا تو تیری ہستی تجھ سے ساقط ہوئی؟

حاجی صاحب: اس کی تو مجھے خبر ہی نہیں۔

حضرت جنید بغدادی: تو گویا منیٰ بھی نہیں گیا۔ اچھا جب تو قربان گاہ میں پہنچا اور قربانی کی تو نے خواہشات نفسانیہ کو قربان کیا؟

حاجی صاحب: حضور ایسا نہیں کیا۔

حضرت جنید بغدادی: تو گویا تو نے قربانی بھی نہ کی۔ اچھا جب تو رمی جمار کر رہا تھا تو اس وقت تو نے اپنی ناجائز خواہشات جو تجھ میں تھیں وہ بھی پھینکیں؟

حاجی صاحب: نہیں۔

حضرت جنید بغدادی: تو گویا تو نے رمی بھی نہیں کی اور تو نے حج ہی نہیں کیا۔ واپس جا اور ایسا حج کر جو ہم نے تجھے بتایا ہے۔ اس کے بعد تو مقام ابراہیم پر پہنچے گا۔

سچ ہے:

حاجی تو سارے کہلاویں پر حج کرے کوئی ایک
ہزاروں میں تو ہے نہیں لاکھوں میں جا کر دیکھ

☆☆☆☆☆☆☆

جوانمردی یہی ہے کہ لوگوں سے انصاف کرو مگر ان سے انصاف کا مطالبہ نہ کرو۔

ابھی کر لیں گے کہنے والے ہلاک ہو چکے ہیں۔ مکتوبات امام ربانی

Marfat.com

جہاد کی افادیت

اے مرید صادق! موجودہ دور میں جبکہ مسلمانوں کا ہر میدان میں استحصال ہو رہا ہے اور طاغوتی طاقتیں مسلمانوں کو ختم کرنے کے درپے ہیں، ضروری ہے کہ جہاد کے لیے اپنے اپ کو ہر لمحہ تیار رکھا جائے۔ کیونکہ اگر جہاد کو اسلام سے نکال دیا جائے تو پھر باقی تمام عبادات وافکار اسلامی ختم ہو کر رہ جاتے ہیں۔ جہاد کو فی زمانہ دہشت گردی کے نام سے موسوم کر کے باطل قوتیں مسلمانوں کو صفحہ ہستی سے مٹانے کی کوشش کر رہی ہیں۔ لہٰذا مسلمان کے بچے بچے کو مجاہد اسلام اور غازی دین بن کر زندگی بسر کرنی چاہیے۔ اور شہداء اسلام کی اس آواز پر لبیک کہنا چاہیے۔

شہداء نے پکارا ہے تم کو فردوس کے بالا خانوں سے
ہم راہ وفا میں کٹ آئے تمہیں پیار ابھی تک جانوں سے

جہاد لفظ جہد سے نکلا ہے۔ جس کے معنی انتہائی کوشش یا مشقت کے ہیں۔ شرعی اصطلاح میں اللہ تعالیٰ کے دین کی سربلندی کے لیے کفار کے مقابلے میں جان، مال اور زبان کو انتہائی وسعت اور طاقت سے خرچ کرنا جہاد کہلاتا ہے۔

جنگ شاہاں جہاں غارت گریست
جنگ مومن سنت پیغمبریست
جنگ مومن چیست ہجرت سوئے دوست
ترک عالم اختیار کوئے دوست

''بادشاہوں کی جنگ غارت گری ہے جبکہ مومن کی جنگ سنت رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) ہے۔ مومن کی جنگ کیا ہے؟ دوست کی طرف ہجرت اور دنیا کو چھوڑ کر دوست کا کوچہ پسند کرنا ہے۔''

اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے...... ''اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں سے جنت کے بدلے ان کے جان و مال کو خرید لیا ہے۔ یہ لوگ اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرتے ہوئے قتل کرتے ہیں اور قتل کیے جاتے ہیں۔''

یہ تورات، انجیل اور قرآن مجید میں خدا کا سچا وعدہ ہے اور اللہ سے بڑھ کر کون وعدے کو پورا کرنے والا ہے۔ پس تم اس خرید و فروخت پر مسرت کا اظہار کرو کیونکہ تم نے بڑی کامیاب تجارت

Marfat.com

کی ہے۔

ایک اور مقام پر فرمایا۔ ''جو لوگ اللہ تعالےٰ کی راہ میں قتل ہوتے ہیں انہیں مردہ خیال بھی نہ کرو بلکہ وہ زندہ ہیں اور اللہ تعالےٰ سے رزق پاتے ہیں۔''

مرتبہ شہادت ایک ایسا شرف ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم باوجود نبی و رسول ہونے کے شہادت کے آرزومند تھے۔ فرمایا۔ ''میں چاہتا ہوں کہ اللہ تعالےٰ کے راستے میں لڑتا ہوا شہید ہو جاؤں، پھر زندہ ہوں پھر شہید ہوں، پھر زندہ ہوں پھر شہید ہوں۔'' سچ ہے:

مرتبہ شہید کا گر جان جائیے
قربان ہونے والوں پہ قربان جائیے

آپ ﷺ کا ارشادِ گرامی ہے۔ ''جو شخص خدا کی راہ میں جہاد کی نیت سے روانہ ہوا اور وہ راستے میں ہلاک ہو جائے یا قتل کر دیا جائے وہ گھوڑے یا اونٹ کے پاؤں کے نیچے روندا جائے، اسے سانپ کاٹ کھائے یا وہ کسی اچانک مصیبت کا شکار ہو کر لقمہ اجل بن جائے تو وہ شہید ہے اور یقیناً جنت میں داخل ہوگا۔''

جب تک نہ جلیں دیپ شہیدوں کے لہو سے
سنتے ہیں کہ جنت میں چراغاں نہیں ہوتا

نیز فرمایا۔ ''قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے جو شخص اللہ تعالےٰ کی راہ میں زخمی ہوتا ہے وہ قیامت کے دن اس حالت میں اٹھایا جائے گا کہ اس کے خون کا رنگ بالکل تازہ خون کی طرح ہوگا اور اس میں سے مشک کی خوشبو آئے گی۔''

نیز جہاد کی خواہش نہ رکھنے والوں کو آپ نے ان الفاظ کے ساتھ تنبیہ فرمائی ہے کہ جو شخص اس حالت میں مرا کہ اس کے دل میں جہاد کی خواہش نہ تھی تو وہ نفاق کی حالت میں مرا۔

جہاد کی تین بڑی اقسام ہیں۔

(۱) دشمن کے خلاف اعلانیہ جنگ (۲) شیطانی قوتوں سے نبرد آزمائی (۳) نفسانی خواہشات کو کنٹرول کرنا

اسلام نے جن صورتوں میں جنگ کی اجازت دی ہے وہ درج ذیل ہیں۔

دفاع کے لیے

جب دشمنان اسلام کسی اسلامی ریاست پر حملہ آور ہو کر حقوق انسانی کو پامال کریں تو اس

Marfat.com

جارحیت کے خاتمہ کے لیے جہاد فرض عین ہو جاتا ہے۔ اللہ رب العزت فرماتا ہے۔

وَقَاتِلُوا فِي سَبِيلِ اللّٰهِ الَّذِينَ يُقَاتِلُونَكُمْ

''جو لوگ تم سے لڑتے ہیں، ان سے خدا کی راہ میں جہاد کرو۔''

اور یہ حکم عین فطرت کے مطابق ہے ورنہ حملہ آور کو دندان شکن جواب نہ دینے کی صورت میں قوم کی بقا اور اس کا وجود خطرے میں پڑ جاتا ہے اور ظلم و استبداد کو کھلی چھٹی مل جاتی ہے کہ وہ اسلام کے نام لیواؤں کو نیست و نابود کر دے گا۔ ان حالات میں زندہ رہنے کی بجائے عزت کی موت شہادت کی صورت میں قبول کرنا بہت بڑی سعادت ہے۔ ایسے شخص کے لیے خوشخبری ہے کہ

شہیدوں کا لہو جن کے رخوں کا بن گیا غازہ
ہے انہی کے واسطے کھلا ہوا جنت کا دائمی دروازہ

مظلوم مسلمانوں کی امداد

جب کسی غیر اسلامی مملکت میں رہنے والے مجبور اور مظلوم کسی اسلامی مملکت کے آزاد مسلمانوں سے امداد طلب کریں تو ہر مسلمان پر جہاد فرض ہو جاتا ہے۔ قرآن پاک میں فرمایا۔ ''بھلا تم ایسے لوگوں سے کیوں نہیں لڑتے جنہوں نے اپنی قسموں کو توڑ ڈالا اور پیغمبر خدا کو جلاوطن کرنے کا پکا ارادہ کر لیا۔ انہوں نے تم سے عہد شکنی کی ابتدا کی۔ کیا تم ایسے لوگوں سے ڈرتے ہو حالانکہ ڈرنے کے لائق خدا ہے۔ بشرطیکہ تم ایمان رکھتے ہو۔ ان سے خوب لڑو، خدا انہیں تمہارے ہاتھوں سے عذاب میں ڈالے گا۔ انہیں رسوا کرے گا اور تمہیں ان پر غلبہ دے گا۔

فتنہ و فساد کا انسداد

دشمنان اسلام کا وہ گروہ جو منفی کارروائیوں اور ریشہ دوانیوں کے ذریعے تفرقہ اور فتنہ و فساد برپا کرے اور مسلمانوں کو گمراہ کرنے کی کوشش کرے۔ ناحق خون ریزی اور غارت گری کو شعار بنا لے اور امن و امان کو درہم برہم کرتے ہوئے اخلاقی اقدار کو پامال کرے انکے اس سنگین جرم کے استیصال کے لیے جہاد ضروری ہو جاتا ہے۔ قرآن پاک میں فرمایا۔ ''ان سے جنگ کرو یہاں تک کہ فتنہ باقی نہ رہے اور دین صرف اللہ تعالیٰ کے لیے ہے۔''

ایک اور مقام پر فرمایا۔ ''جو لوگ خدا اور اس کے رسول سے لڑائی کریں اور ملک میں فساد پھیلانے کی کوشش کریں ان کی یہی سزا ہے کہ قتل کر دیئے جائیں۔''

Marfat.com

منافقین اور عہد شکن لوگوں کا خاتمہ

جو لوگ عہد شکنی کا ارتکاب کریں اور معاہدہ کے نفاذ کے باوجود تخریب کاری کا ارتکاب کریں یا زبان سے کلمہ کا اقرار اور اپنے عمل سے مسلمانوں کو نقصان پہنچائیں وہ ملت اسلامیہ کے لیے انتہائی خطرناک ہیں۔ لہٰذا ان پر نہ صرف یہ کہ اعتماد نہیں کیا جا سکتا بلکہ ایسے لوگوں کے خلاف بھی جہاد کا حکم ہے۔ قرآن پاک میں فرمایا۔ ''اور اگر عہد کرنے کے بعد اپنی قسمیں توڑ ڈالیں اور تمہارے دین کے بارے میں طعنے دینے لگیں تو کفر کے ان پیشواؤں کے خلاف جہاد کرو۔''

ایک اور مقام پر فرمایا۔ ''اے پیغمبر! کافروں اور منافقوں سے لڑو اور ان پر سختی کرو کیونکہ ان کا ٹھکانہ دوزخ ہے اور وہ بری جگہ ہے۔''

ظالم حاکم کے خلاف

ایسے ظالم اور جابر حکمران جو غیر شرعی، حیا سوز، تشدد آمیز قوانین رائج کرتے ہوں، عوام کو طبقاتی کشمکش اور فسادات میں جھونکنے کا سبب بن رہے ہوں یا انہیں بے حیائی اور فحش امور کی طرف راغب کرتے ہوں تو ایسے حاکم کی نہ صرف اطاعت سے منع کیا گیا ہے بلکہ ان کے خلاف بھی جہاد کا حکم دیا گیا ہے۔ فرمایا ''ان حاکموں کی اطاعت نہ کرو جو زمین میں فساد پھیلاتے ہیں اور اصلاح نہیں کرتے۔''

اے عزیز! جہاد کی اہمیت وفضیلت سے جب تجھے آگاہی ہوگئی تو اب تجھے ہمہ وقت ہر قسم کے جہاد کے لیے تیار رہنا چاہیے کیونکہ زندگی ہمہ وقت جہاد ہی سے عبارت ہے۔ اور بحمد اللہ تعالیٰ تیرا تعلق عظیم سلسلہ روحانیہ قادریہ سے ہے اور اس میں بڑے نامور مجاہد گزرے ہیں جنہوں نے اس میدان میں ناقابل فراموش کارنامے سرانجام دیئے ہیں۔ بالخصوص سلطان صلاح الدین ایوبی رحمۃ اللہ علیہ جنہوں نے صلیبی جنگوں میں پوری عیسائیت کو شکست فاش دے کر بیت المقدس پر فتح کے جھنڈے لہرائے تھے اور صلیبی جنگوں کے حوالے سے ان کا نام تاریخ عالم میں ایک معتبر حوالہ کی حیثیت رکھتا ہے۔

بعض تنگ نظر اور متعصب مستشرقین کا خیال ہے کہ اسلام تلوار کے زور سے پھیلا ہے اور غزوات اور جنگوں میں انسانی خون ارزانی سے بہایا گیا۔ لیکن یہ نظریہ سراسر غلط ہے۔ اسلام تلوار کی جھنکار سے نہیں بلکہ حسن کردار سے پھیلا ہے۔

ہمارے آقا ومولیٰ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دشمنوں کے پاؤں میں بھی محبت کی بیڑیاں

Marfat.com

ڈال دیں اور وہ لوگ (صحابہ کرام) آپ کی محبت کے اتنے اسیر ہوئے کہ ہر طرف محبت کی شمع روشن کی۔ حسن سلوک، ایثار و قربانی، توکل و رضا، صبر و قناعت اور احسان و مروت ایسے زریں اصول ان کی سیاسی، سماجی اور معاشرتی زندگی کا اوڑھنا بچھونا تھے۔ یہی وجہ ہے کہ ان کے ایک ہاتھ میں قرآن اور دوسرے میں تلوار ہوتی تھی۔ وہ دن کو شاہسوار اور رات کو عبادت گزار ہوتے تھے۔

وہ کفار کو اسلام کی دعوت دیتے تھے اور قرآن مجید کے اس حکم پر کما حقہٗ عمل کرتے تھے۔

''اگر وہ صلح کے لیے جھکیں تو تم بھی جھک جاؤ اور اللہ تعالےٰ پر بھروسہ رکھو کیونکہ وہ سب کچھ سنتا اور جانتا ہے۔'' (القرآن)

نیز فرمایا۔''اگر وہ تم سے ہاتھ کھینچ لیں اور جنگ نہ کریں اور صلح کے تمنائی ہوں تو ایسی صورت میں اللہ تعالےٰ نے تمہیں دست درازی کی کوئی راہ نہیں دی۔'' (سورۃ النساء)

جہاد اصل غرض نہیں ہے بلکہ بالضرورت ہے۔ اور جس کسی نے بھی یہ لکھا یا کہا کہ اسلام بزور شمشیر پھیلا ہے وہ محض جاہل، ہٹ دھرم اور کج فہم ہے۔ وہ اسلام کے معنی سے ہی آگاہ نہیں ہے۔ اسلام تو سراسر سلامتی کا ایک دائمی پیغام ہے اور دل سے توحید و رسالت کے اقرار کا متمنی ہے۔ یعنی زبان سے اقرار اور دل سے تصدیق۔ جب تک دونوں متفق نہ ہوں مسلمان نہیں کہلا سکتا۔ اور جو فقط زبانی ایمان کا اقرار کرے اور دل سے مومن نہ ہو تو اس کو اسلامی اصطلاح میں ''منافق'' کہہ کر اسلام سے نکال دیا گیا ہے۔ قرآن فرماتا ہے۔''اور کچھ لوگ کہتے ہیں ہم اللہ اور پچھلے دن پر ایمان لائے اور وہ ایمان والے نہیں ہیں۔ فریب دینا چاہتے ہیں اللہ اور ایمان والوں کو۔''

اس سے معلوم ہوا کہ اسلام کسی کو بزور شمشیر زبان وصورت سے مسلمان نہیں دیکھنا چاہتا بلکہ وہ تو زبان کے اقرار کے ساتھ دل کی تصدیق کا بھی متمنی ہے۔ تو جو لوگ فقط زبان سے ایمان کا دعویٰ کر رہے ہیں ان کو تو اسلام اپنے حلقہ سے دھکے دے دے کر نکال رہا ہے، بھلا زبردستی اور تلوار کے زور سے ان کو کیونکر مسلمان کرے گا۔ اسلامی مزاج یہ ہے کہ بزور شمشیر تو جسم تابع کیا جاتا ہے تاکہ ظالمانہ قوانین اور جور و ستم سے انسانیت کو تکلیف پہنچانے والے مفسدین خلق خدا کو امن و عافیت سے زندگی گزارنے دیں۔ باقی رہا معاملہ کسی کے ایمان کا تو اس میں کسی پر کوئی زبردستی نہیں۔ ''تمہارے لیے تمہارا دین اور ہمارے لیے ہمارا دین۔''

المختصر اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر ہے اور جہاد ان اعمال کے لیے چھت کی حیثیت رکھتا ہے۔ ظاہر ہے اگر چھت نہ ہو تو عمارت بھی مکمل نہیں۔ لہٰذا جہاد انسانیت کو گناہوں، نافرمانیوں، ظلم و ستم کی گرمی سے محفوظ رکھتا ہے ورنہ انسانیت اس گرمی میں جھلس جائے۔

Marfat.com

ایک مسلمان پر دوسرے مسلمان کے حقوق

اے مرید صادق! حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے سنا ہے کہ بنی اسرائیل میں ایک بار سات برس تک قحط رہا۔ یہاں تک کہ لوگ مردار اور لڑکوں کو کھانے لگے۔ اور پہاڑوں میں جا جا کر روتے رہے اور زاری کرتے رہے۔ پس اللہ تعالیٰ نے وقت کے پیغمبر پر وحی نازل فرمائی کہ اگر بالفرض تم میری طرف اتنا چلو کہ تمہارے گھٹنے گھس جائیں اور تمہارے ہاتھ آسمان کے بادلوں کو لگ جائیں۔ اور دعا کرتے کرتے زبانیں تھک جائیں تب بھی میں کسی دعا مانگنے والے کی دعا قبول نہ کروں گا نہ کسی رونے والے پر ترس کھاؤں گا جب تک کہ حقداروں کے حقوق ان کو نہ پہنچا دو گے۔ جب سب لوگوں نے فوراً حقداروں کا حق ادا کر دیا تو اللہ تعالیٰ نے اسی روز ان کو بارش عطا فرما دی۔ لہٰذا عبادات کے ساتھ ساتھ معاملات یعنی حقوق العباد کا پہچاننا بھی ضروری ہے۔ اس سلسلہ میں ایک مسلمان پر دوسرے مومن کے جو حقوق ہیں وہ یہاں بیان کئے جاتے ہیں۔

اول حق یہ ہے کہ جمیع اہل ایمان کے لیے وہی بات چاہے جو اپنے لیے چاہتا ہے اور ان کے لیے وہی بات بری سمجھے جو اپنے لیے بری سمجھتا ہے۔ نعمان بن بشیر فرماتے ہیں کہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ آپ نے فرمایا ایمان داروں کی مثال باہم دوستی اور رحم کرنے میں ایسے ہے جیسے جسم کہ جب اس کا کوئی جوڑ درد کرتا ہے تو پورا جسم تکلیف میں ہوتا ہے۔ گویا کہ مسلمان آنکھ کی طرح ہونا چاہیے۔

مبتلائے درد کوئی عضو ہو روتی ہے آنکھ
کس قدر ہمدرد سارے جسم کی ہوتی ہے آنکھ

دوسرا حق یہ ہے کہ کسی مسلمان کو اپنے قول یا فعل سے تکلیف نہ دے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم کو معلوم ہے، مسلم کون ہے۔ لوگوں نے عرض کیا کہ اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول زیادہ جانتے ہیں۔ فرمایا۔ ”مسلم وہ ہے جس کے ہاتھ اور زبان سے دوسرے مسلمان بچے رہیں۔“

مجاہد فرماتے ہیں، دوزخیوں پر ایک خارش مسلط کی جائے گی پھر وہ اتنا کھجلا دیں گے کہ ان میں کسی کی ہڈی ظاہر ہو جائے گی اور چمڑا اور گوشت اڑ جائے گا اس کو کوئی نام لے کر پکارے گا کہ تجھ کو اس کی تکلیف ہے یا نہیں؟ وہ کہے گا کہ ہاں بہت تکلیف ہے۔ جواب ملے گا کہ یہ اس کی سزا

Marfat.com

ہے کہ تو اہل ایمان کو ستایا کرتا تھا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ میں نے ایک شخص کو جنت میں مزہ سے کروٹیں لیتے دیکھا اس نے راہ میں سے ایک درخت کاٹا تھا جو لوگوں کو ایذا دیتا تھا۔

تیسرا حق یہ ہے کہ ہر مسلمان سے تواضع کرے اور اس سے تکبر نہ کرے اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ ''اللہ تعالےٰ تکبر کرنے والے اور شیخی مارنے والے کو پسند نہیں کرتا۔'' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں اللہ تعالےٰ نے مجھ پر وحی بھیجی کہ یہاں تک فروتنی کرو کہ کوئی کسی پر فخر نہ کرے۔

چوتھا حق یہ ہے کہ ایک مسلمان کی چغلی دوسرے سے نہ کھائے اور جو کچھ ایک سے سنے تو دوسرے کو نہ پہنچائے اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ السلام فرماتے ہیں۔ ''چغل خور جنت میں داخل نہ ہو گا۔''

اور خلیل احمد کہتے ہیں کہ جو شخص تجھ سے کسی دوسرے کی چغلی کھائے گا تو تیری چغلی دوسروں سے کھائے گا اور جو تجھ سے غیروں کی خبر کہے گا وہ لازمی تیری خبر بھی دوسروں سے کہے گا۔

پانچواں حق یہ ہے کہ جس شخص سے شناسائی ہو اس سے اگر رنجش یا جھگڑے کی صورت ہو جائے تو تین دن سے زیادہ ترک ملاقات نہ کرے۔ ابوایوب انصاری فرماتے ہیں، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کسی مسلمان کو حلال نہیں کہ اپنے بھائی کو تین دن سے زیادہ چھوڑے آپس میں ملیں تو ایک ادھر کو منہ پھیرے اور دوسرا ادھر کو اور ان دونوں سے بہتر وہ ہے جو پہلے سلام کرے۔

حضرت عکرمہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالےٰ نے حضرت یوسف علیہ السلام کو فرمایا کہ چونکہ تم نے اپنے بھائیوں کی خطا معاف فرمائی اس لیے میں نے تمہارا ذکر ذاکروں میں بلند کر دیا ہے۔

چھٹا حق یہ ہے کہ اگر بن سکے تو ہر شخص پر حتی الوسع احسان ہی کرے یہ تمیز نہ کرے کہ لائق احسان کون ہے اور عدم لیاقت کس میں ہے۔ حضرت امام زین العابدین فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قابل سلوک پر بھی احسان کرو اور نا قابل پر بھی کیونکہ اگر احسان ایسے شخص کو نہ پہنچے گا جو قابل احسان نہ ہو تو تم تو بہرحال قابل احسان ہو اور انہیں حضرت سے یہ حدیث منقول ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایمان کے بعد عقل کی اصل لوگوں سے دوستی کرنی اور ہر نیک و بد سے اچھا سلوک کرنا ہے۔

ساتواں حق یہ ہے کہ کسی مسلمان کے پاس بغیر اس کی اجازت کے نہ جائے بلکہ تین بار اس سے اجازت چاہے اگر وہ اجازت دے تو فبہا اور اگر وہ اجازت نہ دے تو واپس چلا جاوے۔

Marfat.com

آٹھواں حق یہ ہے کہ بوڑھوں کی عزت کرے اور لڑکوں پر رحم کرے۔ حضرت جابر فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ ''جو بڑوں کی عزت نہ کرے اور چھوٹوں پر شفقت نہ کرے وہ ہم میں سے نہیں ہے۔ایک اور حدیث میں فرمایا بوڑھوں کی تعظیم کرنا اللہ تعالیٰ کی تعظیم کرنا ہے اور بوڑھوں کی تعظیم کا مطلب یہ ہے کہ ان کی اجازت کے بغیر ان کے سامنے کلام نہ کرے۔ حضرت جابر فرماتے ہیں کہ جہنیہ کا قافلہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا، ان میں ایک لڑکا بولنے کے لیے کھڑا ہوا۔ رسول اللہ نے فرمایا، ٹھہر۔ بڑا شخص کہاں ہے کہ وہ گفتگو کرے اور ایک حدیث میں ارشاد فرمایا جو کوئی جوان آدمی کسی بوڑھے کی تعظیم کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے لیے بڑھاپے تک پہنچنے کے اسباب پیدا کر دیتا ہے اور جب وہ بڑھاپے کی عمر میں پہنچے گا تو اس کے لیے کسی کو مقرر کر دیتا ہے کہ اس کی تعظیم کرے۔ اس میں زندگی کے دوام کی خوشخبری ہے اور معلوم ہوتا ہے کہ بوڑھوں کی تعظیم کی توفیق اسی کو نصیب ہوتی ہے جس کے لیے اللہ تعالیٰ نے عمر کی زیادتی لکھ دی ہے۔

نواں حق یہ ہے کہ سب خلق کے ساتھ ہشاش بشاش اور نرم رہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ سے فرمایا کہ تم کو معلوم ہے کہ دوزخ کس شخص پر حرام ہے انہوں نے کہا، اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول بہتر جانتا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ اس پر حرام ہے جو نرم اور منکسر اور آسان گیر ملنسار ہو۔ ابو ہریرہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں، اللہ تعالیٰ آسانی والے اور کشادہ پیشانی کو دوست رکھتا ہے اور فرمایا جنت میں چند درجے ہیں ان کے باہر کی چیز اندر سے اور اندر کی چیز باہر سے معلوم ہوتی ہے۔ ایک اعرابی نے عرض کیا، یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہ کن لوگوں کے لیے ہیں؟ آپ نے فرمایا جو کلام اچھی طرح کرے اور کھانا کھلائے اور رات کو اس وقت نماز پڑھے کہ لوگ سوتے ہوں۔

دسواں حق یہ ہے کہ جس مسلمان سے کوئی وعدہ کرے اس کو پورا کرنا چاہیے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وعدہ عطا ہے اور فرمایا وعدہ قرض ہے اور فرمایا تین باتیں منافق میں ہوتی ہیں۔ جب بات کرے جھوٹ بولے، جب امانت سپرد کی جائے خیانت کرے اور جب وعدہ کرے خلاف کرے۔

گیارہواں حق یہ ہے کہ لوگوں کا عوض اپنے نفس سے لے اور ان کے ساتھ وہی کام کرے جن کو چاہے کہ لوگ اس کے ساتھ کریں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ بندہ اپنے ایمان کو پورا نہیں کرتا جب تک اس میں تین خصلتیں نہ ہوں۔

Marfat.com

اول مفلسی کے ہوتے ہوئے خرچ کرنا دوم اپنے نفس سے انتقام لینا سوم سلام کرنا۔ ایک اور حدیث میں ارشاد فرمایا کہ جس شخص کو یہ بات پسند ہو کہ وہ دوزخ سے دور رہے اور جنت میں داخل ہو تو ایسے حال میں مرے کہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کی شہادت دے رہا ہو اور لوگوں کے ساتھ وہ کام کرے جو خود اپنے ساتھ چاہتا ہو۔

بارہواں حق یہ ہے کہ جس شخص کے لباس اور صورت سے معلوم ہوتا ہو کہ یہ شخص رتبہ کا ہے تو اس کی تعظیم زیادہ کرے یعنی ہر اک شخص کے ساتھ اس کے مرتبے کے موافق پیش آنا چاہیے۔ مروی ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کسی سفر میں ایک منزل میں اتریں۔ اتنے میں ان کا خاصہ آیا اور ایک شخص مانگنے آیا۔ آپ نے فرمایا اس فقیر کو روٹی دے دو۔ پھر ایک شخص سوار آیا، آپ نے فرمایا اس کو بلاؤ اور بٹھا کر کھانا کھلاؤ۔ لوگوں نے عرض کیا، آپ نے مسکین کو تو روٹی دے کر ٹال دیا اور اس کو بٹھا کر کھلاتی ہیں۔ آپ نے فرمایا، اللہ تعالیٰ نے آدمیوں کا رتبہ بنایا ہے ہمیں بھی ان کو اسی رتبہ پر رکھنا چاہیے۔ وہ مسکین تو ایک روٹی پر راضی ہو گیا لیکن ہم کو نا مناسب ہے کہ اس تو انگر کو اس صورت میں ایک روٹی دے دیں۔ ایک اور حدیث ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے حجرہ میں تشریف لے گئے اور آپ کے اصحاب اس قدر آپ کی خدمت میں حاضر ہو گئے کہ حجرہ شریف بھر گیا پھر جریر بن عبداللہ بھی تشریف لائے اندر جگہ نہ دیکھی تو دہلیز پر بیٹھ گئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی چادر مبارک لپیٹ کر ان کے پاس پھینک دی اور فرمایا کہ اس چادر پر بیٹھ جاؤ جریر نے اس کو لے کر آنکھوں پر لگایا اور اس کو بوسہ دے کر رونے لگے اور پھر تہہ لگا کر آپ کے پاس پھینک دی اور عرض کیا کہ میں اس قابل نہیں ہوں کہ آپ کے کپڑوں پر بیٹھوں اللہ تعالیٰ آپ کا اکرام فرما دے جیسے آپ نے میرا اکرام کیا۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دائیں بائیں دیکھ کر فرمایا جب تمہارے پاس کسی قوم کا کریم شخص آئے تو اس کی تعظیم کرو۔

تیرہواں حق یہ ہے کہ اگر صورت مسلمانوں میں صلح کر دینے کی بن سکے تو چاہیے کہ ان میں صلح کرا دے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ کیا تم کو میں وہ بات نہ بتاؤں جو نماز اور روزوں اور خیرات کے درجوں سے افضل ہو۔ صحابہ نے عرض کیا ضرور ارشاد فرمائیے۔ آپ نے فرمایا، وہ آپس میں صلح کرا دینا ہے اور باہم پھوٹ ڈالنے والا دین کا مٹانے والا ہے اور ایک حدیث میں ارشاد فرمایا۔ بہترین صدقہ آپس میں صلح کروانا ہے۔ اور حضرت انس راوی ہیں کہ ایک بار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھے تھے اتنے میں آپ اتنا ہنسے کہ آپ کے سامنے کے دندان مبارک ظاہر ہو گئے۔ حضرت عمر نے عرض کی، یا رسول اللہ فدا ہوں آپ پر میرے والدین، آپ

Marfat.com

کس بات پر ہنسے۔ فرمایا، مجھے میری امت کے دو شخص رب العزت کے سامنے دو زانو بیٹھے دکھائے گئے۔ ایک نے عرض کیا کہ یا رب العزت میرا حق اس سے دلا دے۔ اللہ تعالیٰ نے دوسرے شخص کو کہا اس کا حق یعنی اپنے بھائی کا حق اس کو دے دے۔ اس نے عرض کیا، الٰہی میری نیکیوں میں سے کچھ اس کے حوالے کردیں۔ اللہ تعالیٰ نے مدعی کو فرمایا اب تو کیا کرے گا اس کے پاس تو نیکیوں میں سے کچھ نہیں رہا۔ اس نے عرض کیا میرے گناہ اس پر کردیئے جائیں۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے اور فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے مظلوم کو ارشاد فرمایا کہ اپنی آنکھ اٹھا کر جنت کو نگاہ کر۔ وہ دیکھ کر عرض کرنے لگا یا رب مجھے معلوم ہوتا ہے کہ چاندی کے شہر میں سونے کے محل موتیوں سے جڑے ہیں۔ یہ کسی نبی کے ہیں، صدیق یا شہید کے؟ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا، یہ اس شخص کے ہیں جو ان کا دام دے۔ اس نے عرض کیا، یا رب ان کا دام کس کے پاس ہوگا۔ ارشاد ہوا کہ تیرے پاس۔ اس نے عرض کیا، وہ کیا ہے؟ فرمایا کہ اپنے بھائی کو معاف کر دینا۔ اس نے عرض کیا کہ الٰہی میں نے معاف کیا۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا تو اٹھ اور اپنے بھائی کا ہاتھ پکڑ کر اس کو جنت میں داخل کر۔ پھر آپ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ سے ڈرو آپس میں صلح کرتے رہو۔ کیونکہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اہل ایمان کے درمیان صلح کروائے گا۔

چودھواں حق یہ ہے کہ سب مسلمانوں کے عیبوں کو چھپاوے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں جو شخص مسلمان کی پردہ پوشی کرے اللہ تعالیٰ دنیا اور آخرت میں اس کی پردہ پوشی کرے گا اور فرمایا جو بندہ دوسروں کی عیب پوشی کرے گا اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کی عیب پوشی فرمائے گا اور حضرت ابوسعید فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو آدمی اپنے بھائی کا کوئی عیب دیکھے اور پھر اس کو چھپاوے تو وہ جنت میں داخل ہوگا۔ اور جب ماعز نے اپنے زنا کا حال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ اگر تو اس کو اپنے کپڑے کے تلے ڈھانپ لیتا تو تیرے حق میں اچھا ہوتا۔

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مسلمان کو اپنے عیب کا پوشیدہ رکھنا بھی لازم ہے اس لیے کہ اس کے خود اسلام کا حق اس کے ذمہ ایسا ہی واجب ہے جیسا غیر کے اسلام کا ہے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اگر میں کسی شراب خور کو پکڑ پاؤں تو مجھ کو یہی معلوم ہوتا ہے اللہ تعالیٰ اس کا عیب چھپادیں اگر کسی چور کو پکڑوں تب بھی یہی اچھا معلوم ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کی عیب پوشی فرمائے۔ شریعت میں عیب پوشی کے مطلوب ہونے کے لیے یہ معاملہ بہت بڑی دلیل ہے

Marfat.com

کیونکہ سب عیبوں میں فاحش تر زنا ہے جس کا ثبوت چار گواہوں پر ہے۔ جو مرد کسی عضو کو عورت کے عضو کے اندر اس طرح دیکھے جیسے سرمہ دانی میں سلائی اور یہ امر کبھی نہیں ہوتا اور اگر قاضی اس کو تحقیق کر کے معلوم بھی کر لے تو اس کو جائز نہیں کہ اس کو افشا کرے۔ باب زنا کے انسداد کی حکمت کو دیکھو اس کے لیے سزا سنگسار کرنا ہے جو سب سے بڑی سزا ہے مگر اللہ تعالیٰ کی پردہ پوشی کو بھی دیکھو کہ اپنی مخلوق کے گنہگاروں پر کیسا بھاری پردہ ڈالا کہ زنا کا حال کھلنے کا رستہ تنگ کر دیا ہے۔ ہم کو توقع ہے کہ قیامت کے دن اس کے کرم عمیم سے ہم محروم نہ رہیں گے۔ حدیث شریف میں وارد ہے کہ اللہ تعالیٰ جب کسی بندے کا عیب دنیا میں چھپاتا ہے تو اس کا کرم اس بات کو کب چاہے گا کہ قیامت میں اس کا فاش کرے اور اگر دنیا میں فاش کرے گا تو اس بات سے کریم تر ہے کہ دوبارہ اس کو افشا کرے۔

پندرہواں حق یہ ہے کہ تہمت کی جگہوں پر سے احتراز کرے تا کہ اہل ایمان کے دل بدگمانی سے اور ان کی زبانیں غیبت سے بچی رہیں کیونکہ اگر وہ اس کو برا کہیں گے تو اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کریں گے اور اس معصیت کا باعث وہی شخص ہوگا تو وہ بھی اس میں شریک ہوگا چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ ''اور تم لوگ ان کو برا نہ کہو جن کو وہ پوجتے ہیں اللہ تعالیٰ کے سوا کہ وہ برا کہہ بیٹھیں اللہ تعالیٰ کو بے سمجھی میں۔''

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جو شخص اپنے والدین کو گالی دیتا ہے وہ تمہارے نزدیک کیسا ہے؟ لوگوں نے عرض کیا کہ بھلا کوئی اپنے والدین کو گالی دیتا ہے۔ آپ نے فرمایا، ہاں دوسرے کے ماں باپ کو گالی دیتا ہے تو دوسرا اس کے ماں باپ کو گلی دیتا ہے۔ حاصل یہ کہ معصیت کا باعث ہونا ایسا ہے گویا خود اس کا مرتکب ہوا اور حضرت انس روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ اپنی کسی بی بی سے گفتگو فرمائی کہ اتنے میں کوئی شخص گزرا۔ آپ نے اس کو بلا کر فرمایا۔ یہ میری بی بی صفیہ رضی اللہ عنہا ہے۔ اس نے کہا، یارسول اللہ اگر میں کسی پر گمان کرتا تو یہ نہیں تھا کہ آپ پر گمان کروں، فرمایا کہ شیطان آدمی میں اس کے خون کی جگہ چلتا ہے۔

سولہواں حق یہ ہے کہ جس شخص کے ہاں میں اپنی قدر و منزلت ہو اگر اس سے کسی دوسرے کو کام آپڑے تو اس سے کسی کی سفارش کر دے اور اس کا مطلب برآری کے لیے جو کچھ اپنے آپ سے ہو سکے کر گزرے۔

حضرت معاویہ راوی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے سامنے سفارش کیا

Marfat.com

کرو تاکہ تم کو ثواب ملے اور میں کوئی معاملہ کرنا چاہتا ہوں لیکن اس میں دیر لگاتا ہوں کہ تم میرے سامنے سفارش کرو اور ثواب کماؤ۔

کیا خاک وہ جینا ہے جو اپنے ہی لیے ہو
خود مٹ کے کسی اور کو مٹنے سے بچا لو

سترہواں حق یہ ہے کہ ہر ایک مسلمان سے کلام سے پیشتر سلام سے ابتدا کرے اور سلام کے وقت مصافحہ کرے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جو شخص سلام سے پیشتر کلام کرے اس کو جواب مت دو جب تک اول سلام نہ کرے۔ ایک صحابی کہتے ہیں، میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور سلام نہ کیا اور اجازت مانگی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہٹ جا اور یہ کہہ السلام علیکم، مجھے اندر آنے کی اجازت ہے۔ حضرت جابر راوی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم اپنے گھر میں جاؤ تو گھر والوں کو سلام کرو کیونکہ جب تم میں سے کوئی سلام کہتا ہے تو اس کے گھر شیطان نہیں آتا۔ حضرت انس فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت آٹھ برس کی۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ اے انس وضو پورا کیا کر کہ اس سے تیری عمر زیادہ ہوگی اور میری امت میں سے جس سے ملے اس سے سلام کیا کر کہ تیری نیکیاں زیادہ ہوں گی اور جب تو اپنے گھر میں داخل ہو تو گھر والوں کو سلام کیا کر تیرے گھر میں برکت بہت ہوگی۔ حضرت انس فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب دو ایماندار ملتے ہیں اور آپس میں مصافحہ کرتے ہیں تو ان کے درمیان ستر رحمتیں تقسیم ہوتی ہیں یا کی جاتی ہیں کہ انہتر اس کو ملتی ہیں جو دونوں میں سے زیادہ کشادہ پیشانی ہو۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خود فرماتے سنا کہ جب دو مسلمان ملتے ہیں اور ایک دوسرے کو سلام کرتے ہیں اور مصافحہ کرتے ہیں تو ان دونوں کے درمیان سو رحمتیں نازل ہوتی ہیں۔ نوے تو ابتدا کرنے والے کو ملتی ہیں اور دس دوسرے کو۔

سنت طریقہ یہ ہے کہ چلنے والے بیٹھے ہوئے کو اور سوار پیدل چلنے والے کو یا بیٹھے ہوئے کو سلام میں پہل کرے۔ اگر کوئی غیر مسلم سلام کہے تو صرف ''وعلیک'' کہے۔ نیز کسی مشرک کو سلام میں پہل نہ کرے۔ اگر کوئی مسلمان السلام علیکم کہے تو جواب میں وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کا اضافہ بہتر ہے نیز جوان غیر محرم عورتوں کو سلام کہنا منع ہے۔ البتہ بچوں کو سلام کہنا مستحب ہے۔

ایک حدیث میں ارشاد فرمایا کہ مسلمان کا بوسہ دینا اپنے بھائی کو مصافحہ ہے اور جو شخص دین کا بزرگ ہے اس کے ہاتھ کو بوسہ دینا برکت حاصل کرنے کے لیے اور اس کی تعظیم کے لیے مضائقہ

Marfat.com

نہیں۔ حضرت ابوذر فرماتے ہیں، میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جب بھی ملا ہوں آپ نے مجھ سے مصافحہ کیا اور ایک روز آپ نے مجھ کو تلاش کیا اور میں گھر پر نہ تھا اور جب مجھ کو معلوم ہوا تو آپ تخت پر رونق افروز تھے اور مجھ سے معانقہ کیا۔ اس سے معلوم ہوا کہ معانقہ بہت اچھا ہے اور علماء کی تعظیم کے لیے رکاب کا تھامنا آثار میں آیا ہے۔ چنانچہ حضرت ابن عباس نے حضرت زید بن ثابت کی رکاب تھامی تھی اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رکاب تھامی۔ یہاں تک کہ آپ سوار ہو گئے اور فرمایا کہ زید بن ثابت اور ان کے ساتھیوں سے ایسا ہی کیا کرو۔ اور کسی کی تعظیم کے لیے کھڑے ہو جانا مکروہ نہیں بشرطیکہ وہ شخص اس کا طالب نہ ہو۔

عادل بادشاہ، والدین، دیندار، پرہیزگار اور معزز لوگوں کے لیے کھڑا ہونا مستحب ہے۔

حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے گھر جاتے تو وہ تعظیماً کھڑی ہو جاتیں اور آپ کے دست مبارک کو بوسہ دیتیں۔ اسی طرح جب خاتون جنت سرکار دو عالم کے ہاں آتیں تو آپ بھی کھڑے ہو جاتے اور انہیں اپنی مسند پر بٹھاتے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سعد رضی اللہ عنہ کو بلا بھیجا جب وہ آئے تو آپ نے فرمایا، اپنے سردار کے لیے کھڑے ہو جاؤ۔

انیسواں حق یہ ہے کہ اس کی چھینک کا جواب دے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ چھینکنے والا کہے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰی کُلِّ حَالٍ اور جو اس کا جواب دے وہ یہ کہے یَرْحَمُکَ اللّٰهُ اور چھینکنے والا پھر اس کو کہے یَهْدِیْکُمُ اللّٰهُ وَ یُصْلِحُ بَالَکُمْ۔

حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، اللہ تعالیٰ جل جلالہ، چھینک کو پسند اور جمائی کو ناپسند فرماتا ہے۔ لہٰذا جب تم میں سے کسی کو جمائی آئے تو جس قدر ممکن ہو اس کو لوٹائے اور ہاہ نہ کرے کیونکہ یہ شیطان کی طرف سے ہے اور وہ اس پر ہنستا ہے۔ نیز جمائی لیتے وقت ہاتھ یا آستین سے منہ کو ڈھانپنا چاہیے۔

بیسواں حق یہ ہے کہ اگر کسی شریر سے پالا پڑے تو چاہیے کہ اس سے خوش خلقی کر کے محفوظ رہے۔

نیکاں نال برائی کرنی بریاں دا منشور
بریاں نال وی نیکی کرنی نیکاں دا دستور

بعض اکابر فرماتے ہیں کہ ایماندار سے اخلاص دلی کرنا چاہیے اور بدکردار سے اس کے کردار سے مخالف کام کرنا چاہیے کیونکہ وہ ظاہری خوش خلقی سے راضی ہو جاتا ہے۔ حضرت ابو درداء فرماتے ہیں کہ ہم بعض لوگوں کے سامنے ہنستے ہیں اور دل ان کو لعنت کرتے ہیں اور ظاہر داری کے

Marfat.com

معنی یہی ہیں اور یہ امر ایسے ہی لوگوں کے ساتھ ہوتا ہے جن کے شر سے ڈر ہو۔

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آنے کی اجازت چاہی۔ آپ نے فرمایا اس کو آنے دو کہ یہ اپنی قوم میں نہایت شریر شخص ہے۔ جب وہ اندر آیا تو آپ نے اس سے ایسی نرمی باتوں میں فرمائی کہ مجھ کو یہ گمان ہوا کہ اس کی آپ کی نظروں میں کچھ عزت ہے۔ جب وہ چلا گیا تو میں نے آپ کی خدمت میں عرض کیا کہ جس وقت وہ آنے کو تھا اس وقت تو آپ نے وہ کچھ فرمایا، پھر اس کے ساتھ نرم گفتگو۔ آپ نے فرمایا، اے عائشہ! اللہ تعالیٰ کے نزدیک قیامت کے دن سب سے بدتر مرتبہ اس شخص کا ہوگا جس کو لوگ اس کی فحش گوئی کی وجہ سے چھوڑ دیں۔

۲۱واں حق یہ ہے کہ ہر مسلمان کی خیر خواہی کرے اور اس کے دل میں خوشی داخل کرنے کی کوشش کرے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اس وقت تک کوئی شخص مومن نہیں ہوسکتا جب تک وہی چیز اپنے بھائی کے لیے پسند نہ کرے جو وہ اپنے لیے کرتا ہے۔ اور فرمایا، تم میں سے ہر ایک اپنے بھائی کا آئینہ ہے تو جب اس میں کوئی بات (بری) دیکھے تو چاہیے کہ اس کو اس میں سے دور کر دے۔ اور فرمایا جو شخص اپنے بھائی کی حاجت پوری کر دے اور ایماندار کو راحت پہنچاوے۔ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کو آرام دے گا اور فرمایا جو شخص رات یا دن میں ایک ساعت اپنے بھائی کے کام میں چلے گا خواہ اس کو پورا کرے یا نہ کرے۔ یہ امر اس کے حق میں دو مہینہ کے اعتکاف سے بہتر ہوگا۔

کوئی انساں اس انساں کے درجے کو نہیں پہنچا
کہ اس کی ذات سے لوگوں کو نفع بہتریں پہنچا

۲۲واں حق یہ ہے کہ بیمار پرسی کرے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مریض کی عیادت کامل یہ ہے کہ اس کی پیشانی یا ہاتھ پر اپنا ہاتھ رکھ کر پوچھو کہ کیسے ہو؟ اور سلام کی تکمیل مصافحہ ہے اور فرمایا جو شخص بیمار کی عیادت کرتا ہے وہ گویا جنت کے نخلستان میں بیٹھتا ہے یہاں تک کہ جب اٹھتا ہے اس پر ستر ہزار فرشتے متعین ہوتے ہیں کہ رات تک اس پر رحمت بھیجتے رہیں۔

۲۳واں حق یہ ہے کہ ان کے جنازے کے ہمراہ جاوے اور اعمش فرماتے ہیں کہ ہم جنازوں پر حاضر ہوتے ہیں اور یہ نہ جانتے تھے کہ تعزیت اور تسلی کس کی کریں کیونکہ اندوہ و ملال سب کو یکساں ہوتا تھا اور ابراہیم زیارت نے لوگوں کو دیکھا کہ ایک مردہ پر دعائے رحمت کرتے ہیں اور فرمایا اگر تم اپنے لیے دعائے رحمت کرو تو بہتر ہے کیونکہ مردہ تو تین ہولوں سے نجات پا چکا

Marfat.com

ہے یعنی ملک الموت کی صورت دیکھ چکا اور موت کی تلخی بھی چکھ چکا اور خاتمہ کے خوف سے محفوظ ہوا اور تم کو یہ سب باتیں باقی ہیں۔

۲۴واں حق یہ ہے کہ ان کی قبروں کی زیارت کرے اور اس سے مقصود دعا اور عبرت اور دل کا نرم کرنا ہے۔ حضرت عثمان جب قبر پر کھڑے ہوتے تو اتنا روتے کہ آپ کی داڑھی تر ہو جاتی اور ابو درداء قبروں کے پاس بیٹھتے لوگوں نے وجہ پوچھی تو فرمایا، میں ایسے لوگوں کے پاس بیٹھتا ہوں کہ مجھ کو آخرت کی یاد دلاتے ہیں۔

جس کو خوب نہ آزمالو اس کی دوستی پر اعتماد نہ کرو اور آزمانے کا طور یہ ہے کہ مدت تک ایک مکان خواہ ایک جگہ میں اس کے ساتھ رہو اور بحالی اور موقوفی اور تونگری اور مفلسی اس کی دیکھو یا اس کے ساتھ کوئی سفر کرو یا روپیہ اشرفی کا معاملہ اس سے کرو یا تم کو کوئی سختی پیش آوے اور اس کا تو محتاج ہو تو ان باتوں میں اگر اس کو اچھا پاؤ تو اگر وہ عمر میں تم سے بڑا ہے تو بمنزلہ باپ کے جانو اور اگر چھوٹا ہے تو بیٹا تصور کرو اور اگر برابر ہو تو بھائی بناؤ۔

ہمسایوں کے حقوق

جس قدر اخوت اسلامی کے حق ہیں۔ ہمسائیگی کے ان کے سوا ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا گیا کہ فلانی عورت دن کو روزہ رکھتی ہے اور رات بھر عبادت کرتی ہے مگر پڑوسیوں کو ستاتی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ دوزخ میں جائے گی۔ سچ ہے:

جس گوانڈھی نوں تنگ کیتا دوزخ اسدے ناتویں
رات دنے اوہ پیا عبادت کردا ہووے بھانویں

ہمسایہ کا حق یہی نہیں کہ اس کو ایذا نہ دی جائے کیونکہ یہ بات اینٹ پتھر وغیرہ میں بھی ہے کہ ان سے ایذا نہیں پہنچتی بلکہ یہ چاہیے کہ اگر ہمسایہ ایذا دے تو برداشت کرے اور صرف برداشت ہی پر اکتفا نہ کرے بلکہ اس کے ساتھ نرمی کرے اور سلوک اور احسان سے پیش آوے۔ کسی بزرگ نے ذکر کیا کہ ہمارے گھر میں چوہے بہت زیادہ ہو گئے ہیں۔ ان سے کسی نے کہا، آپ بلی کیوں نہیں پال لیتے تو اس نے کہا، ڈر ہے کہ بلی کی آواز سن کر چوہے ہمسایوں کے مکانوں میں نہ چلے جائیں اور جو بات اپنے لیے پسند نہیں کرتا ان کے لیے کیسے پسند کروں؟

اپنا احتساب اس طرح کرو

حقوق العباد کے ضمن میں نبی اکرم ﷺ کا طرز عمل ہمارے لیے سنگ میل کی حیثیت رکھتا

Marfat.com

ہے۔حدیث پاک ملاحظہ فرمائیں۔حضرت فضل فرماتے ہیں کہ میں آنحضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔میں نے دیکھا کہ آپ کو بخار چڑھ رہا ہے اور سر مبارک پر پٹی باندھ رکھی ہے۔آپ ﷺ نے فرمایا کہ میرا ہاتھ پکڑ لے۔میں نے آپ ﷺ کا ہاتھ پکڑا۔آپ ﷺ مسجد میں تشریف لے گئے اور منبر پر بیٹھ کر ارشاد فرمایا کہ لوگوں کو آواز دے کر جمع کر لو۔میں نے لوگوں کو جمع کر لیا۔آپ ﷺ نے اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا کے بعد یہ مضمون ارشاد فرمایا میرا تم لوگوں کے پاس سے چلے جانے کا زمانہ آ گیا ہے۔اس لیے جس کی کمر پر میں نے مارا ہو، میری کمر موجود ہے، بدلہ لے لے۔جس کا کوئی مالی مطالبہ ہو، وہ مال سے بدلہ لے لے۔کوئی شخص یہ شبہ نہ کرے کہ بدلہ لینے سے میرے دل میں بغض پیدا ہونے کا ڈر ہے کہ بغض رکھنا نہ میری طبیعت میں ہے اور نہ میرے لیے موزوں ہے۔خوب سمجھ لو کہ مجھے بہت محبوب ہے وہ شخص جو اپنا حق مجھ سے وصول کر لے یا معاف کر دے کہ میں اللہ جل شانہ کے یہاں بشاشت قلب سے جاؤں۔میں اپنے اعلان کو ایک مرتبہ کہہ دینے پر اکتفا نہیں کرنا چاہتا، پھر بھی اس کا اعلان کروں گا۔چنانچہ اس کے بعد منبر پر سے اتر آئے اور ظہر کی نماز پڑھنے کے بعد پھر منبر پر تشریف لے گئے اور وہی اعلان فرمایا۔نیز یہ ارشاد فرمایا کہ جس کے ذمہ کوئی حق ہو وہ بھی ادا کر دے اور دنیا کی رسوائی کا خیال نہ کرے کہ دنیا کی رسوائی آخرت کی رسوائی سے بہت کم ہے۔

ایک صاحب کھڑے ہوئے اور کہا کہ میرے تین درہم آپ ﷺ کے ذمہ ہیں۔آپ ﷺ نے فرمایا کہ میں کسی مطالبہ کرنے والے کی نہ تکذیب کرتا ہوں نہ اس کو قسم دیتا ہوں لیکن یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ (یہ درہم) کیسے ہیں۔انہوں نے عرض کیا کہ ایک دن ایک سائل آپ ﷺ کے پاس آیا تھا تو آپ ﷺ نے مجھ سے فرمایا تھا کہ تین درہم اس کو دے دو۔آپ ﷺ نے حضرت فضل سے فرمایا کہ تین درہم اس کو دے دو۔اس کے بعد ایک اور صاحب اٹھے۔انہوں نے عرض کیا کہ میرے ذمہ تین درہم بیت المال کے ہیں۔میں نے خیانت سے لے لیے تھے۔آپ ﷺ نے دریافت فرمایا: کیوں خیانت کی تھی؟ عرض کیا میں اس وقت بہت محتاج تھا۔آپ ﷺ نے حضرت فضل سے فرمایا: ان سے وصول کرلو۔

ہمارے پیارے آقا و مولیٰ ﷺ نے جسطرح خود کو احتساب کے لیے پیش کیا ہے۔روئے زمین پر اسکی مثال پیش نہیں کی جاسکتی۔ہے کوئی ایسا مذہبی پیشوا۔سیاسی لیڈر عسکری کمانڈر یا سربراہ مملکت جو علی الاعلان مجمع عام میں خود کو اسطرح احتساب کے لیے حاضر کر سکے۔دوسروں کے عیوب ونقائص کی متلاشی نگاہ اپنی اصلاح سے ہمیشہ محروم رہتی ہے۔جبکہ ہمارا طریقہ دیتے ہیں۔

Marfat.com

عبث میں فکر گناہ و ثواب کون کرے
یہ چار روز کی مہلت خراب کون کرے
ہے احتساب میں اول حساب اپنا حساب
مقام شوق میں اپنا احتساب کون کرے

اللہ کے لیے باہمی محبت کی اہمیت

حدیث پاک میں ہے کہ اللہ تعالیٰ کے کچھ ایسے بندے ہیں کہ وہ نہ انبیاء ہیں نہ شہداء اور خدا کے نزدیک ان کا ایسا مرتبہ ہوگا کہ قیامت کے دن انبیاء اور شہداء ان پر غبطہ کریں گے۔ لوگوں نے عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرمائیے۔ وہ کون لوگ ہوں گے؟ فرمایا کہ یہ وہ لوگ ہوں گے جو محض محبت الٰہی کی وجہ سے آپس میں محبت رکھتے ہیں نہ ان کے آپس میں رشتے ہیں نہ مال کا لینا دینا ہے۔ خدا کا قسم ان کے چہرے نور ہیں اور وہ خود نور پر ہیں۔ ان کو خوف نہیں جبکہ لوگ خوف میں ہوں اور نہ وہ غمگین ہوں گے جب دوسرے غم میں ہوں گے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت پڑھی۔

اَلَا اِنَّ اَوْلِیَاءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَلَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ۔

''اللہ کے اولیاء پر نہ خوف ہے نہ وہ غم کریں گے۔''

ایک شخص نے عرض کی۔ یارسول اللہ ﷺ! قیامت کب ہوگی؟ فرمایا، تو نے اس کے لیے کیا تیاری کی ہے؟ اس نے عرض کی اس کے لیے میں نے کوئی تیاری نہیں کی صرف اتنی بات ہے کہ میں اللہ اور رسول سے محبت رکھتا ہوں۔ فرمایا، تو ان کے ساتھ ہے جن سے تجھے محبت ہے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، اسلام کے بعد مسلمانوں کو جتنی اس کلمہ سے خوشی ہوئی ایسی خوشی میں نے کبھی نہیں دیکھی۔ جب دو شخص اللہ تعالیٰ کے لیے باہمی محبت کرتے ہیں ان میں ایک مشرق میں اور دوسرا مغرب میں ہوتا ہے تو قیامت کے دن اللہ تعالیٰ دونوں کو جمع فرما دے گا اور فرمائے گا۔ یہ اس وجہ سے ہے کہ اس سے تو نے میرے لیے محبت کی تھی۔

اسی طرح بہت سی ایسی احادیث میں اللہ تعالیٰ کے لیے محبت اور اسی کے لیے دشمنی کی اہمیت کو واضح کیا گیا ہے۔ بلکہ موسیٰ علیہ السلام کو فرمایا گیا کہ تمام عبادتیں ایک طرف اور میری خاطر دوستی اور دشمنی کی نیکی ایک طرف ہو تو وہ تمام نیکیاں اس نیکی کا مقابلہ نہیں کرسکتیں۔ اس نیکی کے حصول میں ہر مسلمان کو حریص ہونا چاہیے۔

Marfat.com

ایک مرشد کامل سے وابستگی کے بعد اس حلقہ ارادت میں شامل تمام مسلمان بھائیوں سے یہی محبت قائم ہو جاتی ہے کہ بغیر کسی اور تعلق و واسطہ کے محض رضائے الٰہی کے لیے آپس میں محبت کی جاتی ہے لہٰذا تمام مسلمانوں اور بالخصوص پیر بھائیوں سے مخلصانہ محبت راسخ ہونی چاہیے تاکہ مذکورہ بالا فوائد و حسنات سے حصہ کامل حاصل ہو۔

اے عزیز! جیسا کہ منجیات کے باب میں یہ وضاحت کی گئی تھی کہ چند امور منجیات سے متعلق کتاب کے آخر میں دیئے جائیں گے۔ ان میں تلاوت قرآن اور اوراد و وظائف کا بیان، مجلس ذکر و علم اور امر بالمعروف و نہی عن المنکر ایسے اہم موضوعات سے متعلق چند آداب کا اجمالی تذکرہ کیا جائے گا۔ لہٰذا ملاحظہ فرمائیں سب سے پہلے نیکی کی دعوت اور برائی سے ممانعت کی اہمیت و افادیت۔

☆☆☆☆☆☆☆

جو حریص بن کر کھاتا ہے اللہ تعالیٰ اسکے دل کی آنکھ کو اندھا کر دیتا ہے۔

بغیر ضرورت کلام کرنا بندے پر خدا تعالیٰ کا غضب ہے۔

اہل معرفت کے نزدیک مومن کا ہر کام دین ہے۔
(تلبیس ابلیس) علامہ ابن جوزی

جو شخص ظالم کی مدد کرتا ہے اللہ تعالیٰ اسی ظالم کو اس پر مسلط کر دیتا ہے۔
(تلاش حق، امام غزالی)

منعم کا کم از کم حق یہ ہے کہ اسکی نعمت کے ساتھ اسکی نافرمانی نہ کی جائے۔
منہاج العابدین

قبر سا واعظ، تنہائی سا بے ضرر اور اچھی کتاب سا مخلص دوست کوئی نہیں۔

Marfat.com

نیکی کی ترغیب اور برائی سے روکنا

یاد رہے کہ اچھی بات کا حکم دینا اور بری بات سے منع کرنا دین کا بڑا مدار ہے اور اسی کے لیے اللہ تعالیٰ نے تمام انبیاء علیہم السلام کو مبعوث فرمایا اگر اس کا بساط تہہ کر دیا جائے اور اس کے علم اور عمل کو چھوڑا جائے تو نبوت بیکار، گمراہی عام اور عباد تباہ ہو جائیں گوا پنی ہلاکی بجز قیامت کے اور کبھی نہ جانیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔''اور چاہیے کہ تم میں ایک جماعت بلائے نیک کام پر اور حکم کرے اچھی باتوں کا منع کرے ناپسند کو اور وہی فلاح والے ہیں۔'' اس آیت میں ایک تو وجوب اس فعل کا پایا جاتا ہے کیونکہ لفظ ولتکن صیغہ امر ہے اور امر کا ظاہر ایجاب ہے۔ دوم یہ کہ فلاح اور امر کا ظاہر ایجاب ہے۔ سوم یہ کہ فلاح اسی امر سے وابستہ ہے اس لیے کہ حصر کے ساتھ ارشاد فرمایا کہ وہی ہیں فلاح پانے والے۔ نیز فرمایا تم بہترین امت ہو لوگوں میں سے نکالے گئے۔ نیکی کا حکم دیتے ہو اور برائی سے منع کرتے ہو اور نہی منکر کی معلوم ہوتی ہے کیونکہ بیان فرمایا کہ اس صفت کے لوگ خیر امت تھے۔ ایک اور جگہ پر ارشاد فرمایا''تعاون کرو نیکی اور پرہیز گاری کے کاموں میں نہ تعاون کرو برائی اور گناہ کے کام میں۔'' اس میں تو امر قطعی ہے اور تعاون کے معنی یہ ہیں کہ خیر پر ترغیب دینا اور بہتری کے طریقوں کو آسان کرنا اور بدی کی راہیں بند کر دینا جہاں تک ہو سکے۔ اور ایک حدیث میں ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ تم امر بالمعروف کرو اور منکر سے منع کرو۔ پیشتر اس کے کہ تم دعا مانگو اور تمہاری دعا قبول نہ ہو۔

حالات حاضرہ کی پیش گوئی

ابوامامہ باہلی روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمہارا کیا حال ہوگا جب تمہاری عورتیں سرکش ہو جائیں گی اور جوان بدکار ہو جائیں گے اور تم جہاد چھوڑ دو گے لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ بات ضرور ہوگی۔ آپ نے فرمایا ہاں قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے اور اس سے بھی سخت تر بات ہوگی۔ لوگوں نے عرض کیا کہ اس سے سخت تر کیا ہے۔ آپ نے فرمایا تمہاری کیفیت کیا ہوگی جب تم اچھی بات کا حکم نہ کرو گے اور بری بات سے منع نہ کرو گے لوگوں نے عرض کیا یہ ہوگا آپ نے فرمایا، ہاں قسم ہے مجھے اس

Marfat.com

ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے اس سے بھی سخت تر بات ہوگی۔ انہوں نے عرض کیا کہ اس سے سخت تر کیا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ تمہاری کیا کیفیت ہوگی جب تم بری بات کو اچھی اور اچھی کو بری دیکھو گے۔ انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا یہ ہونے والا ہے۔ آپ نے فرمایا، ہاں قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے۔ اس سے بھی سخت تر معاملہ ہوگا۔ انہوں نے عرض کیا اس سے سخت تر کیا ہوگا۔ آپ نے فرمایا تمہارا کیا حال ہوگا جب تم بری بات کا امر کرو گے اور اچھی بات سے منع کرو گے، انہوں نے عرض کیا کہ آیا یہ امر ہوگا۔ آپ نے فرمایا ہاں قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے اس سے بھی سخت تر ہوگا اللہ تعالے ارشاد فرماتا ہے کہ میں اپنی قسم کھاتا ہوں کہ ان پر ایسا فتنہ برپا کروں گا کہ عقل والوں کی عقل ماند پڑ جائے گی اور حیران رہ جائیں گے۔

اٹھارہ ہزار متقی ہلاک ہو گئے

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک بستی کے لوگوں کو عذاب دیا گیا ان میں اٹھارہ ہزار وہ لوگ تھے جن کے اعمال انبیاء علیہم السلام کے سے تھے۔ لوگوں نے عرض کیا یا حضرت یہ کیسے ہوا؟ آپ نے فرمایا وہ اللہ تعالے کے واسطے خفا نہیں ہوتے تھے اور اچھی بات کا حکم اور بری بات سے منع نہ کرتے تھے۔

اور حضرت ابوذر غفاری فرماتے ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا کہ سوائے مشرکوں کے قتال کے کوئی اور بھی جہاد ہے؟ آپ نے فرمایا، ہاں اے ابوبکر زمین میں اللہ تعالے کی راہ میں جہاد کرنے والے شہیدوں سے افضل ہیں زندہ ہیں اور رزق دیئے جاتے ہیں زمین پر چلتے ہیں۔ اللہ تعالے ان پر فرشتوں میں فخر کرتا ہے اور ان کے لیے جنت ایسے آراستہ ہوتی ہے جیسے ام سلمہ زوجہ رسول کے لیے آراستہ ہوئی۔ حضرت صدیق اکبر نے عرض کیا یا رسول اللہ وہ کون ہیں؟ آپ نے فرمایا، وہ امر بالمعروف و نہی عن المنکر کرنے والے ہیں اور فی اللہ بغض رکھنے والے ہیں۔ پھر فرمایا قسم ہے اس خدا کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے کہ بندہ ان میں سے شہیدوں کے غرفوں سے اوپر کے غرفہ میں رہے گا ہر غرفہ میں تین لاکھ دروازے ہوں گے کہ بعض ان میں یاقوت اور سبز زمرد کے ہوں گے اور ہر دروازہ پر نور ہوگا اور ان میں سے ایک آدمی کا نکاح تین لاکھ حوروں نیچی نگاہ، بڑی آنکھوں والی کے ساتھ ہوگا۔ جب وہ ان میں سے کسی کی طرف التفات کرے گا اور [illegible]

Marfat.com

بھی ہے فلاں دن تو نے امر بالمعروف ونہی عن المنکر کیا تھا اور جب ان میں سے کسی کی طرف توجہ کرے گا تو وہ اس کے سامنے ان کاموں کا ذکر کرے گی جن میں اس نے کسی اچھی بات کا امر کیا یا کسی بری بات سے منع کیا تھا۔

فرشتے گناہ نہیں لکھتے

حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شہداء میں سے اللہ تعالیٰ کے نزدیک بزرگ تر کون سا ہے؟ فرمایا وہ شخص ہے کہ ظالم بادشاہ کے سامنے کھڑا ہوا اور اس کو اچھی بات کا امر کیا ہو اور بری بات سے منع کیا ہو اور اسی وجہ سے اس نے اسے مار ڈالا اور اگر ظالم نے اس کو قتل نہ کیا تو قلم اس پر اس کے بعد نہ چلے گا گو وہ کتنا ہی زندہ رہے (یعنی اس کا ثواب اتنا ہے کہ امر بالمعروف ونہی عن المنکر اگر حاکم کو کیا اور مارا گیا تو شہید ہوا اور گناہ نامہ اعمال میں عمر بھر نہ لکھے جاویں گے)

برائی سے کس طرح روکا جائے

کسی بزرگ کا حال لکھا ہے کہ اس کے ہاں ایک بلی تھی اور اس کے لیے اپنے ہمسایہ کے قصائی سے ہر روز کچھ چھیچھڑے لیا کرتے تھے۔ ایک روز اس قصائی کی کوئی برائی دیکھی تو اول گھر میں جا کر بلی کو نکال آئے اور پھر اس قصائی کو اس برائی سے منع کیا۔ اس نے کہا، اب آئندہ کو آپ کی بلی کے لیے کچھ نہ دوں گا۔ انہوں نے فرمایا کہ میں نے تجھ کو نصیحت جبھی کی ہے کہ بلی کو نکال چکا ہوں اور تجھ سے طمع قطع کر دی ہے۔ اور حقیقت میں ان کا قول ٹھیک ہے کیونکہ جو شخص خلق سے طمع قطع نہ کرے گا اس سے نصیحت نہ ہو سکے گی اور جس کو یہ طمع ہو کہ لوگوں کے دل میری طرف سے اچھے رہیں اور میری طرف میں سب کے سب مصروف رہیں تو اس سے کیسے نصیحت ہو سکے گی۔

علماء سو کی مذمت

علماء کی عادت امر بالمعروف ونہی المنکر میں یہ تھی کہ بادشاہوں کے دبدبہ کی پرواہ کم کرتے تھے بلکہ اگر اللہ تعالیٰ ان کو محفوظ رکھتا تھا تو اس کے فضل پر تکیہ رکھتے تھے اور اگر شہادت نصیب کرتا تھا تو اس کے حکم پر راضی تھے اور انہوں نے اپنی نیت خالص اللہ تعالیٰ کے لیے کر لی تھی اور اب تو طمع نے علماء کی زبان روک دی ہے کہ وہ کچھ کہتے ہی نہیں اور اگر کہتے ہیں تو ان کا قول موافق ان کے حال کے نہیں ہوتا اس سے کچھ فائدہ مرتب نہیں اگر وہ سچے ہوتے اور علم کا حق ملحوظ رکھتے تو

Marfat.com

فلاح پاتے کیونکہ رعیت کی ساری خرابی بادشاہوں کے خراب ہونے سے ہے اور بادشاہوں کی خرابی علماء کی خرابی سے ہے اور علماء کی خرابی مال و جاہ کی محبت سے ہے تو جس شخص پر دنیا کی محبت غالب ہو گی وہ رذیلوں اور ذلیلوں کو بھی نصیحت نہ کر سکے گا بادشاہوں اور بڑے آدمیوں کا تو کیا ذکر ہے۔ اللہ تعالیٰ ہر حال میں اپنے حفظ و امان میں رکھے، آمین۔

☆☆☆☆☆☆☆

عیش دائمی بے عیش چھوڑے نہیں ملتا۔

ظاہر کے آداب باطن کے آداب کے عنوان ہوتے ہیں۔

کھیتی نرم زمین میں پیدا ہوتی ہے۔ پتھر میں نہیں۔ حکمت متواضع کے دل میں آتی ہے متکبر کے دل میں نہیں۔

محبت خداوندی جذبات میں سے ایک ایسا جذبہ ہے کہ وہ انسان اور جنات کے تمام اعمال سے بڑھ کر ہے۔

جب مقصود محبوب ہو اور راہبر مفقود اور ہوائے نفس غالب اور طالب غافل تو راہ البتہ خالی رہے گی۔

جب اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں قصور ہوتا ہے۔ تو اس کا انیس چھن جاتا ہے۔

دنیا کی طلب میں ہو کر زہد کی مثال ایسے ہے جیسے کوئی گھاس سے آگ بجھائے یا چربی دور کرنے کے لئے گھی ہاتھ دھوئے۔

فقیر کی معراج فاقہ کی رات ہے۔

Marfat.com

مجلس ذکر و علم کی فضیلت

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ مجلس ذکر میں حاضر ہونا، ہزار رکعات نماز سے اور ہزار جنازوں میں شریک ہونے سے اور ہزار بیماروں کی مزاج پرسی سے اچھا ہے۔ نیز رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم جنت کے گلزار دیکھو تو ان میں چرو۔ لوگوں نے عرض کی۔ یارسول اللہ جنت کے گلزار کیا ہیں؟ آپ نے فرمایا، ذکر کے حلقے۔

کعب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اگر علماء کی مجالس کا ثواب لوگوں کے سامنے ظاہر ہو جائے تو اس پر کٹ مریں یہاں تک کہ ہر ایک امیر اپنی امارت چھوڑ دے اور ہر ایک بازاری اپنے بازار سے دستبردار ہو۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، آدمی اپنے گھر سے اس طرح نکلتا ہے کہ اس پر تہامہ کے پہاڑوں برابر گناہ ہوتے ہیں مگر جب کسی عالم کا کلام سنتا ہے اور اپنے گناہوں پر افسوس و ندامت کرتا ہے تو گھر اس طرح لوٹتا ہے کہ اس پر کوئی گناہ نہیں ہوتا۔ پس تم علماء کی مجلسوں سے الگ مت رہو کہ اللہ تعالیٰ نے روئے زمین پر کوئی جگہ علماء کی جگہ سے بزرگ تر نہیں پیدا کی۔ عمار زاہد نے مسکینہ طفلو یہ کو موت کے بعد خواب میں دیکھا جو ہمیشہ ذکر کے حلقوں میں حاضر ہوتی تھیں اور کہا کہ اے مسکینہ، مرحبا! اس نے کہا اب مسکنت دور ہوگئی اور تو انگری آئی۔ عمار نے کہا، خلل تو کہو۔ مسکینہ نے کہا، اس کا حال کیا پوچھتے ہو جس کے لیے جنت مباح کردی گئی ہے۔ عمار نے کہا، یہ درجہ کس وجہ سے حاصل ہوا؟ کہا کہ اہل ذکر کے پاس بیٹھنے سے۔

حاصل یہ کہ اگر کسی واعظ خوش کلام پاک سیرت کے کہنے سے دل کے اوپر سے محبت کی دنیا کی گرہوں میں سے ایک گرہ بھی کھل جائے تو یہ ہزار درجے بہتر ہے۔ اس سے کہ دل میں دنیا کی محبت ہو اور آدمی بہت سی رکعتیں پڑھے۔

دنیا آخرت کی کھیتی ہے

اے عزیز! یاد رکھ کہ رب الارباب اور مسبب الاسباب نے دارین کی تقسیم اس طرح فرمائی کہ آخرت کو جزا اور سزا کا مقام ٹھہرایا ہے اور دنیا کو محنت اور اضطراب کے ساتھ مستعد ہو کر کمانے کا مکان قرار دیا ہے چنانچہ الدنیا مزرعۃ الآخرہ ''دنیا آخرت کی کھیتی ہے۔'' مشہور قول ہے اور

Marfat.com

دنیا ہی سے بتدریج آخرت کی نوبت آتی ہے۔ دنیا کے آدمی اس باب میں تین طرح کے ہیں۔ ایک وہ کہ معاش میں ایسے گم ہیں کہ معاد (آخرت) سے غافل ہیں۔ یہ فرقہ تو ہلاکت شدہ اور تباہ کاروں کا ہے۔ دوسرے وہ لوگ کہ معاد کے شغل میں بے پرواہ ہیں۔ یہ لوگ اعلیٰ رتبے کے مالک ہیں۔ سوم وہ ہیں کہ اعتدال سے بہت قریب ہیں یعنی معاش کا شغل معاد ہی کے واسطے کرتے ہیں۔ یہ لوگ درمیانے ہیں اور ظاہر ہے کہ جو شخص معاش کی طلب میں راستی کی راہ اپنے اوپر لازم نہ کرے گا اس کو میانہ روی کا مرتبہ کبھی نہ ملے گا اور جب تک کہ طلب معاش میں آداب شرعیہ کا پابند نہ ہوگا اس کے حق میں دنیا وسیلہ آخرت کبھی نہ ہوگی۔ اسی مضمون کا ایک پنجابی شاعر نے اس طرح بیان کیا ہے۔

دنیا کھیتی آخر سیتی حضرت خود فرماوے
جیسا اس وچ بیجے کوئی ویسا ہی پھل پاوے
جے توں اس نوں محنت کر کے بیجیں اج دیہاڑے
بھلکے تیرے تائیں ہوسن بوہل تے کھلواڑے
جے بیجن ویلے کجھ نہ بیجیں وقت پیا گواویں
اگے فصل جو پکی ویکھیں رووییں تے کرلاویں
تیں تھیں اگے چنگے ہالی ہل واہ گئے اگیرے
شوق عشق دی ہل پنجابی توں وی کھن سویرے

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ایک گھڑی رات میں پڑھنا پڑھانا ساری رات عبادت سے افضل ہے۔ لہٰذا اے مرید قادری! تجھ پر لازم ہے کہ علم کی طلب میں اور جستجو میں ہمیشہ خود کو مصروف رکھ دوسروں کو ترغیب دے اور اس میدان میں خوب محنت کر۔ اول دینی و روحانی تعلیم حاصل کر اور پھر جدید تعلیم میں بھی بے شک کوشاں رہ۔ ڈاکٹر بن، انجینئرنگ میں نام پیدا کر، سائنس دان بن کر ملک وقوم کی خدمت کر، مجاہد و غازی بن کر صلاح الدین ایوبی کا کردار ادا کر۔ وہ بھی تیرے ہی سلسلہ قادریہ سے وابستہ اور اسی چمنستان گیلانیہ کے خوش چینوں میں سے تھا۔

اٹھ کے اب بزم جہاں کا اور ہی انداز ہے
مشرق و مغرب میں ترے دور کا آغاز ہے

دانشوری اور صحافت میں اپنا نام و مقام بنا کہ یہ سب علوم تیرے ہی خزانہ علم قرآن سے حاصل کیے گئے ہیں۔ ''کوئی خشک اور تر چیز نہیں جس کا بیان قرآن مجید میں نہ ہو۔''

Marfat.com

رات کو سونے سے پہلے ایک شیڈول کے تحت علمی جواہر پارے اور یہ لعل وموتی اپنے دامن میں سمیٹ کر سو۔ غافل اور جاہل نہ بن کہ، جہالت سب سے بڑا روگ ہے۔ اور اس روگ سے خود کو بچانے کی سعی کر۔ اپنی قریبی مسجد میں یا کسی بھی مناسب جگہ پر باہم مشورہ سے ہو سکے تو چند منٹوں کے لیے ہی سہی روزانہ ورنہ ہفتہ وار محفل ذکر کا معمول بنا اور اس کو مجلس علم وتعلیم کی شکل دے۔

اسی کتاب کے چند صفحات یا ''الجواہرات عن الزیارات'' سے مخصوص اصلاحی مضامین، بہار شریعت، فیضان سنت یا امام غزالی کی تصانیف سے کچھ ابواب کا درس شروع کر، بے شک دو سننے والے ہوں۔ انشاء اللہ دو سے بیس اور پھر بیس سے دو سو تک بھی حسن نیت اور پر خلوص کوشش سے ہو جائیں گے۔ اپنا کام جاری رکھ۔ یہ تجھ پر سلسلہ کی طرف سے فرض وواجب ہے۔ اس مرحلہ پر تعریف کرنے والوں کی تعریف اور مذمت کرنے والوں کی تنقید کو بالائے طاق رکھ کر اس جذبہ اور دھن کے ساتھ مصروف رہ کہ

سبو اپنا اپنا ہے جام اپنا اپنا
کیے جاؤ مے خوارو کام اپنا اپنا

تیری کوشش سے ایک شخص بھی راہ راست پر آ گیا تو یہ دنیا بھر کی دولت سے تیرے لیے بہتر ہوگا اور ان شاء اللہ اسی طرح حق کی روشنی پھیلے گی اور گمراہی وبے راہروی کی نحوست ختم ہو جائے گی۔

یہ چمن معمور ہو گا نغمہ توحید سے
شب گریزاں ہو گی آخر جلوہ خورشید سے

اپنی اولاد میں سے ایک بچے کو ضرور بالضرور عالم دین بنا کہ حدیث میں عالم دین کی سات پشتوں کی بخشش کی خوشخبری دی گئی ہے۔

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ ہم اللہ تعالیٰ کی تقسیم سے خوش ہیں کہ اس نے جاہلوں کو دولت دی اور ہمیں علم عطا فرمایا۔

جنہوں رب نے جو کجھ دتا سانوں بڑا پسند
فقراں اتے علم دی بارش جاہل دولت مند

☆☆☆☆☆☆☆

خوب تجارت کرو حاجت مند پہلے اپنے دین ہی کو کھا جاتا ہے۔ حدیث

Marfat.com

مسنون وظائف اور دعائیں

دس لاکھ نیکیاں:

☆ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جو شخص بازار میں داخل ہو تو یہ کلمات پڑھے۔ اللہ اس کے لیے دس لاکھ نیکیاں لکھ دیتا ہے، دس لاکھ برائیاں مٹا دیتا ہے اور اس کے دس لاکھ درجات بلند کئے جاتے ہیں۔

● لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ يُحْيِي وَ يُمِيْتُ وَ هُوَ حَيٌّ لَّا يَمُوْتُ، بِيَدِهِ الْخَيْرُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ۔

بوقت بیماری پڑھے:

☆ بیماری کی حالت میں اگر کوئی شخص کہے:

● لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ

تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، میرے سوا کوئی معبود نہیں میں ایک ہوں میرا کوئی شریک نہیں۔ بادشاہی اور تعریف میرے لیے ہے۔ میری مدد کے بغیر کوئی قوت و طاقت نہیں۔ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص بیماری کی حالت میں یہ کلمات کہے اور پھر مر جائے اسے آگ نہیں کھائے گی۔

بوقت پریشانی کہے:

☆ جب کبھی پریشانی ہوتی تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم یہ کلمات آسمان کی طرف منہ کر کے کہتے۔

● لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ الْحَلِيْمُ الْحَكِيْمُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَرَبُّ الْعَرْشِ الْكَرِيْمِ

اور جب دعا میں زیادہ کوشش فرماتے تو یا حی یا قیوم کہتے۔

نیز جو شخص کسی مصیبت کے وقت یہ کلمات پڑھے، اللہ تعالیٰ کے حکم سے اسکی مصیبت دور ہو جائے گی۔

● لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ الْحَلِيْمُ الْكَرِيْمُ سُبْحَانَ رَبِّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ

Marfat.com

رَبِّ الْعَالَمِیْنَ۔

''اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ حلیم وکریم ہے۔ عرش عظیم کا رب اللہ تعالےٰ پاک ہے تمام تعریفیں اللہ تعالےٰ کے لیے ہیں جو تمام جہانوں کو پالنے والا ہے۔''

روانگی سفر کیوقت پڑھے: ☆حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب سفر پر روانہ ہوتے تو یہ دعا مانگتے۔

● اَللّٰھُمَّ اَنْتَ الصَّاحِبُ فِی السَّفَرِ وَالْخَلِیْفَۃُ فِی الْاَھْلِ اَللّٰھُمَّ اَصْحَبْنَا فِی سَفَرِنَا وَاخْلُفْنَا فِیْ اَھْلِنَا۔ اور جب سفر سے واپس تشریف لاتے تو یہ کلمات کہتے۔ اٰئِبُوْنَ تَائِبُوْنَ عَابِدُوْنَ لِرَبِّنَا حَامِدُوْنَ۔

ترجمہ: ہم لوٹنے والے، توبہ کرنیوالے اور ثناء گو ہیں۔

☆جب کسی کو سرکار صلی اللہ علیہ وسلم رخصت فرماتے تو کہتے۔

● اَسْتَوْدِعُ اللّٰہَ دِیْنَکَ وَ اَمَانَتَکَ وَ اٰخِرَ عَمَلِکَ۔

ترجمہ: میں تیرا دین تیری امانت اور تیرا آخری عمل اللہ کے سپرد کرتا ہوں۔

☆سوار ہوتے وقت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بسم اللہ اور الحمد للہ کہہ کر یہ دعا کہتے۔

● سُبْحَانَ الَّذِیْ سَخَّرَلَنَا ھٰذَا وَمَا کُنَّا لَہٗ مُقْرِنِیْنَ وَاِنَّا اِلٰی رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُوْنَ

ترجمہ: پاک ہے وہ رب جس نے اسے ہمارا تابعدار بنایا اور ہم اسے مطیع نہ کر سکتے تھے اور ہم اپنے رب کی طرف لوٹنے والے ہیں۔

بوقت گرج چمک کہے: ☆گرج کی آواز سن کر آپ یہ دعا مانگتے۔

● اَللّٰھُمَّ لَا تَقْتُلْنَا بِغَضَبِکَ وَلَا تُھْلِکْنَا بِعَذَابِکَ وَعَافِنَا قَبْلَ ذٰلِکَ۔

چاند دیکھ کر پڑھے: ☆چاند دیکھ کر آپ دعا کرتے۔

● اَللّٰھُمَّ اَھِلَّہٗ عَلَیْنَا بِالْاَمْنِ وَالْاِیْمَانِ وَالسَّلَامَۃِ وَالْاِسْلَامِ رَبِّیْ وَ رَبُّکَ اللّٰہُ:

ترجمہ: اے اللہ اسے ہم پر امن وامان سلامتی اور اسلام کا چاند بنا کر چمکا۔ اے چاند تیرا اور میرا رب اللہ ہے

غصہ کے وقت پڑھے: ☆غصہ کے وقت آپ کا ارشاد ہے کہ تعوذ پڑھے۔

● اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ۔

سوجح کا ثواب: ☆رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جب تم میں سے کوئی ہزار

Marfat.com

نیکیاں کمانا چاہے۔ تو سو مرتبہ ''سبحان اللہ'' کہے اس کے لیے ہزار نیکیاں لکھی جاتی ہیں اور ہزار گناہ مٹا دیئے جاتے ہیں اور ۱۰۰ مرتبہ شام کو بھی پڑھے تو وہ سوچ کرنے والے کی مانند ہے۔

☆ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اہل زمین میں سے جب کوئی یہ کلمات کہے۔ "لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰه۔" تو اسکی خطائیں مٹا دی جاتی ہیں۔ اگرچہ سمندر کی جھاگ کے برابر ہوں۔

شیطان سے پناہ:

☆ آپ کا ارشاد ہے جو شخص روزانہ سو مرتبہ "لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ يُحْيِىْ وَ يُمِيْتُ وَ هُوَ عَلٰى كُلِّ شَىْءٍ قَدِيْر" پڑھے اسے دس غلام آزاد کرنے کا ثواب ملتا ہے، سو نیکیاں لکھی جاتی ہیں اور سو گناہ مٹا دیئے جاتے ہیں اور شام تک شیطان سے پناہ میں رہتا ہے اور کوئی دوسرا اس سے اچھا عمل نہیں لاتا۔

نیز حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص گھر سے نکلے وقت پڑھے۔ بِسْمِ اللّٰهِ تَوَكَّلْتُ عَلَى اللّٰهِ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ ...... ایسے شخص کو کہا جاتا ہے کہ تیری کفایت کی گئی، تو شر سے بچایا گیا اور شیطان اس سے دور رہتا ہے۔

سو غزوات میں شمولیت کا ثواب:

☆ جو شخص صبح و شام ۱۰۰ مرتبہ الحمدللہ کہے وہ اس شخص کی طرح ہے جس نے اللہ تعالیٰ کے راستے میں سو مجاہدوں کو گھوڑوں پر سوار کیا یا فرمایا سو غزوات لڑنے والے غازی کی طرح ہے۔

درد کا علاج:

☆ جس جگہ درد ہو وہاں اپنا ہاتھ رکھ کر کہیں۔

● بِالْحَقِّ اَنْزَلْنٰهُ وَ بِالْحَقِّ نَزَلَ

''ہم نے اس کو حق کے ساتھ اتارا اور سچ کے ساتھ اترا۔''

نیا کپڑا پہنتے وقت پڑھے: ☆ نیا کپڑا پہنتے وقت پڑھے۔

● اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِىْ كَسَانِىْ مَا اُوَارِىْ بِهٖ عَوْرَتِىْ وَاَتَجَمَّلُ بِهٖ فِىْ حَيَاتِىْ۔

گمشدہ چیز حاصل کرنے کیلئے پڑھے:

☆ گمشدہ چیز کو پانے کا وظیفہ:

● يَا جَامِعَ النَّاسِ لِيَوْمٍ لَّا رَيْبَ فِيْهِ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُخْلِفُ الْمِيْعَادَ اجْمَعْ

Marfat.com

بَيْنِيْ وَ بَيْنَ ضَالَّتِيْ۔

ضالتی کی جگہ اس چیز کا نام لے جو گم ہوئی ہو نیز گھر میں ۱۱۱ مرتبہ سورۃ القمر پڑھنے سے گمشدہ آدمی واپس آجاتا ہے۔ (انشاٗ اللہ)

غلام سے بہتر وظیفہ:

☆ سیدہ فاطمہ الزہرہ رضی اللہ عنہا نے جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک غلام کی استدعا کی تو فرمایا، رات سوتے وقت ۳۳ مرتبہ سبحان اللہ، ۳۳ مرتبہ الحمد للہ، ۳۴ مرتبہ اللہ اکبر پڑھ لیا کرو یہ تیرے لیے غلام سے بہتر ہے۔

زہر سے حفاظت کا وظیفہ:

☆ چیونٹی، بچھو، سانپ اور مچھر وغیرہ کے ڈسنے پر دم کرنا جائز ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص شام کے وقت تین مرتبہ یہ کلمات کہے وہ ڈسنے سے محفوظ رہے گا۔

● صَلَّى اللّٰهُ عَلٰى نُوْحٍ وَّ عَلٰى نُوْحٍ السَّلَام۔

(حضرت نوح علیہ السلام پر اللہ تعالیٰ کی رحمت اور سلامتی ہو)

نیز اَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّاتِ كُلِّهَا مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ۔ (اللہ تعالیٰ کے پورے کلمات کے ساتھ ہر مخلوق کے شر سے پناہ چاہتا ہوں) تین مرتبہ پڑھ لے تمام رات زہر سے محفوظ رہے گا۔ نیز یاد رکھیں حرام اشیاء مثلاً شراب، مردار یا کسی بھی ناپاک چیز سے علاج کرنا ناجائز ہے۔

بیمار کو دیکھ کر پڑھے:

☆ جب کسی کو بیماری وغیرہ میں مبتلا دیکھے تو کہے:

● اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ عَافَانِيْ مِمَّا ابْتَلَاكَ بِهٖ وَ فَضَّلَنِيْ عَلٰى كَثِيْرٍ مِّمَّنْ خَلَقَ تَفْضِيْلًا۔

(تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں جس نے تجھے اس میں مبتلا کیا اور مجھے تجھ پر اور اپنی بہت سی مخلوق پر فضیلت عطا فرمائی)

اللہ تعالیٰ اسے تمام زندگی اس بیماری سے محفوظ رکھے گا۔

ناگہانی آفات سے حفاظت پانے کیلئے پڑھے:

☆ چور، درندے اور موذی چیزوں سے حفاظت کے لیے جو شخص رات کے شروع میں تین بار یہ کلمات کہے، صبح تک ناگہانی آفت سے محفوظ رہے گا۔

Marfat.com

● بِسْمِ اللّٰهِ الَّذِیْ لَا یَضُرُّ مَعَ اِسْمِهٖ شَیْءٌ فِی الْاَرْضِ وَلَا فِی السَّمَآءِ وَهُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ۔

(اللہ کے نام سے، جس کے نام سے زمین وآسمان میں کوئی چیز نقصان نہیں پہنچا سکی اور وہی سننے والا جاننے والا ہے)

جادو اور چوری سے حفاظت کیلئے پڑھے:

☆ جس گھر میں آیت الکرسی پڑھی جائے تین دن تک شیطان اس کے گھر میں نہیں آتا اور جادو کا چالیس روز تک اثر نہیں ہوتا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جو شخص آیت الکرسی پڑھتا رہے تو اس کے اور جنت کے درمیان کوئی رکاوٹ نہیں رہتی سوائے موت کے۔ نیز جو صبح و شام پڑھ لیا کرے اس کا گھر چوری اور آگ لگنے سے محفوظ رہے گا۔

دلی مراد پانے کا وظیفہ:

آدھی رات کو اٹھ کر وضو کرے، دو رکعت نماز نفل خوف اللیل اس طرح ادا کرے کہ پہلی رکعت میں سات بار الحمد شریف، ایک بار سورہ کافرون، دوسری رکعت میں سات بار فاتحہ شریف اور ایک مرتبہ سورہ اخلاص پڑھ کر نماز مکمل کر کے سلام پھیرے۔ پھر دس مرتبہ تیسرا کلمہ پڑھے اس کے بعد یا غیاث المستغیثین اغثنا دس مرتبہ اور درود شریف اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّ بَارِكْ وَسَلِّمْ پڑھ کر ہاتھ اٹھا کر دعا کرے۔ "اے میرے خدا، میں اپنے نفس کی وجہ سے مغلوب اور عاجز ہو چکا ہوں۔ میری حاجت پوری فرما۔"

انشاء اللہ حاجت پوری ہو گی۔ یہ وظیفہ حضور سیدنا نقیب الاقطاب سید عفیف الدین حسین حموی الجیلانی رحمۃ اللہ علیہ کو حضرت خضر علیہ السلام نے تلقین فرمایا ہے۔

دشمن کو مغلوب کرنے کا وظیفہ:

● سَیُهْزَمُ الْجَمْعُ وَیُوَلُّوْنَ الدُّبُرَ (سورہ القمر ۴۰)

مٹھی بھر ریت پر دم کر کے دشمن کی طرف پھینکے انشاء اللہ دشمن پر کامیابی ہو گی۔ لیکن خبردار کسی مسلمان پر دنیاوی مخالفت کی وجہ سے ایسا نہ کرے۔

رات کو سوتے وقت کیا پڑھے؟

دن کے ابتدائی حصہ میں یا مغرب اور عشاء کے درمیان سونا مکروہ ہے نیز سونے میں پیٹ کے بل لیٹنے کو حدیث پاک میں جہنمیوں کا طریقہ بتایا گیا ہے۔

نبی آخر الزماں حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے

Marfat.com

ارشاد فرمایا۔ "اے علی روزانہ رات کو پانچ کام کر کے سویا کرو۔

اول: چار ہزار دینار صدقہ دے کر سویا کرو۔

دوم: ایک قرآن شریف پڑھ کر سویا کرو۔

سوم: جنت کی قیمت دے کر سویا کرو۔

چہارم: دو لڑے ہوؤں میں صلح کرا کے سویا کرو۔

پنجم: ایک حج کر کے سویا کرو۔

حضرت علی نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ امر تو محال ہے۔ حضور اکرم نے فرمایا کہ چار مرتبہ سورہ فاتحہ پڑھ کر سویا کرو، اس کا ثواب چار ہزار دینار صدقہ کے برابر ہوگا۔ تین مرتبہ قل ھو اللہ پڑھ کر سویا کرو۔ اس کا ثواب ایک قرآن مجید پڑھنے کے برابر ہوگا۔ دس مرتبہ استغفر اللہ ربی من کل ذنب واتوب الیہ پڑھ کر سویا کرو، یہ دو لڑے ہوؤں میں صلح کرانے کے برابر ہوگا۔ چار مرتبہ کلمہ پڑھ کر سویا کرو ایک حج کا ثواب ملے گا۔

مستحب یہ ہے کہ باوضو سوئے اور کچھ دیر دائیں کروٹ پر دائیں ہاتھ کو رخسار کے نیچے رکھ کر قبلہ رو سوئے پھر اس کے بعد بائیں کروٹ پر اور سوتے وقت قبر میں سونے کو یاد کرے کہ وہاں تنہا سونا ہوگا۔ اپنے اعمال کے سوا کوئی ساتھ نہ ہوگا۔ سوتے وقت یاد خدا میں مشغول ہو۔ سورہ الکافرون، سورہ النصر، الاخلاص، الفلق، الناس پڑھ کر ہاتھوں پر پھونک مار کر جسم پر ملے اور سو رہے۔

☆ جب سو کر اٹھے تو پڑھے۔

● اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَحْیَانَا بَعْدَ مَا اَمَاتَنَا وَاِلَیْهِ النُّشُوْرُ۔

ترجمہ: شکر ہے اس اللہ کا جس نے ہمیں مرنے کے بعد زندہ کیا اسی کیطرف اٹھنا ہے۔

☆ حضرت انس فرماتے ہیں جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بستر پر تشریف لے جاتے یہ کلمات پڑھتے۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَطْعَمَنَا وَسَقَانَا وَكَفَانَا وَاٰوَانَا فلم مِمَّنْ لَا كَافِیَ لَهٗ وَلَا مُؤْوِیَ۔

ترجمہ: اللہ کا شکر ہے جس نے ہمیں کھلایا، پلایا، بچایا اور پناہ دی کیونکہ بہت سے وہ ہیں جن میں نہ کوئی بچانے والا ہے نہ پناہ دینے والا۔

یا پھر تین مرتبہ اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ الَّذِیْ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ وَاَتُوْبُ اِلَیْهِ

Marfat.com

پڑھا کرتے تھے۔

امام جعفر صادق کا فرمودہ اسم اعظم:

حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ سے پوچھا، کیا میں تمہیں ایسی چیز نہ بتادوں کہ جب تمہیں کوئی غم اور مصیبت لاحق ہو اور تم اس سے بارگاہ الٰہی میں التجا کرو تو اللہ تعالےٰ تمہاری مشکل آسان فرمادے۔ صحابہ نے عرض کی، اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ضرور ارشاد فرمایئے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے لَا اِلٰهَ اِلَّآ اَنۡتَ سُبۡحٰنَكَ اِنِّیۡ كُنۡتُ مِنَ الظّٰلِمِیۡنَ پڑھنے کی تلقین فرمائی۔

شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی نے اپنے والد شاہ ولی اللہ محدث دہلوی سے قضائے حاجات کے لیے یوں نفل پڑھنا نقل کیا ہے کہ چار رکعات نفل پڑھے۔ پہلی رکعت میں الحمد کے بعد لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنۡتَ سُبۡحٰنَكَ اِنِّیۡ كُنۡتُ مِنَ الظّٰلِمِیۡنَ فَاسۡتَجَبۡنَا لَهٗ وَنَجَّیۡنٰهُ مِنَ الۡغَمِّ وَ كَذٰلِكَ نُنۡجِی الۡمُؤۡمِنِیۡنَ سو مرتبہ پڑھے۔ دوسری رکعت میں الحمد کے بعد رَبِّ اِنِّیۡ مَسَّنِیَ الضُّرُّ وَاَنۡتَ اَرۡحَمُ الرّٰحِمِیۡنَ سو بار پڑھے۔ تیسری رکعت میں الحمد کے بعد وَ اُفَوِّضُ اَمۡرِیۡۤ اِلَی اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ بَصِیۡرٌۢ بِالۡعِبَادِ سو بار اور چوتھی رکعت میں الحمد کے بعد قَالُوۡا حَسۡبُنَا اللّٰهُ وَ نِعۡمَ الۡوَكِیۡلُ سو بار پڑھے اور پھر سلام پھیر کر سو بار یہ کہے۔ رَبِّ اِنِّیۡ مَغۡلُوۡبٌ فَانۡتَصِرۡ۔

شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی لکھتے ہیں کہ امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا کہ یہ چاروں آیتیں اسم اعظم ہیں کہ ان کے وسیلے سے جو سوال کیا جائے اور جو دعا کی جائے اللہ تعالےٰ قبول فرماتا ہے۔

غیب سے روزی عطا ہو:

حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے علم میں ایک ایسی آیت ہے جسے لوگ محفوظ کرلیں تو ان کی ہر ضرورت و حاجت کے لیے کافی ہو۔ نیز فرمایا کہ جو شخص اس آیت کو پڑھے اللہ تعالےٰ اس کے لیے مصائب دنیا، غمرات موت و شدائد روز قیامت سے خلاصی کی راہ نکال دے گا۔ نیز فراخی رزق کے لیے اس آیت کا ورد انتہائی مجرب ہے۔

وَمَنۡ یَّتَّقِ اللّٰهَ یَجۡعَلۡ لَّهٗ مَخۡرَجًا ۙ وَّ یَرۡزُقۡهُ مِنۡ حَیۡثُ لَا یَحۡتَسِبُ ؕ وَ مَنۡ یَّتَوَكَّلۡ عَلَی اللّٰهِ فَهُوَ حَسۡبُهٗ ؕ اِنَّ اللّٰهَ بَالِغُ اَمۡرِهٖ ؕ قَدۡ جَعَلَ اللّٰهُ لِكُلِّ شَیۡءٍ قَدۡرًا۔

۱۱، ۲۱، ۴۱ یا ۷۱ مرتبہ روزانہ اسے پڑھیں۔

Marfat.com

درود وسلام کی فضیلت

آخر میں وہ وظیفہ درج کیا جاتا ہے جو تمام وظائف کی اصل اور تمام اوراد کی جان ہے اور وہ ہے حضور خلاصہ کائنات فخر موجودات نبی محترم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس پر درود وسلام۔ یہ وہ وظیفہ ہے کہ خالق کائنات خود اور اس کے فرشتے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجتے ہیں اور مسلمانوں کو حکم دیا گیا ہے کہ وہ بھی آقائے مدنی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھی اور سلام بھی خوب خوب بھیجیں۔ لیکن یہاں یہ نقطہ ضرور پیش نظر رہے کہ اللہ تعالیٰ جل جلالہ کے درود بھیجنے سے کیا مراد ہے؟ یاد رکھیں جب درود کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف ہو تو اس کا مطلب یہ ہے کہ خداوند ذوالجلال اپنے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے درجات بلند فرماتا ہے۔ جب اس کی نسبت فرشتوں کی طرف ہو تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ فرشتے ہر لحہ سرکار کے درجات کی بلندی کی دعا کرتے ہیں اور جب امتی اپنے آقا کی بارگاہ بے کس پناہ میں درود بھیجے گا تو یہ ایک ہدیہ وتحفہ ہے جو وہ اپنے آقا و مولیٰ کی خدمت میں پیش کرتا ہے اور اس کا تمام تر فائدہ خود پڑھنے والے کو ہے۔ کیونکہ کثرت درود اس بات کی دلیل ہے کہ اس کا عقیدہ صحیح اور نیت خالص ہے اس سے محبت کا اظہار مقصود ہے۔ دائمی اطاعت نصیب ہوتی ہے اور اس وسیلہ جلیلہ کا احترام پیدا ہوتا ہے۔ پس یہی آپ کی وہ محبت وتوقیر ہے جو ایمان کا سب سے بڑا شعبہ ہے۔

درود شریف کے فضائل اتنے کثیر ہیں کہ یہاں ان کا بیان کرنا ناممکن ہے۔ احادیث مبارکہ سے جن عظمتوں کی نشاندہی ہوتی ہے۔ اس میں بے مثال ثواب کی خوشخبری، درجات کی بلندی، گناہوں کی معافی، کشائش رزق، کئی نیکیوں کا مجموعہ، نور کا حصول، قربت الٰہی کا ذریعہ، اسرار و فتوحات کا ملنا۔ باطنی کدورتوں کا دھلنا، شکوک وشبہات کو دور کرنے کا سبب، فنا کے بعد بقا کا ملنا، مقام کرامت عطا ہونا، اعمال صالحہ کی ترغیب ایمان بڑھنے کا سبب، مشاہدہ میں ترقی کا ذریعہ، زیادتی انوار کا وسیلہ، شوق دیدار کی رغبت، ایمان پر خاتمہ اور سب سے بڑھ کر یہ کہ دیدار و زیارت سرکار اعظم حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے انتہائی مجرب نسخہ ہے۔

پڑھیا کر درود محمد تے تیرا پار اتارا ہووے گا
اس پاک درود دی برکت تھیں سوہنے دا نظارا ہووے گا

نیز یہ ہر حال میں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں مقبول ہے۔ حتیٰ کہ غفلت وریا کی جہت سے پڑھا

Marfat.com

ہو اور درود بھی۔ بعض علماء کے قول کے مطابق رد نہیں ہوتا۔

اے مرید قادری! یاد رکھ جن حالات میں درود شریف پڑھنے کی ممانعت ہے، وہ کل سات ہیں۔

(۱) جماع کرتے وقت۔ (۲) قضائے حاجت کے وقت۔ (۳) خرید و فروخت کے وقت۔ (۴) پھسلتے وقت۔ (۵) تعجب کے وقت۔ (۶) جانور کو ذبح کرتے وقت اور (۷) چھینکتے وقت۔

اس میں بھی پچھلی تین صورتوں میں اختلاف ہے۔ نیز نجاست یا کوڑا کرکٹ کی جگہ پر درود پڑھنے کی کراہت ہے۔ باقی اپنے جملہ اوقات میں جتنا ہو سکے، کثرت کے ساتھ درود شریف پڑھنا چاہیے کہ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں، میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں آپ پر درود پڑھتا ہوں تو کتنا وقت درود کے لیے مقرر کروں؟ فرمایا، جتنا چاہو۔ میں نے کہا، چوتھا حصہ۔ فرمایا جتنا چاہو، اگر درود کا وقت بڑھالو تو تمہارے لیے بہتر ہے۔ میں نے کہا، دو تہائی وقت۔ فرمایا، جتنا چاہو اگر درود کا وقت بڑھادو تو تمہارے لیے بہتر ہے۔ میں نے کہا، میں سارا وقت درود ہی پڑھوں گا۔ فرمایا، تب تو تمہارے غموں کے لیے کافی ہے اور تمہارے گناہ بخش دیئے جائیں گے۔ سبحان اللہ

اس حدیث پر عمل کرتے ہوئے اپنا زیادہ سے زیادہ وقت درود و سلام میں گزارنے کو معمول بنانے والا دینی، دنیاوی اور اخروی انعام واکرام کا حقدار بن جاتا ہے۔ لہٰذا کوشش کرو کہ زیادہ سے زیادہ درود شریف پڑھا جائے۔

درود پاک سے متعلقہ کتب میں کئی صیغوں اور مختلف الفاظ کے ساتھ درود شریف لکھے گئے ہیں۔ اس کے لیے ضروری نہیں کہ وہ قرآن و حدیث میں ہی مذکور ہوں بلکہ جس شخص کو اللہ تعالے توفیق بخشے اور وہ فصیح و بلیغ الفاظ سرکار کے ادب واحترام کے لائق استعمال کرسکتا ہو، کرے جو آپ کی عظمت و کمال کے مظہر ہوں۔

یہاں یہ وضاحت بھی ضروری ہے کہ بعض لوگ کہتے ہیں۔ فقط درود ابراہیمی ہی پڑھنا چاہیے۔ ان کا یہ خیال درست نہیں اس لیے کہ درود ابراہیمی نماز میں افضل ہے اور [illegible] فضیلت کی وجہ یہ ہے کہ نماز میں درود سے قبل نمازی التحیات میں آپ پر سلام بھیج چکا ہے۔ اب خارج نماز اگر درود ابراہیمی پڑھے گا تو فقط درود پڑھنے کا ثواب پائے گا جبکہ حکم یہ ہے کہ درود [illegible] سلام بھی خوب بھیجو۔

درود ابراہیمی [illegible] سے ایک حکم یعنی درود پر عمل ہو گا جب کہ سلام والے حکم پر عمل نہیں ہو

Marfat.com

گا۔ اس لیے خارج نماز ایسا درود پڑھنا چاہیے جس میں درود بھی ہو اور سلام بھی تا کہ دونوں حکموں پر عمل ہو سکے۔ اگر کوئی اور درود یاد نہ ہو تو مومن آسان الفاظ میں زبان زد خاص و عام درود شریف، الصلوٰۃ والسلام علیک سیدی یا رسول اللہ کو ہی بطور وظیفہ پڑھتا رہے تو انشاء اللہ العزیز مذکورہ فوائد ضرور حاصل ہوں گے۔

حضرت فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں، حضور نبی اکرم ﷺ تشریف فرما تھے ایک شخص آیا نماز پڑھی اور دعا مانگی اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِی وَارْحَمْنِی (الٰہی مجھے بخش دے اور مجھ پر رحم فرما) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا نمازی! تو نے جلدی کی، جب نماز پڑھ لے تو بیٹھ کر اللہ تعالیٰ کے شایان شان اس کی حمد و ثنا بیان کر پھر مجھ پر درود بھیج پھر اُس سے دعا مانگ۔ پھر ایک اور صاحب آئے نماز پڑھی اللہ کی حمد بیان کی اور نبی ﷺ پر درود بھیجا۔ حضور اکرم ﷺ نے اس سے فرمایا اے نمازی دعا مانگ قبول ہوگی۔

شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ شیخ اجل اکرم عبدالوہاب متقی رحمتہ اللہ علیہ نے اس مسکین (عبدالحق) کو مدینہ طیبہ کی زیارت کے لئے روانگی کے وقت وداع کرتے ہوئے فرمایا:

یہ بات ذہن میں رکھو اور آگاہ رہو کہ اس راہ میں ادائے فرض کے بعد کوئی عبادت حضور سید کائنات ﷺ پر درود شریف پڑھنے کے برابر نہیں ہے۔ تمہیں چاہئے کہ اپنا سارا وقت اس میں صرف کرو۔ کسی اور کام میں مشغول نہ ہو عرض کیا گیا اس کے لئے کوئی معین تعداد بھی ہے فرمایا۔ میاں! عدد معین کرنے کی ضرورت نہیں اس قدر پڑھو کہ ہر وقت اسی سے رطب اللسان رہو حتیٰ کہ انہیں کے ہو جاؤ اور اس میں مستغرق رہو۔

درود و سلام کی برکات اور ثمرات کے ضمن میں ایک واقعہ بیان کیا جاتا ہے۔ جو علامہ یوسف نبہانی رحمتہ اللہ علیہ نے سعادت دارین میں نقل فرمایا ہے۔ کہ بغداد کا ایک بہت مالدار امیر کبیر شخص خشکی اور سمندر میں (تجارتی) سفر کیا کرتا تھا۔ گردش دوراں نے اُس کے احوال درھم برھم کر دیئے اسکا تمام مال و دولت تباہ ہو گیا اور وہ لوگوں کے قرض کے بوجھ تلے دب گیا، اس کے ہاتھ زمین سے لگ گئے اور فرائض کی بجا آوری سے بھی قاصر رہنے لگا، ایک قرض خواہ کا اس سے آمنا سامنا ہو گیا اس کا اس پر پانچ سو 500 دینار قرض تھا، اس نے مانگا مگر کچھ نہ پایا، اس پر وہ کہنے لگا، ہم نے تم سے وفا کی لیکن تمہاری طرف سے وفا نہ دیکھی۔

اس پر مقروض نے کہا، میں تجھ سے اللہ کے نام پر سوال کرتا ہوں کہ مجھے رسوا نہ کرنا میں

Marfat.com

مقروض ہوں اور مجھ پر تیرے علاوہ دوسروں کا بھی قرض ہے، لوگ مجھ پر دباؤ ڈالتے ہیں مگر بخدا! میرے پاس کچھ نہیں، میں حلف اٹھانے کو تیار ہوں، اس نے اسے قاضی کے سامنے جا کھڑا کیا، اس نے وہاں بھی اقرار کیا، قاضی نے کہا اس کا مال دو! وہ کہنے لگا میرے پاس کچھ نہیں، قاضی نے کہا، کوئی معتبر ضامن لازمی ہے یا تجھے قید خانے میں ڈال دیا جائیگا، یہ اس کے ہمراہ باہر آیا مگر کوئی قابل اعتبار ضامن نہ ملا، سرکاری ملازم نے کہا، قاضی کے فیصلے کے مطابق تجھے قید میں ڈالنا ضروری ہو گیا ہے اس شخص نے قرض خواہ سے رعایت مانگی اور خدائے بزرگ کے نام پر سوال کیا کہ اسے اس رات چھوڑ دے تاکہ وہ اپنے بچوں کے ہمراہ آخری رات گزار سکے اور یہ کہ صبح سویرے وہ خود اس کے پاس حاضر ہو جائے گا اور قید خانے میں چلا جائے گا اور وہیں اسکی قبر بنے گی۔ الا یہ کہ اللہ سبحانہ اس پر کرم کر دے اور مصیبت دور فرما دے اور یہ بھی کہا کہ اس رات کے میرے ضامن محمد ﷺ ہوں گے اس پر قرض خواہ نے کہا مجھے منظور ہے۔

وہ شخص (قیدی مغموم، پریشان اور دل برداشتہ ہو کر اپنے گھر کو چلا گیا، بیوی نے پوچھا، کیا حالت بنا رکھی ہے؟ اور آج دن بھر کہاں رہے ہو؟ اس نے سارا ماجرا کہہ سنایا، قرض خواہ کی سختی، قید کا حکم، اس نے یہ بھی بتایا کہ میں نے قرض خواہ سے اللہ کا واسطہ دے کر آج رات گھر بسر کرنے اور الوداع کہہ کر صبح سویرے واپس آنے کا وعدہ کر کے آیا ہوں، میں نے رسول اللہ ﷺ کو اس پر ضامن بنایا ہے۔ تب کہیں اس نے مجھے چھوڑا اور میں آیا، بیوی بولی، فکر نہ کریں جس کے ضامن رسول اللہ ہوں وہ کیوں مغموم رہے۔

اب سوتے وقت اس نے نبی علیہ السلام پر درود و سلام بھیجا یہاں تک کہ اس کی آنکھ لگ گئی، خواب میں نبی علیہ السلام کا دیدار ہوا، سرکار نے فرمایا بشارت ہو! صبح سویرے بادشاہ کے وزیر کے پاس جا کر کہنا، تجھے رسول اللہ ﷺ سلام فرماتے ہیں اور تجھے حکم دیتے ہیں کہ میری طرف سے قرضہ جو کہ پانچ سو دینار ہیں ادا کرو جس کے سبب سے قاضی نے مجھے قید کرنے کا حکم سنایا ہے اور میں تو صرف رسول اللہ ﷺ کی ضمانت پر نکلا ہوں اور نبی ﷺ نے اس کی ایک نشانی بھی بتائی ہے وہ یہ کہ تم ہر رات حضور علیہ السلام پر ایک ہزار مرتبہ درود و سلام بھیجتے ہو، گذشتہ رات تم گنتی میں بھول گئے اور تمہیں شک گزرا کہ نہ جانے گنتی پوری ہوئی یا نہیں حالانکہ فی الواقع گنتی پوری تھی۔

کہا کہ اس پر وہ آدمی خوشی خوشی بیدار ہو گیا، پھر جب وہ نماز فجر سے فارغ ہو کر وزیر کی طرف چلا، دیکھتا کیا ہے کہ وزیر اپنے گھر کے دروازے پر کھڑا ہے اور سواری کا جانور سامنے ہے، اس نے وزیر کو سلام کیا اور کہا کہ مجھے تمہارے پاس بھیجا گیا ہے، اس نے کہا تمہیں کس نے بھیجا ہے، کہا

Marfat.com

رسول اللہ ﷺ نے، اور حضور نے یہ بھی فرمایا ہے کہ تم میرے طرف سے قرض ادا کرو جو اتنا اتنا ہے، نشانی یہ ہے کہ تم ہر رات مجھ پر ہزار مرتبہ درود بھیجتے ہو، گذشتہ رات تم بھول گئے اور تمہیں شک گزرا کہ تعداد مکمل ہوئی ہے یا نہیں تا آنکہ حضور ﷺ نے فرمایا، تمہاری تعداد مکمل ہے۔

وزیر نے جب یہ بات سنی تو اس پر اس کی سچائی ظاہر ہوگئی، وزیر اندر گیا اور اس کو بھی گھر کے اندر آنے کو کہا، وزیر نے کہا، ذرا اپنی بات پھر دہراؤ، اس نے اس کے روبرو پھر وہی بات دہرائی۔

وزیر بہت خوش ہوا اور اس کی دونوں آنکھوں کے درمیان بوسہ دیا، یہ سب عظمت رسول کے لئے تھا اور کہا مرحبا اے قاصد رسول اللہ ﷺ اور اسے پانچ سو دینار ادائیگی قرض، پانچ سو دینار اہل وعیال کے لئے مزید پانچ سو دینار گھریلو اخراجات کے لئے، پانچ سو دینار خوشخبری سنانے کے، پانچ سو دینار سچا خواب بیان کرنے کے عطاء کئے۔ اب خواب دیکھنے والا شخص خوشی خوشی گھر لوٹا، پانچ سو دینار گنے اور قرض خواہ کی طرف چل پڑا اور اس کو قاضی کے پاس چلنے کو کہا، وہاں پہنچا تو قاضی نے کھڑے ہو کر سلام کیا اور کہا نبی علیہ السلام نے مجھے خواب میں حکم دیا ہے کہ یہ قرض میں تمہاری طرف سے خود ادا کروں، علاوہ ازیں میرے مال سے اتنی ہی مزید رقم تمہیں دیجائے گی، اس پر قرض خواہ نے کہا، میں تمہیں گواہ بنا کر سارا قرض بھی چھوڑتا ہوں اور اپنی گرہ سے مزید اتنی ہی رقم دیتا ہوں کیونکہ رسول اللہ ﷺ کو میں نے خواب میں دیکھا ہے اور آپ ﷺ نے مجھے یہی وصیت فرمائی ہے۔

اب یہ شخص اس حال میں لوٹا کہ چار ہزار دینار کا مالک تھا، یہ رسول پاک ﷺ پر درود وسلام کی برکت اور ثمرہ ہے۔

اے عزیز! اب اپنے سلسلہ قادریہ کے وظائف دیئے جاتے ہیں ان میں سے بقدر استعداد وقت معین کر کے پڑھنے کو معمول بنالے۔ اللہ رب العزت اعمال صالحہ کی توفیق مرحمت فرمائے اور ہر لحہ اپنے حفظ وامان میں رکھے۔

فصل اللہ تعالیٰ علی حبیبہ
سیدنا محمد وعلی الہ واصحابہ
وبارک وسلم اجمعین

☆☆☆☆☆☆☆

Marfat.com

یحیٰ زاہد جمال اولیاء کے واسطے
اَللّٰھُمَّ یَا تَوَّابُ لَا تَفْضَحْنَا یَوْمَ الْقِیَامَةِ
حضرت سید عبداللہ جیلی پارسا کے واسطے
اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ عِلْمٍ لَا یَنْفَعُ
ابو صالح موسیٰ باصفا کے واسطے
اَللّٰھُمَّ رَبَّنَا اغْفِرْ لِیْ وَلِوَالِدَیَّ وَلِلْمُؤْمِنِیْنَ
محی الدین باز اشہب غوث الوریٰ کے واسطے
عطائے خاص غوث اعظم ہو نصیبوں میں مرے
حضرت عبدالرزاق شاہ اصفیاء کے واسطے
تو رحمان و رحیم و کریم ہے سلم سلم
سید ابو صالح نصر قاضی القضاء کے واسطے
دامن میراں رہے سایہ فگن مجھ پر
ابو نصر محمد زاہد بے ریا کے واسطے
میرے ہر عمل پہ گہری چھاپ ہو اخلاص کی
حضرت سید احمد ظہیر الدین مقتدا کے واسطے
فنا فی اللہ بقا باللہ مقدر میں ہو میرے
سید السادات سیف الدین یحییٰ کے واسطے
قرآن و سنت کا مکمل نقشہ ہو یہ زندگی
سید شمس الدین محمد دلربا کے واسطے
شکر صبر و قناعت دو فضل سے ظرف بھر دو
سید علاؤ الدین علی باخدا کے واسطے
نور کی سرکار کر دے نور علیٰ نور
سید نور الدین حسین نور ہدیٰ کے واسطے
سکون قلب کی دولت کر عطا یا اللہ
محی الدین یحییٰ فخر اولیاء کے واسطے
نصرت و امداد فرما ہر موقع میری یارب
سید شرف الدین قاسم پر ضیاء کے واسطے
تا ابد اشراف سے نسبت رہے قائم
سید شہاب الدین احمد دلربا کے واسطے
مقصود و مطلوب شہادت ہو میری

Marfat.com

سید علاؤ الدین ذوالاتقیاء کے واسطے
ترک ماسوی اللہ کا شرف ہو حاصل مجھے
سید محمد حسین تارک ماسوی کے واسطے
فکر دنیا و زر سے دامن آلودہ نہ ہو
سید علی کی نظر کیمیا کے واسطے
مقام علیین کے حقداروں میں ہو شمار
سید ناد علی دانائے راہ کے واسطے
جلوہ فگن ہر وقت رہیں دل میں میرے مصطفےٰ
سید کریم شاہ ہادی و رہنما کے واسطے
الٰہی گنہگار و زیاں کار ہوں ارحم ارحم
بدر الدین حیدر مجسمہ حیا کے واسطے
رنج و غم اور مشکلیں حل فرما یا خدا
سید عفیف الدین بے ریا کے واسطے
یا الٰہی نفس و شیطاں کے دھوکے سے بچا
حضرت عبداللہ سید بادشاہ کے واسطے
وابستگان سدرہ کو الٰہی فرما باکمال
سید انور نائب غوث الوریٰ کے واسطے
جسم طاہر قلب مطہر روح اطہر ہو عطا
محمد اطہر القادری پیر ما کے واسطے
مخزن انوار قادریت ہو سینہ مرا
قادری .... فقیر بے نوا کے واسطے
اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِجَمِیْعِ الْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ
اصفیاء و اولیاء و انبیاء کے واسطے

امین ثم آمین

یارب العالمین، یاارحم الرحمین بحق سیدالمرسلین ورحمۃ للعالمین
فصل اللہ تعالےٰ علی حبیبہ سیدنا محمد وعلیٰ الہ وصحبہ وبارک وسلم اجمعین

نوٹ: واضح ہو کہ تمام اشعار میں واسطہ، وسیلہ کے معنی میں استعمال ہوا ہے مگر آخری اشعار میں واسطہ سے مراد (ان کے لیے) یا ان کے حق میں کے معنی میں بیان ہوا ہے۔ فافہم

Marfat.com

سمت قبلہ معلوم کرنے کا طریقہ

29 مئی اور 14 جولائی کی تاریخوں میں اپنے شہر اور مکہ معظمہ میں جتنے گھنٹے اور منٹ کا فرق ہو، نصف النہار کے بعد اتنے گھنٹے اور منٹ پر کسی عمود یا پایہ کا سایہ دیکھیں یا خود سیدھے دھوپ میں کھڑے ہو جائیں۔ اس وقت کا سایہ ٹھیک سمت قبلہ کو بتائے گا، مکہ معظمہ اور کسی شہر کے وقت میں گھنٹے اور منٹ کا فرق اس طرح معلوم ہو سکتا ہے کہ اطلس کے آخر میں شہروں کا طول وعرض دیا ہوتا ہے اس سے مکہ معظمہ اور اس شہر کا طول معلوم کر کے چھوٹے کو بڑے سے تفریق کر دیں، حاصل تفریق کو 4 سے ضرب دے کر 60 پر تقسیم کریں اس سے گھنٹہ منٹ معلوم ہو جائے گا۔

عام طور پر ان تاریخوں پر اخبارات میں بھی گھنٹے اور منٹ کی وضاحت کر دی جاتی ہے۔

نمازوں کے اوقات کا دائمی چارٹ

اگلے صفحات پر دائمی نقشہ اوقات دیا جاتا ہے۔ اسے دیکھ کر نمازیں وقت پر ادا کریں۔ نیز اوقات دیکھتے وقت یہ نقطہ پیش نظر رہے کہ اس نقشہ میں اختصار کے پیش نظر ایک مہینے میں صرف ۵ ایام کا وقت دیا گیا ہے۔ باقی تاریخوں میں طلوع وغروب یا وقت نماز ان اوقات کے درمیان ہوگا۔ مثلاً یکم جنوری کو غروب آفتاب 05:10 پر اور ۸ جنوری کو 05:15 پر ہے آپ اگر ۵ جنوری کو غروب آفتاب کا وقت معلوم کرنا چاہیں تو یہ وقت 05:10 اور 05:15 کے درمیان تقریباً 05:12 ہوگا۔ اسی حساب سے تمام نمازوں اور وقت زوال معلوم کیا جا سکتا ہے۔ ضحویٰ کبریٰ سے وقت ظہر تک کا درمیانی وقت ''وقت زوال'' کہلاتا ہے جسمیں کوئی نماز پڑھنا یا سجدہ کرنا منع ہے۔ البتہ اگر جنازہ اس وقت آجائے تو پڑھا جا سکتا ہے۔ اسی طرح غروب آفتاب سے بیس منٹ پہلے اور طلوع آفتاب کے بیس منٹ بعد تک بھی نماز پڑھنا مکروہ ہے۔ البتہ اس دن کی عصر غروب آفتاب سے پہلے تک پڑھی جا سکتی ہے۔ گوایسی تاخیر مکروہ ہے۔ مگر نماز ہو جائے گی۔

یہ نقشہ اوقات صرف لاہور اور مضافات لاہور کیلئے ہے۔ دوسرے شہروں کے رہائشی لاہور کے وقت میں درج ذیل کے مطابق جمع کر لیں۔

گجرانوالہ 2 منٹ، ملتان 11 منٹ، گجرات وکوٹلی آزاد کشمیر اور سیالکوٹ 3 منٹ، مری 4 منٹ، ڈیرہ غازی خاں وڈیرہ اسماعیل خاں 15 منٹ، راولپنڈی وسرگودھا اور ساہیوال 6 منٹ، حیدر آباد 23 منٹ، لاڑکانہ 24 منٹ، کراچی 27 منٹ، کوئٹہ 28 منٹ، میانوالی 10 منٹ، فیصل آباد 5 منٹ، پشاور 13 منٹ، سکھر 18 منٹ اور سدرہ شریف 16 منٹ۔

Marfat.com

تاریخ	صبح صادق ابتدائے فجر اختتام سحر	طلوع آفتاب انتہائے فجر	ضحوۂ کبریٰ	وقت ظہر	وقت عصر	غروب آفتاب	وقت عشاء
جنوری							
01	05:36	07:06	11:23	12:07	03:32	05:10	06:37
08	05:37	07:04	11:26	12:10	03:37	05:15	06:42
15	05:37	07:03	11:29	12:12	03:43	05:21	06:48
22	05:36	07:01	11:32	12:14	03:50	05:28	06:53
29	05:33	06:58	11:33	12:16	03:56	05:35	06:59
فروری							
01	05:32	06:56	11:34	12:16	03:59	05:37	07:00
08	05:28	06:52	11:35	12:17	04:04	05:43	07:05
15	05:24	06:45	11:36	12:17	04:10	05:49	07:10
22	05:18	06:38	11:36	12:17	04:16	05:55	07:15
29	05:11	06:32	11:35	12:16	04:20	05:59	07:20
مارچ							
01	05:10	06:31	11:35	12:16	04:20	06:00	07:21
08	05:03	06:23	11:34	12:14	04:25	06:05	07:25
15	04:54	06:14	11:32	12:12	04:29	06:10	07:30
22	04:46	06:05	11:30	12:10	04:31	06:15	07:34
29	04:36	05:56	11:28	12:08	04:33	06:20	07:40
اپریل							
01	04:32	05:52	11:26	12:26	04:34	06:21	07:43
08	04:21	05:43	11:23	12:23	04:37	06:26	07:49
15	04:09	05:35	11:21	12:21	04:40	06:30	07:55
22	04:01	05:28	11:18	12:18	04:44	06:35	08:01
29	03:52	05:20	11:16	12:16	04:49	06:40	08:07

یہ نظام الاوقات صرف لاہور اور اس کے مضافات کے لیے ہے دوسرے علاقوں کے لوگ اپنے مقامی وقت کو پیش نظر رکھیں

Marfat.com

تاریخ	صبح صادق ابتدائے فجر اختتام سحر	طلوع آفتاب انتہائے فجر	صحوہ کبریٰ	وقت ظہر	وقت عصر	غروب آفتاب	وقت عشاء
مئی							
01	03:50	05:18	11:15	12:00	04:50	06:41	08:09
08	03:42	05:12	11:14	11:59	04:53	06:45	08:15
15	03:34	05:07	11:12	11:59	04:54	06:51	08:23
22	03:28	05:03	11:12	12:00	04:55	06:57	08:30
29	03:23	05:00	11:12	12:00	04:56	07:00	08:35
جون							
01	03:21	04:59	11:12	12:01	04:57	07:02	08:39
08	03:20	04:57	11:13	12:02	04:58	07:05	08:43
15	03:19	04:57	11:13	12:03	04:59	07:08	08:46
22	03:19	04:59	11:14	12:05	05:01	07:10	08:48
29	03:20	05:00	11:16	12:06	05:02	07:11	08:49
جولائی							
01	03:22	05:01	11:16	12:06	05:02	07:11	08:50
08	03:26	05:04	11:18	12:08	05:02	07:11	08:48
15	03:32	05:08	11:20	12:09	05:01	07:09	08:45
22	03:37	05:11	11:21	12:09	04:59	07:06	08:41
29	03:43	05:17	11:22	12:09	04:58	07:02	08:35
اگست							
01	04:14	05:37	11:23	12:03	04:38	06:28	07:52
08	04:19	05:43	11:19	12:01	04:31	06:31	07:42
15	04:24	05:46	11:17	11:58	04:24	06:24	07:32
22	04:30	05:52	11:15	11:56	04:17	06:17	08:23
29	03:34	05:55	11:13	11:53	04:10	06:10	08:13

یہ نظام الاوقات صرف لاہور اور اس کے مضافات کے لیے ہے دوسرے علاقوں کے لوگ اپنے مقامی وقت کو پیش نظر رکھیں

Marfat.com

تاریخ	صبح صادق ابتدائے فجر اختتام سحر	طلوع آفتاب انتہائے فجر	ضحوۂ کبریٰ	وقت ظہر	وقت عصر	غروب آفتاب	وقت عشاء
ستمبر							
01	04:14	05:37	11:21	12:03	04:38	06:28	07;52
08	04:19	05:43	11:19	12:01	04:31	06:19	07:42
15	04:24	05:46	11:17	11:58	04:24	06:10	07:32
22	04:30	05:52	11:15	11:56	04:17	06:01	07:23
29	04:34	05:55	11:13	11:53	04:10	05:51	07:13
اکتوبر							
01	04:35	05:57	11:12	11:53	04:08	05:49	07:08
08	04:40	06:01	11:10	11:50	04:00	05:39	06:59
15	04:45	06:06	11:08	11:49	03:54	05:32	06:53
22	04:48	06:12	11:06	11:47	03:47	05:24	06:45
29	04:53	06:17	11:05	11:47	03:40	05:17	06:40
نومبر							
01	04:56	06:19	11:05	11:47	03:37	05:14	06:37
08	05:01	06:25	11:05	11:47	03:33	05:09	06:32
15	05:05	06:30	11:05	11:48	03:28	05:04	06:29
22	05:11	06:36	11:06	11:49	03:25	05:01	06:27
29	05:16	06:42	11:07	11:51	03:23	04:59	06:25
دسمبر							
01	05:18	06:48	11:08	11:52	03:22	04:59	06:25
08	05:23	06:50	11:10	11:55	03:23	04:59	06:26
15	05:27	06:54	11:14	11:58	03:25	05:01	06:29
22	05:32	06:59	11:18	12:02	03:27	05:05	06:31
29	05:35	07:02	11:21	12:05	03:30	05:08	06:35

یہ نظام الاوقات صرف لاہور اور اس کے مضافات کے لیے ہے دوسرے علاقوں کے لوگ اپنے مقامی وقت کو پیش نظر رکھیں

Marfat.com

Marfat.com

مکتبہ جمال کرم کی چند یادگار تصانیف

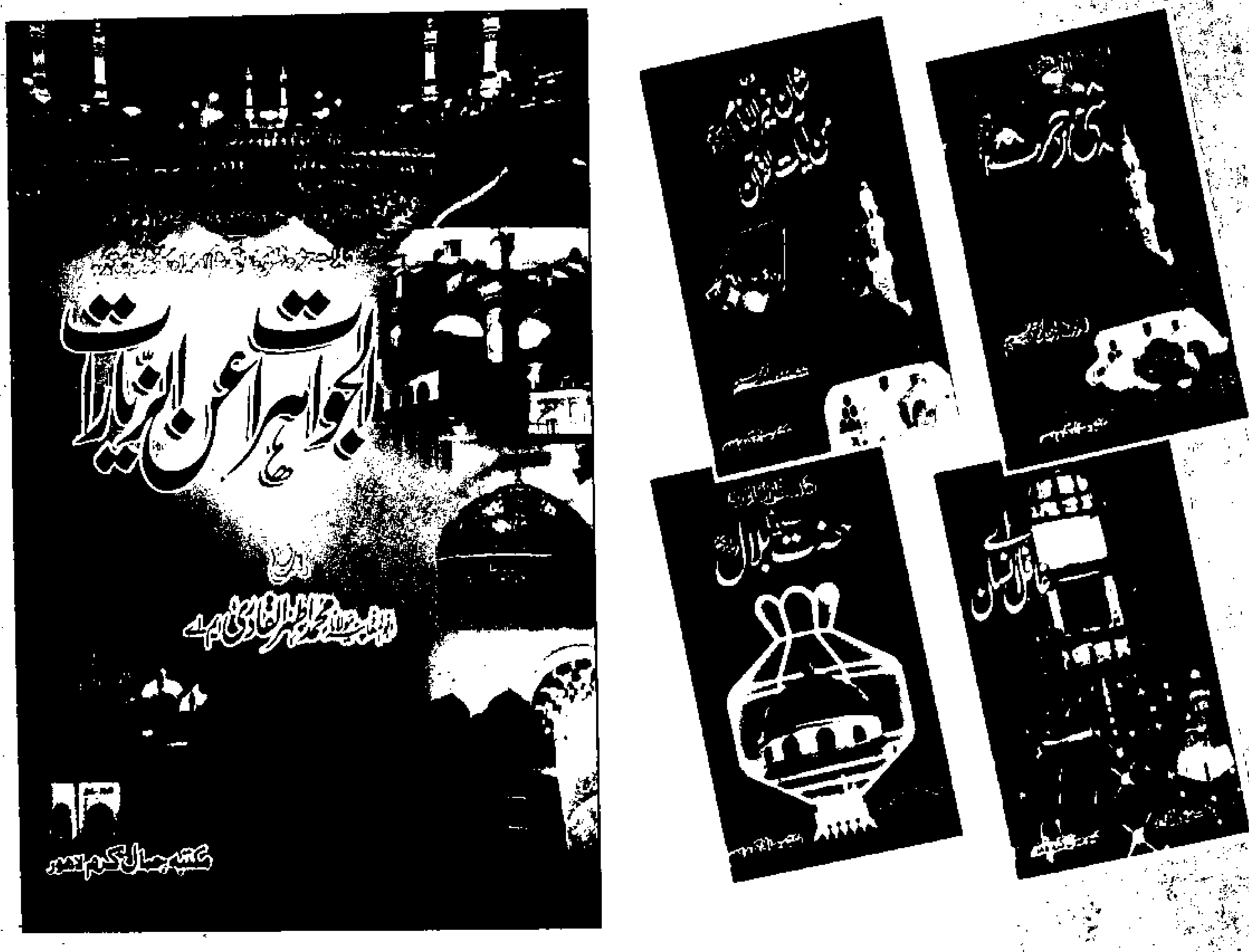

مرکز الحفاظ جامعہ مسجد مدینہ محافظ ٹاؤن ملتان روڈ لاہور

Marfat.com